قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (سورۃ البقرۃ: ۲۱۷)

کُفر وارتِداد کا زمانہ
اور
اُمّتِ مُسلمہ کی غفلت وبے حِسی

تالیف

مولانا محمد اختر بن مجیب الرحمٰن معروفی

خادم الطلبہ جامعہ رشیدیہ

نانی نرولی، سورت، گجرات، الہند. 394110

نام کتاب	کفر وارتداد کا زمانہ اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی
تالیف	محمد اختر بن مجیب الرحمٰن معروفی
سن اشاعت	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء

ملنے کے پتے:

(۱)

محمد اختر بن مجیب الرحمٰن معروفی

جامعہ رشیدیہ، نانی نرولی، سورت، گجرات، الہند.394110

رابطہ نمبر:9601455887

(۲)

مکتبہ مفید الاسلام، ترکیسر۔سورت۔گجرات۔انڈیا۔394170

موبائل: 09825364632

(۳)

مکتبہ صفدریہ دیوبند، فون نمبر:8881030588

(۴)

حافظ محمد مظہر بن مجیب الرحمٰن

استاذ جامعہ ابوہریرہؓ محلہ نئی بستی پارہ، پورہ معروف

پوسٹ کرتھی جعفر پور، ضلع مئو، یوپی، پن کوڈ:275305

فون نمبر:9807603188

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
تقریظات وتاثراتِ اکابر	۱۱
حضرت مولانانعمت اللہ صاحب اعظمی صدرشعبۂ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند	۱۱
حضرت مولانامفتی عبداللہ صاحب معروفی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند	۱۲
حضرت مولانارضوان الدین صاحب معروفی شیخ الحدیث جامعہ اکل کوا	۱۴
حضرت مولانااحمد صاحب ٹنکاروی استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر	۱۶
حضرت مولاناصلاح الدین صاحب سیفی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم	۱۸
ابتدائیہ	۱۹
ایمان سے بڑھ کرکوئی نعمت نہیں	۲۲
ارتدادکامعنٰی ومطلب	۲۴
کفروارتدادکاایک اہم اصول	۲۵
مرتدکاحکم	۲۵
ارتداد؛ کفراصلی سے بھی زیادہ خطرناک ہے	۲۶
کفروایمان پرخاتمہ کے اعتبارسے انسانوں کی چارقسمیں	۲۶
انبیاءؑ کے علاوہ کسی کے ایمان کے باقی رہنے کی کوئی گارنٹی نہیں	۲۷
حضرت نانوتویؒ کاایک ہندوکوخواب میں جنت کے اندردیکھنا	۲۸
ہرشخص کواپنے ایمان کے بارے میں ڈرناچاہئے	۲۹
کفرونفاق سے نہ ڈرنامنافق ہونے کی نشانی ہے	۲۹
ہرزمانے کے ایمان والے کفروارتدادسے ڈرتے رہے ہیں	۲۹
انبیاءکرامؑ بھی کفروارتدادسے ڈرتے تھے	۳۰
حضرت ابراہیمؑ کاارتدادسے ڈرنا	۳۰

حضرت یعقوبؑ کا اپنی اولاد کے ایمان کے بارے میں ڈرنا	۳۱
حضرت یوسفؑ کا اپنے ایمان کے بارے میں ڈرنا	۳۲
امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا کفر وارتداد سے ڈرنا اور پناہ مانگنا	۳۳
انبیاء کرامؑ کا ڈرنا امت کی تعلیم کے لئے تھا	۳۷
انبیاء کرامؑ کے اہل وعیال ارتداد کا شکار ہو سکتے ہیں	۳۷
صحابۂ کرام کا کفر وارتداد سے ڈرنا	۳۸
حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابو بکرؓ کا اپنے اندر نفاق محسوس کرنا	۳۹
حضرت عمر بن خطابؓ کو اپنے بارے میں نفاق کا ڈر	۴۱
حضرت ابو درداءؓ کو ایمان کے سلب ہونے کا ڈر	۴۱
تابعین اور اکابر علماء کا کفر وارتداد سے ڈرنا	۴۳
حضرت سفیان ثوریؒ کا سلب ایمان سے ڈرنا	۴۴
حضرت ابراہیم تیمیؒ کا اپنے بارے میں ڈرنا	۴۴
حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا اپنے انجام سے ڈرنا	۴۵
قربِ قیامت میں ارتداد کا سیلاب	۴۶
دین پر ثابت قدم رہنا ہاتھ میں انگارہ لینے کی طرح مشکل ہوگا	۴۷
قیامت کے تذکرہ کے وقت نبی کریم ﷺ کی حالت	۴۷
فتنۂ ارتداد سے زیادہ خطرناک ونقصان دہ کوئی فتنہ نہیں ہو سکتا	۴۸
حضرت مفکرِ اسلامؒ کی نظر میں فتنۂ ارتداد سب سے اہم مسئلہ	۴۹
مسلمانوں کے خلاف تمام سازشوں کا بنیادی مقصد ان کو مرتد بنانا ہے	۵۱
فتنوں کی پیشین گوئی نبی ﷺ کا معجزہ بھی اور احسان بھی	۵۲
نبی ﷺ کے دور مبارک میں ارتداد کا فتنہ	۵۳

قربِ قیامت کا ہولناک فتنہ ارتداد احادیث کی روشنی میں	۵۴
قربِ قیامت میں ارتداد کا سیلاب اور اس کی تیز رفتاری	۵۵
جماعت کی جماعت اور خاندان کے خاندان مرتد بنیں گے	۶۲
دین دار لوگ بھی ارتداد کا شکار ہوں گے	۶۶
نماز روزہ کے ساتھ شرک وکفر	۶۷
دین داروں کے ارتداد کے چند عبرتناک واقعات	۷۴
بنی اسرائیل کے ایک عالم وبزرگ کی بری موت کا عبرتناک واقعہ قرآن کی روشنی میں	۷۴
ایک کاتبِ وحی کا ارتداد اور اس کا خطرناک انجام	۷۷
فضیل بن عیاضؒ کے ایک شاگرد کا واقعہ	۷۸
سفرِ حج پر جانے والے ایک بزرگ کا واقعہ	۷۹
ایک بڑے عالم کی بری موت کا واقعہ	۸۰
ایک دین دار گھرانے کی دین دار عورت کا واقعہ	۸۱
ایک اور دین دار گھرانہ کی خاتون کا واقعہ	۸۲
چند طلباء اور ایک مفتی صاحب ارتداد کا شکار	۸۲
عرب کے لوگ بھی ارتداد کا شکار ہوں گے	۸۳
جزیرۃ العرب میں ارتداد کے وقوع پر اشکال	۸۷
عرب میں بت پرستی کی ایک تازہ ترین مثال	۸۹
ارتداد کا طوفان اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی	۸۹
ارتداد کے بارے میں ملی تنظیمیں و جماعتیں بھی غفلت کا شکار	۹۱
فتنہ ارتداد کی وسعت اور عالمی پیمانے پر اس سے غفلت	۹۲
ذہنی ارتداد	۹۳

ذہنی ارتداد کی بنا پر بھی مسلمان کافر و مرتد ہوجاتا ہے	۹۳
ذہنی ارتداد کے شکار لوگوں کی ایک بے فائدہ چالاکی	۹۴
ذہنی ارتداد کا سیلاب بلاخیز	۹۴
ذہنی ارتداد کے چند واقعات	۹۶
ارتداد کے چند بنیادی اسباب	۹۹
پہلا سبب: مسلمانوں کو مرتد بنانے کی بھیانک عالمی سازش	۹۹
ہندو شدت پسند تنظیموں کی سازشیں	۱۰۰
مسلمان لڑکیوں کو مرتد بنانے کی خطرناک سازشیں	۱۰۲
باغپت (اتر پردیش) میں ۲۰؍آدمی مرتد ہوگئے	۱۰۷
اسکولوں اور کالجوں میں ہندوؤں کا ارتدادی مشن	۱۰۸
مسلمان چیف جسٹس و نائب صدر جمہوریہ کا عبرتناک انجام	۱۱۲
موجودہ دنیاوی تعلیم گاہوں کا ارتدادی ماحول	۱۱۲
اسکولوں میں آر ایس ایس کی سنسنی خیز ارتدادی سرگرمیاں	۱۱۳
حکومتِ ہند کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی سازش	۱۱۵
عیسائیت کا خطرناک عالمی ارتدادی جال	۱۱۶
عیسائی مشنریوں کا مقصد خود عیسائی پادریوں کی زبانی	۱۱۶
تقریباً ایک صدی پہلے کی رپورٹ	۱۲۰
۲۰۱۴ء کی رپورٹ	۱۲۱
عیسائی مشنریوں کے ذریعہ ارتداد کے ہوش اڑادینے والے چند واقعات	۱۲۲

آندھرا پردیش کے بعض علاقوں میں ارتداد کی لہر	۱۲۳
تمل ناڈو میں ارتداد	۱۲۴
کشمیر میں بڑے پیمانے پر عیسائیت کی تبلیغ	۱۲۴
کشمیر میں ارتداد کی غیر اعلانیہ مہم	۱۲۷
۲۰/ ہزار کشمیری مرتد ہو چکے ہیں	۱۲۷
اسلامی ممالک اور دیگر ملکوں میں عیسائی مشنریوں کی بھیانک سرگرمیاں	۱۲۸
الجزائر میں ۱۰/ ہزار مسلمان مرتد ہو گئے	۱۲۸
افریقہ میں یومیہ سیکڑوں مسلمان عیسائیت قبول کرتے ہیں	۱۲۹
انڈونیشیا میں ۶۵/ ہزار مسلمان عیسائی بن گئے	۱۲۹
بنگلہ دیش میں لاکھوں لوگ ارتداد کا شکار	۱۲۹
بنگلہ دیش کو صدی کے اختتام تک عیسائی ملک بنا لینے کا منصوبہ	۱۳۰
لبنان میں عیسائی، حکومت پر قابض	۱۳۱
عیسائی مشنریوں کے مرتد بنانے کے طریقے	۱۳۱
انٹرنیشنل چرچ کے جنرل سیکریٹری کا عالم اسلام کے خلاف امریکہ ویورپ کی خوفناک سازشوں کا انکشاف	۱۳۲
اسکولوں میں عیسائیت کا طریقۂ تبلیغ	۱۳۶
عیسائیت کی تبلیغ اسلامی رنگ میں	۱۳۸
جنگوں کے پیچھے عیسائی مشنریوں کا ارتدادی مشن	۱۳۸
این جی اوز (NGO's)	۱۴۱
این جی اوز (NGO's) کی حقیقت	۱۴۱

این جی اوز (NGO's) کی ایک کارگذاری	۱۴۲
فتنۂ قادیانیت کی عالمی تبلیغ اور عالم اسلام پر اس کے حیران کن اثرات	۱۴۳
قادیانیت کا مختصر تعارف	۱۴۳
قادیانیت کی تبلیغ سے سب سے زیادہ نقصان کا اندیشہ	۱۴۴
قادیانیت کی منظم تبلیغ کی وسعت کی ایک جھلک	۱۴۴
قرآن کریم کی آڑ میں قادیانیت کی خطرناک تبلیغ	۱۴۷
قادیانیت کی بیخ کنی سے غفلت کا انجام	۱۴۸
قادیانیوں اور آرایس ایس (RSS) کا گٹھ جوڑ	۱۴۹
ارتداد کا دوسرا سبب: غربت وافلاس۔فقر وفاقہ	۱۵۰
فقر وفاقہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پناہ مانگنا اور اس کا حکم دینا	۱۵۱
غربت وافلاس اور فقر وفاقہ کی وجہ سے ارتداد	۱۵۲
ارتداد کا تیسرا سبب: نفسانی خواہشات کی اتباع	۱۵۴
خواہشات بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	۱۵۴
خواہشات نفسانیہ گمراہی کا ذریعہ	۱۵۵
خواہشِ نفس کی بنا پر ایک مؤذن کا ارتداد	۱۵۶
ارتداد کا چوتھا سبب: کفریہ کلمات سے جہالت وناواقفیت	۱۵۸
قیامت کی اہم نشانی: علم کا اٹھالیا جانا	۱۵۸
زبان کا ایک بول ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بنا سکتا ہے	۱۵۹
کفریہ الفاظ کو جانے بغیر دین وایمان کی حفاظت مشکل ہے	۱۶۰

کافر بنا دینے والے الفاظ کا جاننا فرض ہے	۱۶۱
اس زمانے میں الفاظ کفریہ کی کثرت	۱۶۲
ایمان بھی کپڑے کی طرح پرانا ہوجاتا ہے	۱۶۲
روزانہ تجدیدِ ایمان اور مہینہ میں ایک بار تجدید نکاح کرنا چاہئے	۱۶۴
ارتداد کا پانچواں سبب: یہود ونصاریٰ سے دوستی	۱۶۴
ایمان کی حفاظت کے چند بنیادی اسباب	۱۶۵
پہلا سبب: ارتداد کے مذکورہ اسباب سے بچنا	۱۶۶
دوسرا سبب: حفاظتِ ایمان کے لئے دعا کی کثرت	۱۶۶
نماز کی پابندی دین وایمان کی حفاظت کا طاقتور ترین ذریعہ	۱۶۷
دعا سب سے بڑا سبب ہے	۱۶۸
تیسرا سبب: علماء ومشائخ کی صحبت اختیار کرنا	۱۷۰
تقویٰ کی وجہ سے ایمان کی حفاظت	۱۷۰
تقویٰ کے حصول کا راستہ	۱۷۱
اللہ والوں کی صحبت کی اہمیت اکابر کے اقوال کی روشنی میں	۱۷۲
چوتھا سبب: اولاد کی تعلیم وتربیت کا بہتر انتظام کرنا	۱۷۶
اولاد ماں باپ کے حق میں نعمت بھی اور وبالِ جان بھی	۱۷۶
اولاد کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں والدین کی ایک سنگین غلطی	۱۷۸
دین کن لوگوں سے سیکھنا چاہئے؟	۱۷۸
تھوڑا سا موجودہ مکاتب ومدارس کے بارے میں	۱۸۰

مدارس اور علم کی کثرت کے باوجود اتنا زیادہ ارتداد کیوں؟	۱۸۱
پانچواں سبب: جس جگہ ایمان خطرہ میں ہو اس کو چھوڑ کر اطمینان کی جگہ قیام کرنا	۱۸۴
مغربی و عیسائی ملکوں کے مسلمانوں کی نسلیں ارتداد کے دہانے پر	۱۸۵
دین و ایمان کو بچانے کے لئے جان کو بھی قربان کردے	۱۸۶
ایمان بچانے کے لئے وطن کو بھی چھوڑ دینا چاہئے	۱۸۷
چھٹا سبب: ایمان پر حملہ کرنے والے مضامین و بیانات سے بچنا	۱۸۸
ایمان کی حفاظت کے بقیہ اسباب	۱۹۰
علماء و مشائخ اور اربابِ مدارس کی ذمہ داریاں	۱۹۵
فتنۂ ارتداد کی بیخ کنی کے لئے دارالعلوم دیوبند کی جدوجہد	۱۹۵
فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کرنے والوں کو سخت حالات کا سامنا	۱۹۷
فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لئے علماء وطلباء کی تیاری کا انتظام	۱۹۸
فتنۂ ارتداد پر لوگوں کو توجہ دلانے سے دارالعلوم کا مالی خسارہ	۱۹۹
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور فتنۂ ارتداد	۲۰۰
ارتداد کا فتنہ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی فکر و پریشانی	۲۰۰
فتنۂ ارتداد اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۲۰۱
دنیا میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے یا ارتداد؟	۲۰۵
ارتداد کے مذکورہ واقعات حقائق کا دس فیصد بھی نہیں	۲۰۷

تقریظات وتاثراتِ اکابر

بحر العلوم استاذ الاساتذہ حضرت الاستاذ

مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم

صدر شعبۂ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیو بند

باسمہ تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ.

ہندوستان میں کفر وارتداد کے فتنے مختلف شکلوں میں آتے رہے ہیں اور اس وقت کے علماء نے کم وبیش ان فتنوں کے استیصال کی کوششیں کی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں بھی فتنۂ ارتداد کی مختلف صورتیں اور شکلیں پیدا ہو رہی ہیں، ان سے واقف رہنا اور ان کے انسداد کی فکر کرنا ہر اہلِ ایمان کا فریضہ ہے۔

مولانا محمد اختر صاحب معروفی نے اس موضوع پر یہ کتاب ''کفر وارتداد کا زمانہ اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی'' مرتب کی ہے جس میں انھوں نے فتنۂ ارتداد اور اس فتنے کے انسداد کی جو تدابیر گذشتہ زمانے میں اہل علم کی طرف سے کی گئی ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے حدیث کے بیان کے مطابق آخری زمانے میں کفر وارتداد کے عمومی واقعات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں ان اسباب پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے جو ارتداد کے فتنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اخیر میں موصوف نے کفر وارتداد سے حفاظت کی تدابیر کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے عیسائی مشنریوں، این جی اوز، قادیانیوں اور ہندو شدت پسند تنظیموں کی تبلیغی کوششوں اور ان کے ارتدادی جال کے سلسلہ میں چشم کشا

حقائق پیش کئے ہیں۔ بہر حال کتاب لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ دور میں کفر و ارتداد کا جو فتنہ مختلف شکلوں میں سامنے آرہا ہے یا آئندہ دنوں میں آسکتا ہے، ان کی طرف اہل علم واہل دل حضرات توجہ فرمائیں اور امت کو ان سے بچانے کی ہر ممکن سعی وتدبیر کریں۔

اس موضوع پر یہ ایک اہم اور ضروری کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائیں، مفید ونافع بنائیں اوران فتنوں سے حفاظت کی تدبیروں کو اختیار کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین!

نعمت اللہ اعظمی غفرلہ

خادم التدریس دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب معروفی مدظلہ العالی

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

باسمہ تعالیٰ شانُہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا وبعد! بندوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا حق اور فریضہ ایمان ہے، ایمان سے محرومی سب سے بڑی محرومی، اور ایمان کی سعادت مل جانے کے بعد اس سے پھر جانا اور مرتد ہو جانا کفر اصلی سے بھی بڑھ کر ہے اور دنیا وآخرت کے وبال ونقصان اور نتائج کے اعتبار سے اس سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔ ارتداد کا فتنہ اس وقت ہر چہار جانب سے ملت اسلامیہ پر ایک سیلاب بلاخیز کی طرح امنڈ رہا ہے، اس کے اسباب میں ملت اسلامیہ کے افراد کی انفرادی واجتماعی گوناگوں کمزوریوں کے علاوہ بیرونی طاقتوں کی دسیسہ

کاریاں اور نت نئی فتنہ سامانیاں بھی ہیں، عددی اعتبار سے آج اہلِ ایمان کم نہیں، مگر ''لکنکم غثاء کغثاء السیل'' کے بموجب بے وقعت ہیں، جن ملکوں میں اقتدار اعلیٰ غیروں کے ہاتھ میں ہے وہاں کی دینی حالت کا کمزور ہونا تعجب خیز نہیں حد تو یہ ہے کہ اسلامی ملکوں میں اسلام کا صرف نام باقی ہے، اللہ ہی اس ملت کا نگہبان و محافظ ہے۔

مگر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، مایوسی کفر کی جانب لے جاتی ہے، اپنی سی کوشش جو بندہ کرسکتا ہے اپنے اور دیگر بندگانِ خدا کے دین و ایمان کی حفاظت کی تدبیر کرنی چاہئے۔ اسی ضرورت اور جذبے سے پیش نظر کتاب ''کفر وارتداد کا زمانہ اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی'' تالیف کی گئی ہے۔ مؤلف محترم جناب مولانا محمد اختر معروفی صاحب زید مجدہ نے بڑی محنت اور خوش اسلوبی سے یہ کتاب تالیف کی ہے، جس میں کفر و ارتداد کے بھیانک نتائج، اسباب اور تدارک و سدباب کی تدابیر نصوصِ قرآن وحدیث، اقوالِ علماء ومفکرین، نیز واقعات وحقائق کی روشنی میں بہت ہی مؤثر اور دلنشیں انداز میں پیش فرمادیا ہے۔ یہ کتاب وقت کی واقعی ضرورت ہے، امید ہے کہ اس کے ذریعہ امت مسلمہ کو خوب فائدہ ہوگا، بہتر ہوگا اگر قرب عاجل میں ہندی، انگریزی اور دیگر علاقائی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوجائیں، لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں حسنِ قبول کے ساتھ خلقِ خدا کی ہدایت ونفع رسانی کے لئے بھی قبول فرمائے اور مؤلف زید مجدہ کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

بندہ عبداللہ معروفی

خادم تدریس دارالعلوم دیوبند۔ ۷/ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

حضرت مولانا رضوان الدین صاحب معروفی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

انسانی محاسن میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی نعمت کو نعمت سمجھے، پھر اس کے حقوق کو برتنے کی بھرپور کوشش کرے۔ اور اسی کے ساتھ ایک دوسری بہت اہم چیز یہ ہے کہ اس نعمت سے متعلق منفی خطرات سے آگاہ رہے، کیونکہ ان دونوں بنیادی باتوں میں سے کسی بھی ایک کے متعلق لاپرواہی ہونے پر اس نعمت کا ضیاع وفوات یقینی ہوجاتا ہے۔ ایک بچہ محض اس بنا پر سونے کی ڈلی دے کر تھوڑا سا گڑ لینے پر راضی ہوجاتا ہے کہ اس کو سونے کی ڈلی کی قیمت کا اندازہ نہیں ہے۔ اسی طرح کبھی برف بیچنے والے کی غفلت سبب بنتی ہے کہ وہ برف کو نعمت اور لائقِ قیمت سمجھتے ہوئے اس کے منافع سے وہ محروم ہوجاتا ہے جس کا سبب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کی مسموم فضاؤں اور مضر ہواؤں کی مضرت سے ناواقف اور بے خبر ہوتا ہے۔ اب ایسے موقع پر وہ شخص ہمارا کس قدر ہمدرد و خیر خواہ اور واقعی یار کہلانے کے قابل ہوگا جو بروقت ہمیں ان دونوں لغزشوں سے باخبر اور متنبہ کرکے خطرات سے بچالے۔

حدیث پاک میں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ میں اسی اخلاقی بلندی کا درس دیا گیا ہے۔

اس وقت ہمارے ہاتھ میں ایک تازہ تصنیف ہے ''کفر وارتداد کا زمانہ اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی'' جو جامعہ رشیدیہ نانی نرولی کے استاذِ حدیث عزیز

محترم جناب مولانا محمد اختر صاحب معروفی مدظلہ العالی نے بڑی فکرمندی اورسلیقہ مندی سے ترتیب دی ہے، یہ کتاب بلاشبہ الدِّینُ النَّصِیحَۃُ کی ایک خوبصورت مثال ہے، جوموجودہ دور کے پُرفتن حالات کودیکھ کراورامت مسلمہ کی غفلت وبے حسی سے کسی بڑے ناقابل تلافی نقصان کے احساس کے تحت لکھی گئی ہے۔اوراس موضوع کے چہارگوشہ کوسمیٹنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔کتاب میں اولاً ایمان کی قدروقیمت اوراس کی عظمت واہمیت پھرایمان کے لٹیروں سے اس کی حفاظت کیوں کرہو؟اس پرمکمل توجہ دلائی گئی ہے۔پھراسی کے ذیل میں آج کے دور کے اعتبار سے ان عناوین پربھی خاصی گفتگوکتاب میں موجود ہے:

(۱)اس زمانہ میں ارتداد کی قسمیں اورشکلیں

(۲)ارتداد کے اسباب اوراس کی وجہیں

(۳)ارتداد کی درسگاہیں اورآماجگاہیں

(۴)ارتداد کے دفاع وتحفظ کے متعلق اکابر کی فکریں

یہ وہ اساسی امورہیں جن کی مدد سے دنیائے ایمان واسلام کی صحرانوردی اورہرراہیِ حق کی راہ روی کوکامیاب بنایاجاسکتاہے اورراہزنوں کی راہزنی کوناکام کیاجاسکتاہے۔مؤلف موصوف اپنی تصنیف لطیف پرمبارک بادی کے قابل ہیں، خاص کراس زاویہ سے کہ یہ موصوف کی پہلی قلمی کاوش ہے جس میں متعلقہ موضوع پرسیرحاصل مباحث موجودہیں۔اللہ تعالیٰ اس قلمی سفرکے آغازکورواں دواں رکھے اورتادیرتعب وتھکن سے آشنانہ ہونے دے اوراس مجموعہ کونافعِ خلائق اورذخیرۂ آخرت بنائے۔(آمین)

رضوان الدین معروفی عفی عنہ

خادم التدریس:جامعہ اشاعت العلوم،اکل کوا

حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم

استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا۔ امابعد!

روحانی بیماریوں میں سب سے مہلک بیماری کفر وارتداد ہے۔ معاذ اللہ۔ نام سنتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ باطل نے شکوک وشبہات پیدا کر کے ذہنی ارتداد تک پہنچا دیا ہے۔ اب تو مسئلہ ذہنی (زبانی) ارتداد تک جا پہنچا۔ کوئی زمانہ تھا جب ترکِ تہجد پر روتے تھے، اب ایمان کا لالہ پڑتا ہے۔ بہ قول مولانا کلیم صاحب صدیقی مدظلہم جس دن کسی تعلیم یافتہ، بڑے عہدہ دار کے ایمان کی خوش خبری ملتی ہے، اسی دن دوسری طرف اسی سطح کے آدمی کے خروج عن الایمان والاسلام کی افسوسناک خبر بھی سننی پڑتی ہے۔ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اب ہر فتنے کے تانے بانے کفر وشرک سے ملتے نظر آتے ہیں، آج مشائخ وقت بھی ارتداد سے ڈرتے ہیں، اسلاف بھی اسی سے خوف زدہ تھے، تابعین وصحابہؓ بھی اسی باب میں فکرمند نظر آتے ہیں، حضرات انبیاءؑ بھی کفر وشرک سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔ وبضدها تتبين الاشياء

لہٰذا ہر چہار طرف سے قرنِ اول کے ہیرے کی یعنی ایمان کی حفاظت کے لئے محنت کی سخت ضرورت ہے، ایمانی واسلامی مجالس کی شرکت کو لازم سمجھے، اہل اللہ کی صحبت کا التزام ہونا چاہئے، ایمان افروز کتب کا مطالعہ کیا جائے،

تجدیدِ ایمان کا سامان بہم پہونچایا جائے ،نواقضِ وضو کی طرح نواقضِ ایمان کو معلوم کیا جائے۔

اسی عنوان پر یہ مواد مشتمل ہے، کتاب کا اسلوب نہایت مؤثر اور دلنشیں ہے، وقائع سے مدلل ہے، یہ کتاب نہیں بلکہ دردِ دل ہے، اس کی تحریر میں دردِ دل کی روشنائی کی آمیزش ہے ، کتاب کی حیثیت بیماری پر بروقت علاج کی فراہمی کی ہے، جو بڑی نعمت تصور کی جاتی ہے۔ یہ آج کی اہم ضرورت پوری کر رہی ہے، فتنۂ ارتداد کو احادیث کی روشنی میں پیش کیا ہے۔

کتاب کے مؤلف مولانا محمد اختر معروفی حفظہ اللہ جامعہ رشیدیہ نانی نرولی کے قابل ولائق استاذ ہیں۔ موصوف ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں ، میں مؤلف زید مجدہ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ، حالات کے تئیں ہم سب پر عائد ایک اہم فریضہ کی ادائے گی موصوف کر رہے ہیں۔ یہ کتاب امت کی رہنمائی کا کام کرے گی ۔ اللہ پاک قبول فرما کر امت کو قدردانی نصیب فرمائے ۔ موصوف کا قلم بے تکان امت کی رہبری کرتا رہے ۔ آمین یارب العالمین

خدا کرے گجراتی و ہندی میں بھی ترجمہ ہو جائے تاکہ فیض وسیع ہو۔

والسلام

دعا جو ودعا گو: احمد ٹنکاروی عفی عنہ

خادم التدریس فلاح دارین، ترکیسر، سورت

۳/ رجب ۱۴۴۱ھ جمعہ

حضرت مولانا صلاح الدین صاحب سیفی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

خانقاہ فیضِ اولیاء، ترکیسر، سورت، گجرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ!

مخبر صادق محبوب ﷺ نے فرمایا تھا: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا قَلِيلٍ. (اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے (خوب نیک) اعمال کرلو، کیونکہ وہ فتنے سخت اندھیری رات کے ٹکڑوں کے مانند (اتنے زیادہ خطرناک) ہوں گے کہ آدمی صبح کے وقت ایمان والا ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا، یا شام کے وقت ایمان والا ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے وہ کافر ہو جائے گا، وہ دنیا کی گھٹیا چیزوں کے بدلے میں اپنے دین وایمان کو بیچ دے گا۔)

جس دور سے ہم گذر رہے ہیں یہ فتنوں سے بھرا ہوا ہے، ہر صبح نیا فتنہ اور ہر شام نئی آزمائش کا دغدغہ لگا رہتا ہے۔ زیر نظر کتاب ”کفر وارتداد کا زمانہ اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی“ صالح نوجوان عالمِ دین استاذِ حدیث محترم مولانا محمد اختر ابن مجیب الرحمٰن معروفی صاحب دامت برکاتہم نے بہت ہی آسان طریقے سے کفر و ارتداد کو سمجھانے اور اس سے بچنے کی تدابیر بتائی ہیں، یہ اس دور میں بروقت امت کی رہنمائی ہے جو ہر مؤمن کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کوشش کو قبول فرمائیں اور دارین میں کامیابی ونجات کا ذریعہ بنائیں۔ این دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد والسلام

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی مجددی

۱۶/ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائیہ

رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں جامع مسجد نانی نرولی میں لوگوں کے مشورہ سے عصر کی نماز کے بعد مسائل کی ایک مختصر مجلس کا آغاز کیا گیا، جس کی ذمہ داری اس ناچیز کے نازک کندھوں پر رکھی گئی۔ ماہ مبارک کی مناسبت سے ابتدائی ایام میں روزہ کے اہم مسائل اور آخری ایام میں زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے۔ رمضان المبارک کے بعد کچھ لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ اگر مسائل کی یہ مجلس پورے سال جاری رہے تو دین کے دیگر شعبوں کے مسائل سے بھی لوگوں کو کچھ واقفیت حاصل ہوجائے گی۔ چنانچہ ناچیز نے یہ سلسلہ شروع کردیا، اور بہت غور وفکر کے بعد ان عقائد، اعمال واقوال کو بیان کیا جن کے ارتکاب سے ایک مسلمان دائرۂ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ اسی دوران ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے ارتداد کے خبریں آنے لگیں تو اس موضوع پر جمعہ میں بیانات کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی وقت سے ناچیز کے دل ودماغ پر یہ خیال غالب تھا کہ قربِ قیامت کے سب سے بڑے فتنے، فتنۂ ارتداد کی خطرناکی وہولناکی کو احادیث مبارکہ اور حالات حاضرہ کی روشنی میں عوام کے سامنے پیش کرنا چاہئے، کیونکہ امت کا اکثر طبقہ ان واقعات کو اتفاقی واقعات سمجھ کر اپنی حالت پر مطمئن ہے اور جس طرح اس فتنہ سے ڈرنا اور چوکنا رہنا چاہئے اور اس فتنہ سے بچنے کی جو تدابیر واسباب اختیار کرنے چاہئیں اکثر وبیشتر اس سے غفلت ہے، اس خیال سے کہ اگر یہ حقیر سی محنت عند اللہ مقبول اور

عندالناس نافع بن گئی تو کیا پتہ ہوسکتا ہے کہ اس روسیاہ کے لئے یہ ذخیرۂ آخرت بن جائے، اللہ کا نام لے کر یہ کام شروع کردیا، جس میں ابتداءً کتبِ احادیث میں اس موضوع سے متعلق بکھری ہوئی احادیث اور اللہ کے رسول ﷺ کی پیشین گوئیوں کو مختلف عنوان کے تحت جمع کرنے کے بعد پوری دنیا میں، خصوصاً ہمارے ملک ہندوستان میں، ارتداد کے اسباب اور مختلف محاذوں سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے رچی جانے والی بھیانک قسم کی سازشوں کو بے نقاب کیا، پھر مختلف علاقوں اور ملکوں میں پیش آمدہ ارتداد کے اہم اقعات کو حوالوں کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے بعد امت مسلمہ کی اس خطرناک و بھیانک فتنۂ کبریٰ سے لاپرواہی اور غفلت و بے حسی کو بیان کرکے اخیر میں فتنۂ ارتداد کا علاج اور حفاظتِ ایمان کے چند اسباب وتدابیر کو بیان کرکے کتاب کو ختم کردیا۔

چونکہ احقر کوئی باصلاحیت عالم نہیں ہے، نہ ہی اس نے کوئی علمی خدمت انجام دی ہے، نہ ہی اس کو لکھنے کا ذوق وسلیقہ ہے، اس لئے بار بار دل میں یہ خیال آرہا تھا کہ پتہ نہیں یہ کام میں صحیح کررہا ہوں یا نہیں؟ بندہ کے حق میں یہ کام بہتر بھی ہے یا نہیں؟ کام جاری رکھوں یا بند کردوں؟ کہیں یہ کتاب بھی نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی ''وَيَظْهَرُ الْقَلَمُ''(قلم کا طوفان برپا ہوگا یعنی ہر شخص مصنف بننے کی کوشش کرے گا) کا مصداق نہ ہو؟ اس کیفیت سے پریشان ہو کر بعض علماء سے مشورہ کیا، بالخصوص سرزمینِ گجرات کی مایۂ ناز مشہور ومقبول تعلیمی وتربیتی درسگاہ دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر کے جلیل القدر استاذ حدیث وفقہ حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم العالیہ کی طرف رجوع کیا اور ان کی خدمت میں اس تحریر کو پیش کیا، ناچیز کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا

کہ ان سطور کو کہیں سے پذیرائی حاصل ہوگی، خلافِ امید حضرت مولانا نے نہ صرف پسند کیا بلکہ وقت کی ضرورت قرار دیا اور اطمینان کا اظہار فرمایا، مزید اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا، فجزاہ اللہ خیر الجزاء فی الدارین۔ یہ حضرت مولانا کا تصرف تھا یا ان کی کرامت تھی کہ اس کام کے سلسلہ میں مکمل انشراحِ صدر بھی ہوگیا اور جتنا کام ڈیڑھ دو سال کی مدت میں ہوا تھا اس سے زیادہ کام صرف دو تین مہینے میں ہوگیا، اور اس طرح یہ کام اپنی آخری منزل پر پہنچ گیا۔

اس کے بعد اپنے بعض اساتذہ اور اکابر کی خدمت میں پیش کیا اور ان سے دعائیہ و تصدیقی کلمات لکھنے کی خواہش ظاہر کی، انھوں نے بھی اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود توثیقی کلمات اور اپنی قیمتی دعاؤں سے سرفراز فرمایا جو ان شاء اللہ اس کتاب کی زینت بنیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان اکابر کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر بعافیت قائم ودائم رکھے اور ان کے علمی وروحانی فیوض سے ہم سب کو اور پوری امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت اور اپنے فضل وکرم سے اس حقیر کاوش کو شرف قبول بخشے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنائے۔ اور اس روسیاہ کے حق میں اور اس کے والدین کے حق میں، بالخصوص والدہ ماجدہ کے حق میں جو اس وقت جوار رحمت الٰہی میں پہنچی ہوئی ہیں، اور دوسرے اعزہ واقارب کے حق میں جو اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں، نیز تمام اساتذۂ کرام کے حق میں بہترین صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

محمد اختر معروفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (سورۃ البقرۃ: ۲۱۷)

(ترجمہ) تم میں سے جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے پھر کفر کی حالت میں مر جائے تو ایسے لوگوں کے سب (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں:

اس دنیا میں ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے کروڑوں نعمتیں عطا فرمائی ہیں، صرف انسان کے جسم میں کتنی نعمتیں ہیں آج کے اس مادی اور ٹیکنالوجی کے دور میں بھی ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا، سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ابراہیم/ ۳۴) (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے) اگر غور کیا جائے کہ ان کروڑوں نعمتوں میں کونسی ایسی نعمت ہے جو تمام نعمتوں میں سب سے زیادہ قیمتی اور سب پر بھاری ہے تو وہ ایمان کی نعمت و دولت ہے، جس سے بڑی نعمت اور دولت کا تصور نہیں کیا جا سکتا، یہ ایمان کی نعمت و دولت اتنی بڑی نعمت و دولت ہے کہ دنیا کی ساری نعمتیں و دولتیں اس ایک نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

اگر کسی انسان کو دنیا کی ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہوں، اس کو

ساری دنیا کی تن تنہا بادشاہت حاصل ہو، اور سارے عیش وآرام کے سامان اس کے پاس جمع ہوں اور اپنی من پسند زندگی گذار رہا ہو، نہ کبھی وہ بیماری پڑتا ہو اور نہ روزی کی تنگی میں کبھی مبتلا ہوتا ہو، کھانے، پینے اور پہننے کی ہر چیز اعلیٰ درجہ کی وہ استعمال کرتا ہو جس سے اعلیٰ اور بہتر کا دنیا میں تصور نہ کیا جاسکتا ہو، لیکن اس انسان کے پاس ایمان کی دولت ونعمت نہ ہو، تو یہ انسان اگر چہ کہ ظاہری اعتبار سے بڑا ہی کامیاب اور خوش نصیب نظر آتا ہے، اور لوگ اس کو دیکھ کر رشک کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ کاش اس کی خوشحالی کا کچھ حصہ مجھے بھی نصیب ہوجاتا، لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ انسان ناکام اور بدنصیب ہے، اگر اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی اور مرنے سے پہلے اس کو کلمہ وایمان نصیب نہ ہوا تو مرتے ہی سیدھے وہ ایسی ہمیشہ ہمیش کی جہنم کی آگ میں اور ایسی ایسی مصیبتوں اور سزاؤں میں جائے گا جس کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس کی دنیا کی ساری مالداری وخوشحالی اور ساری لذتیں اور مزے سب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور اس کے کچھ کام نہیں آئیں گے، اس کو کبھی یاد بھی نہیں آئے گا کہ کبھی اس نے خوشحال اور مزے کی زندگی بھی گذاری تھی۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص ظاہری اعتبار سے بالکل اپاہج اور معذور ہو، آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا، زبان سے گونگا، پورا جسم زخموں سے چور، اتنا غریب کہ دانے دانے اور لقمے لقمے کے لئے ترستا ہو، سر چھپانے کے لئے ایک جھونپڑا بھی میسر نہیں، چوراہوں اور سڑکوں پر پڑا رہتا ہو، جسم کو ڈھانکنے کے لئے کپڑے بھی نصیب نہیں، کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں جو اس کے کاموں اور اس کی ضروریات کا خیال رکھتا ہو، ہر دیکھنے والے کو اس کی حالت پہ ترس آتا ہو، غرض دنیا کی کوئی پریشانی ومصیبت ایسی نہیں جس سے وہ دوچار نہ ہو، ان سب کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو کلمہ وایمان کی دولت عطا فرمائی ہے تو یہ آدمی اگر چہ کہ

دنیاوی اعتبار سے انتہائی ناکام ونامراد ہے اور بیماریوں اور مصیبتوں کی چکی میں پس رہا ہے، لیکن اگر یہ شخص کلمہ وایمان کے ساتھ دنیا سے گیا تو اللہ کی قسم مرتے ہی یہ شخص ایسی مزے کی من پسند زندگی اور ایسی ایسی نعمتیں پائے گا کہ اس دنیا میں نہ تو کسی انسان کی آنکھ سے ان چیزوں کو دیکھا ہوگا اور نہ کسی انسان نے کبھی سنا ہوگا اور نہ ہی کسی انسان کے خواب وخیال میں یہ چیزیں آئی ہوں گی، اس کو مرنے کے بعد یاد بھی نہیں آئے گا کہ میرے اوپر کبھی کوئی پریشانی اور مصیبت بھی آئی تھی۔

ارتداد کا معنیٰ ومطلب:

"ارتداد کے معنی لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہیں۔

اور شریعت کی اصطلاح میں ایمان واسلام سے پھر جانے کو ارتداد اور پھرنے والے کو مُرتَد کہتے ہیں۔

اور ارتداد کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پر مذہب بدل کر اسلام سے پھر جائے جیسے عیسائی، یہودی، آریہ سماجی، یا قادیانی وغیرہ مذہب اختیار کرے یا خداوند عالم کے وجود یا توحید کا منکر ہوجائے، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کردے (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس طرح صاف طور پر مذہب اور توحید ورسالت سے انکار نہ کرے، لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جو قرآن مجید یا رسالت کے انکار کے برابر ہوں۔ مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری وقطعی حکم کا انکار کر بیٹھے جس کا ثبوت قرآن مجید کی نص صریح سے ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو۔ یہ صورت بھی باجماعِ امت ارتداد میں داخل ہے اگرچہ اس ایک حکم کے سوا تمام احکام اسلامیہ پر سختیکے ساتھ عمل کرتا ہو۔

ارتداد کی اس دوسری صورت میں اکثر مسلمان غلطی میں مبتلا ہوجاتے ہیں،

اور ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں، اور یہ اگر چہ بظاہر ایک سطحی اور معمولی غلطی ہے لیکن اگر اس کے ہولناک نتائج پر نظر کی جائے تو اسلام اور مسلمان کے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز نقصان پہنچانے والی نہیں ، کیونکہ اس صورت میں کفر و اسلام کی حدود میں کوئی فرق نہیں رہتا، کافر و مومن میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ اسلام کے چالاک دشمن اسلامی برادری کے ارکان بن کر مسلمانوں کے لیے ''مارِ آستین'' (آستین کے سانپ) بن سکتے ہیں اور دوستی کے لباس میں دشمنی کی ہر قرارداد کو مسلمانوں میں نافذ کر سکتے ہیں''۔ (جواہر الفقہ ج۱،ص ۱۳۰)

کفر وارتداد کا ایک اہم اصول:

''اس جگہ دو باتیں قابلِ خیال ہیں، اول تو یہ کہ کفر و ارتداد اس صورت میں عائد ہوتا ہے جب کہ حکمِ قطعی کے تسلیم کرنے سے انکار اور روگردانی کرے اور اس حکم پر عمل کے واجب ہونے کا عقیدہ نہ رکھے، لیکن اگر کوئی شخص حکم کو تو ضروری اور واجب سمجھتا ہے مگر غفلت یا شرارت کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتا، تو اس کو کفر و ارتداد نہ کہا جائے گا، اگر چہ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئے، بلکہ اس شخص کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا، اور پہلی صورت میں کہ کسی حکم قطعی پر عمل کو واجب ہی نہیں جانتا اگر چہ کسی وجہ سے وہ ساری عمر اس پر عمل بھی کرتا رہے، تو بھی کافر و مرتد قرار دیا جائے گا، مثلاً ایک شخص پانچوں وقت کی نماز کا سختی کے ساتھ پابند ہے مگر (نماز کو) فرض اور واجب التعمیل نہیں جانتا تو یہ کافر ہے اور دوسرا شخص جو فرض جانتا ہے مگر کبھی نہیں پڑھتا وہ مسلمان ہے، اگر چہ فاسق و فاجر اور سخت گناہ گار ہے۔ (جواہر الفقہ ج۱،ص ۱۱۲)

مرتد کا حکم:

مرتد کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ أَعۡمَالُهُمۡ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ أَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيهَا خٰلِدُونَ.

(سورۃ البقرۃ:۲۱۷)

(ترجمہ)تم میں سے جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے پھر کفر کی حالت میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے سب (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسلامی حکومت ہو تو ایسے شخص کو قتل کرنا واجب ہوتا ہے۔

ارتداد، کفرِ اصلی سے بھی زیادہ خطرناک ہے:

اسلام سے پھر جانا اصلی اور پیدائشی کفر سے بھی زیادہ سخت بُرا ہے، البحرالرائق میں ہے کہ ’’ فَقَدۡ ظَهَرَ أَنَّ الرِّدَّةَ أَفۡحَشُ من الۡكُفۡرِ الۡأَصۡلِيِّ فی الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ‘‘(البحر الرائق،باب احکام المرتدین) (دین سے پھر جانا دنیا اور آخرت کے اعتبار سے پیدائشی کفر سے بھی زیادہ بُرا اور خطرناک ہے)

کفر وایمان پر خاتمہ کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر وایمان پر خاتمہ کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں بیان کی ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے بعد بیان کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے قیامت تک پیش آنے والے بہت سارے حالات بیان فرمائے، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا: أَلَا! إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى فَمِنۡهُمۡ مَنۡ يُولَدُ مُؤۡمِنًا وَيَحۡيَا مُؤۡمِنًا وَيَمُوتُ مُؤۡمِنًا، وَمِنۡهُمۡ مَنۡ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحۡيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ كَافِرًا وَمِنۡهُمۡ مَنۡ يُولَدُ مُؤۡمِنًا وَيَحۡيَا مُؤۡمِنًا وَيَمُوتُ كَافِرًا

وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب مَا جَاءَ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وقال: هٰذا حديث حسن، ح: ۲۱۹۱۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن۔ مسند احمد بن حنبل۔ شعب الایمان للبیہقی)

(نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سنو! انسان پیدائش کے اعتبار سے مختلف قسموں پر ہے (۱) کچھ وہ ہیں جو ایمان کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کے ساتھ وہ زندگی گذارتے ہیں اور ایمان ہی کی حالت میں ان کو مرنا نصیب ہوتا ہے (۲) کچھ وہ ہیں جو کفر کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر ہی کی حالت میں زندگی گذارتے ہیں اور کفر ہی کی حالت میں وہ مرجاتے ہیں (۳) کچھ وہ لوگ ہیں جو ایمان کے ساتھ تو پیدا ہوتے ہیں اور زندگی بھی ایمان کے ساتھ گذارتے ہیں لیکن کفر کی حالت میں مرتے ہیں (۴) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو کفر کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور کفر ہی کے ساتھ زندگی بھی گذارتے ہیں لیکن موت ان کو ایمان کی حالت میں نصیب ہوتی ہے۔)

انبیاءؑ کے علاوہ کسی کے ایمان کے باقی رہنے کی کوئی گارنٹی نہیں:

اس حدیث مبارک سے بالکل واضح ہوگیا کہ کسی بھی ایمان والے کے ایمان پر مرنے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، لہٰذا جن لوگوں کو اللہ کے فضل وکرم سے ایمان جیسی عظیم الشان دولت ونعمت حاصل ہے جو تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے، ان لوگوں پر اس دولت کو بچانے کی فکر وکوشش کرنا لازم وضروری ہے، کیونکہ اگر اس دولت کی حفاظت کی فکر وکوشش نہ کی جائے تو یہ دولت سلب اور ختم بھی ہوسکتی ہے، ایمان کے مل جانے کے بعد کوئی ضروری نہیں ہے کہ مرتے دم تک ایمان صحیح سالم باقی بھی رہ جائے اور ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوجائے، نہیں، ایسا

ہر گز نہیں، انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ کسی کے ایمان کے باقی رہنے کی کوئی گارنٹی نہیں، بہت سارے کام، باتیں اور خیالات وعقائد ایسے ہیں کہ اگر ایمان والے کے اندر پائے جائیں تو ان سے ایمان سلب اور ختم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کسی کافر کے کفر پر مرنے کی بھی کوئی گارنٹی نہیں، ہوسکتا ہے کہ مرنے سے پہلے وہ کلمہ پڑھ لے اور ایمان کی حالت میں اس کو موت نصیب ہو، اسی لئے کفر سے تو نفرت کا حکم دیا گیا لیکن کسی کافر کو حقیر سمجھنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس کا خاتمہ کس حالت میں ہوگا؟

حضرت نانوتویؒ کا ایک ہندو کو خواب میں جنت کے اندر دیکھنا:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہندو بنیے کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ پوچھا کہ لالہ جی! تو کہاں سے جنت میں آگیا؟ اس نے کہا کہ مولوی صاحب! مرتے وقت ''اَن کہی'' کہہ لی تھی یعنی کلمہ پڑھ لیا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہندو کلمہ کو ''اَن کہی'' کہتا ہے یعنی نہ کہنے والی بات لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق ہوگئی، عمر بھر رام رام کیا تھا مگر مرتے وقت کام بن گیا، کافر کو بھی حقیر سمجھنا اسی لیے حرام ہے، نہ معلوم خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہیچ کافر را بہ خواری منگرید — کہ مسلماں بودنش باشد اُمید

کسی کافر کو بھی ذلیل مت سمجھو، حقارت سے مت دیکھو کیوں کہ مرنے سے پہلے اس کے مسلمان ہوجانے کی اُمید ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر لکھا ہو اور اپنے بارے میں سوچو کہ نہ معلوم علم الٰہی میں خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔

(حیاتِ تقویٰ مولانا حکیم اختر صاحب صفحہ نمبر:24)

ہر شخص کو اپنے ایمان کے بارے میں ڈرنا چاہئے:

امام بخاریؒ نے با قاعدہ ایک باب قائم فرمایا ہے: بابُ خَوفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ یَحْبَطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ لَا یَشْعُرُ یعنی ایمان والے کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اس کے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور اس کو پتہ بھی نہ چلے۔ اس باب کا مقصد بیان کرتے ہوئے علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو گناہوں پر جری ہونے سے بچنا چاہئے اور سوء خاتمہ (بری موت) سے بھی ہمیشہ ڈرنا چاہئے اور اپنی دینداری سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ گناہوں کی وجہ سے اگرچہ کہ آدمی کافر نہیں بنتا لیکن بہت سارے گناہ ایسی بھی ہیں جو آدمی کے ایمان کے سلب اور ختم ہونے کا ذریعہ بن جاتے ہیں، لہٰذا امام بخاریؒ اس طرح کے کفر سے آدمی کو چوکنا اور ہوشیار کرنا چاہتے ہیں۔ (فیض الباری شرح البخاری، کتاب الایمان، باب خَوفِ الْمُؤْمِنِ الخ، ص ۲۱۹، ج ۱)

کفر ونفاق سے نہ ڈرنا منافق ہونے کی نشانی ہے:

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو ایمان والا ہوگا وہ ہمیشہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈرتا رہے گا اور جو منافق ہوگا وہ اپنے ایمان کے بارے میں بالکل مطمئن ہوگا۔ (بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المومن الخ)

ہر زمانے کے ایمان والے کفر وارتداد سے ڈرتے رہے ہیں:

اسی وجہ سے ہر زمانے کے ایمان والے اپنے ایمان کے بارے میں ڈرتے رہے ہیں اور نیکی وتقویٰ کے اعلیٰ مقام پر ہونے کے باوجود بھی اپنے دین وایمان پر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھے، بلکہ زندگی کے آخری لمحہ تک وہ اپنے ایمان کے سلب ہونے سے ڈرتے رہے اور ایمان کی حفاظت وسلامتی کے لئے جو بھی تدبیریں اور کوششیں وہ

کر سکتے تھے کرتے رہے۔

حضرت حسن بصریؒ مسجد میں قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ نہ تو پچھلے زمانہ میں کبھی کوئی ایمان والا ایسا گذرا ہے اور نہ آج موجود ہے جو اپنے بارے میں نفاق سے نہ ڈرتا ہو۔ اور نہ تو پچھلے زمانے میں کوئی ایسا منافق گذرا ہے اور نہ آج موجود ہے جو نفاق کے بارے میں مطمئن نہ ہو۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو آدمی نفاق سے نہ ڈرے وہ ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ (فتح الباری لابن حجر)

انبیائے کرامؑ بھی کفر وارتداد سے ڈرتے تھے

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ اللہ کے برگزیدہ ومقرب بندے تھے اور جن کا خاتمہ ایمان پر یقینی اور قطعی تھا، وہ بھی اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے دین وایمان کے بارے میں ڈرتے تھے، اس کی حفاظت کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے، اور ایمان کے سلب ہونے اور کفر وارتداد کا شکار ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارتداد سے ڈرنا:

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام جو ابوالانبیاء (نبیوں کے باپ) تھے اور خلیل اللہ (اللہ کے دوست) بھی تھے، وہ بھی اپنے اور اپنی اولاد کے دین وایمان سے بے فکر ومطمئن نہیں تھے، وہ بھی اس معاملہ میں خوف زدہ رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنی اولاد کے دین وایمان کی سلامتی اور حفاظت کی بھیک مانگتے رہتے تھے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا نقل فرمائی ہے، حضرت ابراہیمؑ دعا فرمایا کرتے تھے: وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ (سورۂ ابراہیم: ۳۵) اے اللہ! میری اور میری اولاد کی بت پرستی سے حفاظت فرما۔

حضرت یعقوبؑ کا اپنی اولاد کے ایمان کے بارے میں ڈرنا:

حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام جو کہ خود بھی نبی ہیں، ان کے والد محترم حضرت اسحاق علیہ السلام بھی نبی، ان کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام تو صرف نبی ہی نہیں بلکہ ابوالانبیاء بھی ہیں، ان کے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی نبی، ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی، گویا نبوت کا خاندان ہے، اور کتنے خوش نصیب اور سعادتمند ہیں اس خاندان کے لوگ کہ اتنے سارے انبیاء کرام ان کے گھرانہ میں موجود ہیں، ایک بڑا عالم یا بڑا بزرگ کسی خاندان میں موجود ہو تو اس خاندان کے افراد میں دین داری کا عنصر دوسروں کے مقابلہ میں غالب ہوتا ہے، اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں پر کسی اللہ والے کی خصوصی نگاہ ہے، ذرا اندازہ فرمائیں کہ جس خاندان میں اتنے سارے انبیاء کرام موجود ہوں اس خاندان کے ہر ہر فرد کو کیسی دینداری اور دین پر استقامت وثابت قدمی نصیب ہوگی، اور کیسی دینی وایمانی غیرت وحمیت کوٹ کوٹ کر ان کے رگ وریشہ میں سمائی ہوگی، اس گھر کے ذرے ذرے اور ایک ایک چیز سے دین وایمان کی خوشبو پھوٹ رہی ہوگی، گھر کا پورا ماحول اور پوری فضا اللہ کے ذکر سے معمور ہوگی، اس خاندان کے بارے میں بت پرستی اور کفر وارتداد کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا۔

لیکن ان سب کے باوجود جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ اپنی اولاد کے دین وایمان کے بارے میں ڈر رہے تھے کہ خدانخواستہ کہیں میری وفات کے بعد دین وایمان سے ان کا رشتہ ٹوٹ نہ جائے، چنانچہ ان کا واقعہ مشہور اور قرآن کریم میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا

تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَـٰهَكَ وَإِلَـٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَـٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (سورۃ البقرۃ/ ۱۳۳) یعنی جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے اس وقت اپنی سب اولاد کو جمع کرکے ایک سوال کیا ﴿مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي﴾ کہ میری وفات کے بعد تم لوگ کس کی عبادت کروگے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگ اپنے دین سے پھر جاؤ؟ وہ اولاد بھی آخر نبی کی ہی اولاد تھی، انھوں نے برجستہ جواب دیا ﴿نَعْبُدُ إِلَـٰهَكَ وَإِلَـٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَـٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (ابا جان! آپ کیسی بات کر رہے ہیں) ہم اسی ایک اللہ کی عبادت کریں گے جو آپ کا بھی رب ہے اور آپ کے آباء واجداد ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم الصلاۃ والسلام کا بھی رب ہے اور ہم ہمیشہ اسی کی تابعداری کرتے رہیں گے۔

حضرت یوسفؑ کا اپنے ایمان کے بارے میں ڈرنا:

حضرت یوسف علیہ السلام جو کہ خود بھی نبی ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور خاندانِ نبوت کے ایک فرد ہیں وہ بھی ایمان پر خاتمہ اور قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ جمع ہونے کی دعا مانگ رہے ہیں، ان کی دعا کے الفاظ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں: فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (سورۂ یوسف/۱۰۱) (اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے! آپ ہی میرے دنیا اور آخرت کے کام بنانے والے ہیں، مجھے اسلام کی حالت میں موت دینا اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر دینا)

امام الانبیاءؑ حضرت محمد ﷺ کا کفر وارتداد سے ڈرنا اور پناہ مانگنا:

سارے نبیوں کے امام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اپنے دین و ایمان کی سلامتی اور حسن خاتمہ کے بارے میں حد درجہ فکر مند رہتے تھے اور سوء خاتمہ (بغیر ایمان کی موت) سے ہر وقت ڈرتے رہتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ کا ایمان پر خاتمہ یقینی تھا، سیکڑوں احادیث مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کا دین وایمان پر استقامت وثابت قدمی کی دعا مانگنا اور کفر وارتداد اور نفاق سے کثرت سے پناہ مانگنا ثابت ہے، بطور نمونہ کے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) سب سے زیادہ جو دعا نبی کریم ﷺ مانگتے تھے وہ اللہ سے دین پر استقامت کی دعا مانگتے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ، حضرت نوّاس بن سَمعانؓ، عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ وغیرہم کئی صحابہ کرام سے حدیث کی کئی کتابوں میں یہ حدیث مروی ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: عن شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: " يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ". قَالَتْ: قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ ؟ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ! إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَ قَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ ۔ (ترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات عن النبي ﷺ وقال: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، ح: ۳۵۲۲ ۔ المعجم الکبیر للطبرانی۔ مسند احمد، مستدرک الحاکم وغیرہ)

(ترجمہ: حضرت شہر بن حوشب فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب آپ کے پاس ہوتے تھے تو کونسی دعا

زیادہ مانگا کرتے تھے؟ تو ام سلمہؓ نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ زیادہ تر یہ دعا مانگا کرتے تھے: "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ" اے دلوں کو پھیر دینے والے! میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی کے ساتھ جمادے، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے ہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ام سلمہ! ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، اللہ جس کے دل کو چاہتا ہے دین پر باقی رکھتا ہے اور جس کے دل کو چاہتا ہے دین سے پھیر دیتا ہے)

(۲) نبی کریم ﷺ کی ایک عجیب وغریب انتہائی لمبی وجامع دعا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نقل فرماتے ہیں جو ایک رات نبی کریم ﷺ نے نماز کے بعد مانگی تھی، اس میں ایک دعاء یہ بھی ہے: اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي إِيمَانًا وَ يَقِينًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ۔ (ترمذی، ابواب الدعوات، باب مایقول اذاقام من اللیل الی الصلاۃ۔ المعجم الکبیر للطبرانی۔ صحیح ابن خزیمہ)

(اے اللہ! مجھے ایسا ایمان ویقین عطا فرما کہ جس کے بعد کفر نہ ہو)

(۳) حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(مسند احمد، حدیث ابی بکرۃ نفیع بن الحارث بن کلدۃ، قال شعیب الارنؤوط: اسنادہ قوی علی شرط مسلم۔ المستدرک للحاکم وقال: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجاہ وقال الذھبی فی التلخیص: علی شرط مسلم)

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کفر، فقر اور قبر کے عذاب سے)

(۴) حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَأَمْرِكَ الْعَظِيمِ

أَنْ تُجِيْرَنِي مِنَ النَّارِ وَالْكُفْرِ وَالْفَقْرِ.(كنز العمال عن الديلمي ـ جمع الجوامع للسيوطي وقال: أخرجه أيضًا أبو الشيخ في طبقات المحدثين بأصبهان)

(اے اللہ! میں آپ کی معزز ذات اور آپ کے عظیم حکم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آگ اور کفر اور فقر سے پناہ دے دیجئے۔)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اس طرح دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشْمِتْ بِي عَدُوًّا وَّ لَا حَاسِدًا۔(المستدرك للحاكم وقال: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ. صحيح ابن حبان، باب الادعية ـ الجامع الصغير للسيوطي وقال: صح، باب حرف الالف)

(اے اللہ! میرے اسلام کی حفاظت فرما کھڑے ہونے کی حالت میں بھی اور میرے اسلام کی حفاظت فرما بیٹھنے کی حالت میں بھی اور میرے اسلام کی حفاظت فرما سونے کی حالت میں بھی اور میرے اوپر دشمنوں اور حاسدوں کو ہنسنے کا موقع نہ دے۔

(۶) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْقَسْوَةِ وَ الْغَفْلَةِ، وَالْغَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْكُفْرِ، وَ الْفُسُوقِ، وَالشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَالسُّمْعَةِ، وَالرِّيَاءِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ، وَالْبَكَمِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَالْبَرَصِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ.

(المستدرک للحاکم، کتاب الدعاء، وقال: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. صحيح ابن حبان، باب الادعية وقال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح)

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بے بسی، سستی، بزدلی، بڑھاپے، دل کی سختی، غفلت، اچانک قتل ہونے، ذلیل ہونے، اور مسکین ہونے سے۔ اور میں پناہ مانگتا

ہوں فقر، کفر، نافرمانی، جھگڑے، نفاق، شہرت اور ریا کاری سے، اور میں پناہ مانگتا ہوں بہرے پن، گونگے پن، پاگل پن، کوڑھ، برص اور دوسری خطرناک بیماریوں سے)

(۷) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ۔

(سنن أبی داود، کتاب الصلوۃ، باب فی الاستعاذۃ، ح:۱۵۴٦، والنسائي، وقال أیمن صالح شعبان فی جامع الاصول: إسنادہ ضعیف)

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں لڑائی جھگڑے اور نفاق اور برے اخلاق سے)

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِیْعِ سَخَطِكَ (صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب اکثر اهل الجنة الفقراء، ح:۲۸۳۸۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب فی الاستعاذة، ح:۱۵۴۵)

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں نعمت کے زائل ہونے، عافیت کے چھن جانے، اچانک کی پکڑ اور آپ کی ہر طرح کی ناراضگی سے)

فائدہ: تمام نعمتوں میں سب سے بڑی اور عظیم الشان نعمت، ایمان کی نعمت ہے، لہٰذا اس دعا میں نبی کریم ﷺ نے جو نعمت کے زائل ہونے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے تو اس میں نعمت سے ایمان کی نعمت پہلے مراد ہوگی، باقی نعمتیں اس کے بعد مراد ہونگی۔

(۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَتَعَوَّذُ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَمِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَمِنْ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَمِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، ح:۶۳۵۵۔ وصحیح مسلم، کتاب الذکر، باب في التعوذ من سوء القضاء، ح:۲۷۰۷)

(حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے برے فیصلے سے اور بدبختی کا سامنا کرنے اور مصیبتوں پر دشمن کی ہنسی سے اور آزمائش کی مشقت سے)

فائدہ: اس دعا میں الشَّقَاءِ (بدبختی) سے مراد سوء خاتمہ (بری موت) ہے۔ (شرح السیوطی لسنن النسائی)

یہ بطور نمونے کے چند آیات واحادیث ذکر کی گئی ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنے اور اپنے بیوی وبچوں کے دین وایمان کے سلسلہ میں کتنے زیادہ فکر مند رہتے تھے۔

انبیاء کرامؑ کا ڈرنا امت کی تعلیم کے لئے تھا:

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا اپنے دین وایمان کے زائل ہونے سے ڈرنا اوران کی حفاظت کی دعا وکوشش کرنا یہ دراصل امت کی تعلیم کے لئے تھا، ورنہ خود انبیاء کرامؑ کے دین وایمان کے سلب ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا، ان کا حسنِ خاتمہ اللہ کی طرف سے یقینی اور قطعی تھا۔

انبیاء کرامؑ کے اہل وعیال ارتداد کا شکار ہو سکتے ہیں:

البتہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اہل وعیال کے دین وایمان کی کوئی گارنٹی نہیں تھی، بلکہ عام لوگوں کی طرح انبیاء کرامؑ کے گھر والوں کے دین وایمان کو بھی خطرہ لاحق ہوسکتا تھا، اور انبیاء کرامؑ دین وایمان کی قدر وقیمت کو اچھی طرح سمجھتے تھے، اوران سے بڑھ کر ایمان کی قدر وقیمت کون سمجھ سکتا ہے؟ اسی لئے انبیاء کرامؑ اپنے اہل وعیال کے دین وایمان کے سلسلہ میں بے حد فکر مند رہتے تھے اوران کے دین وایمان کی بقاء اور حفاظت کے لئے جو کچھ وہ کرسکتے تھے کرتے تھے، اور جب انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام دین

وایمان کے بارے میں اتنے زیادہ خوف زدہ ہیں تو قیامت تک کون مسلمان ایسا پیدا ہوسکتا ہے جس کو اپنے اور اپنے گھر والوں کے دین وایمان کے بارے میں مطمئن اور بے فکر ہونے کی ذرہ برابر کوئی گنجائش ہو؟

صحابۂ کرامؓ کا کفر وارتداد سے ڈرنا

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد سب سے اونچا مرتبہ اور مقام جس جماعت کا ہے وہ صحابۂ کرامؓ کی جماعت کا ہے، اگر اپنے دین وایمان پر مطمئن ہوکر خاتمہ سے غافل اور بے پرواہ ہونے کی گنجائش ہوتی تو صحابۂ کرام کے پاس ایسے اسباب موجود تھے جن کی بنا پر وہ اپنے دین وایمان پر مطمئن ہوسکتے تھے اور اپنے حسن خاتمہ (ایمان کی حالت میں موت) سے بے فکر ولا پرواہ ہوسکتے تھے، اس لئے کہ صحابۂ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی وخوشنودی کا پروانہ دنیا ہی میں قرآن کریم کے ذریعہ دے دیا تھا، اور جنت کی بشارت ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا ہی میں سنادی تھی، لیکن ان سب خوشخبریوں اور بشارتوں اور شریعت پر عمل کے سلسلہ میں اعلیٰ مقام پر ہونے کے باوجود وہ اپنے دین وایمان کے بارے میں اتنا زیادہ فکر مند رہتے تھے کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا، وہ حضرات ہر وقت اس بات سے ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں کسی گناہ کی وجہ سے میرا ایمان زائل نہ ہوجائے، میرا اشمار کہیں منافقین کی فہرست میں نہ ہو۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف، باب خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ میں تابعین کے حوالے سے حضرات صحابۂ کرام کے

بارے میں بہت سے اقوال نقل فرمائے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام اپنے ایمان پر مطمئن نہیں رہتے تھے بلکہ ہر وقت اپنے دین وایمان کے بارے میں ڈرتے رہتے تھے۔ حضرات صحابۂ کرامؓ کفر وارتداد اور سوء خاتمہ سے کتنا ڈرتے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام بخاریؒ مذکورہ باب میں نقل فرماتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہؒ (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ میں تیس (۳۰) صحابۂ کرامؓ سے ملاقات کر چکا ہوں، سب کے سب اپنے بارے میں نفاق کا ڈر محسوس کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان)

حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا اپنے اندر نفاق محسوس کرنا:

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت حنظلہ اُسیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان صحابۂ کرام میں سے ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کی کتابت کروایا کرتے تھے، وہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس سے روتے ہوئے گذرے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ حنظلہ! کیا ہوگیا؟ انھوں نے جواب دیا: حضرت ابوبکر! حنظلہ منافق ہوگیا، کیونکہ جب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو جنت اور جہنم اس طرح یاد رہتی ہیں گویا کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہوں لیکن جب میں واپس اپنے بیوی بچوں اور کاروبار وغیرہ میں آتا ہوں تو اکثر وہ حالت باقی نہیں رہتی (گویا ظاہری حالت اور اندرونی حالت میں ٹکراؤ ہوگیا اور اسی کا نام نفاق ہے کہ اندر کا جو حال ہو ظاہر میں اس کے خلاف ہو)۔ یہ جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ یہی صورتحال تو میری بھی ہے، چلو ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلتے ہیں (اور اپنا حال پیش کرتے ہیں) حضرت حنظلہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے

رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچے، جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو دیکھا تو پوچھا حنظلہ! کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہوگیا، کیونکہ جب میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ہوتا ہوں تو جنت اور جہنم اس طرح یاد رہتی ہیں گویا کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہوں لیکن جب میں واپس اپنے بیوی بچوں اور کاروبار وغیرہ میں آتا ہوں تو اکثر وہ حالت باقی نہیں رہتی۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری مجلس میں رہتے وقت جو حال تم لوگوں کا رہتا ہے اگر وہی حال ہمیشہ رہنے لگے تو تمہاری مجلسوں میں، اور راستوں اور بستروں پر فرشتے تم سے مصافحہ کرنے لگیں، لیکن حنظلہ! الگ الگ اوقات کے الگ الگ حالات ہوتے ہیں (اللہ تعالیٰ وہ حالت اس لئے بدل دیتے ہیں کہ اگر ہمیشہ وہی حالت انسان پر طاری رہے اور جنت وجہنم ہر وقت نگاہوں کے سامنے ہوں تو آدمی کے لئے اپنے بیوی بچوں کے حقوق کو ادا کرنا اور دیگر دنیاوی اور گھریلو امور کو انجام دینا مشکل ہوجائے گا۔) (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فضل دوام الذکر والفکر، ح: ۲۸۵۱۔ ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، ح: ۲۵۱۴)

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ پوری امت میں کتنا اونچا اور بلند ہے، سارے صحابۂ کرام میں سب سے اونچے مقام ومرتبے والے ہیں، نبی کریم ﷺ کے سب سے پہلے جانشین ہیں، ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں، ان سب کے باوجود جب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں نفاق کا ڈر محسوس کرکے گھر سے اکیلے چلے تھے، راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے، اور ان کو اپنا حال بتایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اطمینان دلانے کے بجائے خود ڈر گئے کہ اگر اس حالت کا نام نفاق ہے تو یہ تو

میری بھی حالت ہے، میں بھی اس سے محفوظ نہیں۔جب حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسی شخصیت اپنی حالت پر مطمئن نہیں تو اب کون ایسا مسلمان ہوسکتا ہے جو اپنی حالت پر مطمئن ہوکر بیٹھ جائے، اوراپنے انجام سے لاپرواہ ہوجائے۔

حضرت عمر بن خطابؓ کواپنے بارے میں نفاق کا ڈر:

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کوایک جنازہ کے لئے بلایا گیا،حضرت عمرؓ جنازہ کے لئے تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چلا گیا، میں نے کہا امیرالمومنین! آپ بیٹھ جائیں (جنازہ کی نماز نہ پڑھائیں) کیونکہ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے(یعنی منافقیں میں سے ہے)،حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ(اس موقع پر) حضرت عمرؓ نے مجھ سے قسم دے کر پوچھا کہیں میں بھی ان منافقین میں سے تونہیں ہوں؟ توحضرت حذیفہؓ نے کہا کہ نہیں (آپ ان میں سے نہیں ہیں)(مسند البزار،مسند حذیفۃ بن الیمان،ج ۷، ص ۲۹۳، قال محققہ محفوظ الرحمٰن زین اللہ: قال الهيثمي في المجمع: رواه البزار، ورواته ثقات۔وقال ابن حجر في مختصر زوائد البزار: اسناده صحيح)

حضرت ابودرداءؓ کوایمان کے سلب ہونے کا ڈر:

حضرت ابودرداءؓ قسم کھا کرفرماتے تھے کہ جوشخص اپنی موت کے وقت ایمان کے سلب ہوجانے سے نہیں ڈرتا تو ڈر ہے کہ کہیں اس کا ایمان موت کے وقت واقعۃً سلب نہ ہوجائے کیوں کہ وہ اللہ کے منصوبے سے مطمئن ہے (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (کیا وہ لوگ اللہ کے منصوبے سے مطمئن ہوگئے؟ اللہ کے منصوبے سے صرف ہلاک ہونے والے لوگ ہی مطمئن ہوسکتے ہیں)(الزواجر عن اقتراف

الکبائر، خاتمۃ فی التحذیر من جملۃ المعاصی، ج ۱ ص ۲۳)

حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابودرداءؓ اگر کسی مرنے والے کو دیکھتے کہ وہ اچھی حالت پر مرا ہے تو فرماتے کہ ایسی موت مبارک ہو تم کو، کاش کہ میں اس کی جگہ ہوتا، ان کی بیوی حضرت ام درداءؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں؟ تو حضرت ابودرداءؓ نے جواب دیا کہ اے بیوقوف! بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ صبح کے وقت آدمی مسلمان ہوتا ہے اور شام کے وقت منافق ہو جاتا ہے، تو حضرت ام درداءؓ نے پوچھا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ تو حضرت ابودرداءؓ نے جواب دیا کہ آدمی کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اس کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ اسی بناء پر میں اس شخص کی موت پر رشک کرتا ہوں جو روزہ نماز کی پابندی کرتے ہوئے انتقال کرے۔ (صفۃ النفاق وذم المنافقین للفریابی ص ۸۹۔ الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ)

جبیر بن نفیرؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداءؓ کے گھر گیا جو مقام حمص میں تھا، وہ مسجد کے اندر نماز پڑھ رہے تھے، جب وہ تشہد کے لئے بیٹھے تو نفاق سے پناہ مانگنے لگے، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، آپ میں اور نفاق میں کیا جوڑ ہے؟ آپ کہاں اور نفاق کہاں؟ تو حضرت ابودرداءؓ نے تین مرتبہ کہا: اے اللہ! معاف فرمادے، اللہ! معاف فرمادے، پھر فرمایا کہ جو شخص آزمائش اور فتنے سے نہیں ڈرتا وہ فتنے اور آزمائش سے نہیں بچ پاتا، اللہ کی قسم! آدمی کبھی اس طرح فتنے میں پڑتا ہے کہ ایک لمحے میں وہ اپنے دین سے پھر جاتا ہے۔ (شعب الایمان للبیھقی، الخوف من اللہ۔ صفۃ النفاق وذم المنافقین للفریابی وصحح اسنادہ محققہ، ص ٦٨)

تابعین اور اکابر علماءؒ کا کفر وارتداد سے ڈرنا

صحابۂ کرامؓ کے بعد جو سب سے مقدس ومبارک جماعت ہے وہ تابعین عظامؒ کی جماعت ہے، جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی زیارت وصحبت کی سعادت حاصل ہوئی، وہ لوگ بھی ہر چیز میں صحابہ ہی کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، اس کے باوجود وہ لوگ بھی اپنی حالت پر مطمئن نہیں تھے، وہ بھی ہمیشہ اپنے اور اپنی اولاد کے دین وایمان کے بارے میں فکر مند رہتے تھے، اور ہر وقت ان کو یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ پتہ نہیں خاتمہ کیسا نصیب ہوگا۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: تاالله لقد قطع خوف النفاق قلوب السابقين الأولين لعلمهم بدقه وجله وتفاصيله وجمله ساءت ظنونهم بنفوسهم حتى خشوا أن يكونوا من جملة المنافقين۔ (مدارج السالکین، فصل واماالنفاق) اللہ کی قسم! نفاق کے خوف نے ان سابقین اولین (صحابہ وتابعین) کے دلوں کو دہلا رکھا تھا کیونکہ وہ اس کی باریکی اور خطرناکی اور اس کی تفاصیل کو مکمل طور پر جانتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے بدگمان رہتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں ان کا شمار منافقین میں نہ ہو جائے۔

بعض صحابۂ کرام کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ خُشُوعِ النِّفَاقِ (اے اللہ! میں نفاق کے خشوع سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں) ان سے پوچھا گیا: نفاق کا خشوع کیا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ نفاق کا خشوع یہ ہے کہ آدمی کے بدن کے ظاہر سے تو عاجزی وتواضع ظاہر ہو اور دل کے اندر تواضع اور عاجزی نہ ہو۔ (مدارج السالکین)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ایک طرف تو ان لوگوں (صحابہ وتابعین) کے دل ایمان ویقین سے بھرے ہوئے تھے دوسری طرف نفاق کا خوف بھی اتنا ہی سخت تھا اور اس ڈر اور فکر کی بنا پر وہ بوجھل تھے، اور ان کے علاوہ زیادہ تر لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کا ایمان ان کی حلق سے نیچے بھی نہیں اترا ہوتا ہے اور وہ دعوے کرتے ہیں کہ ان کا ایمان جبرئیل اور میکائیل کے ایمان کی طرح سے ہے۔ (ایضا)

حضرت سفیان ثوریؒ کا سلبِ ایمان سے ڈرنا:

عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سفیان ثوریؒ کی وفات کا وقت قریب آیا اور بیماری سخت ہوگئی تو رونے لگے، ایک صاحب نے ان سے کہا: کیا آپ اپنے کو بہت زیادہ گنہگار پا رہے ہیں؟ تو آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور زمین سے تھوڑی سی مٹی لے کر فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرے سارے گناہ میری نظر میں اس مٹی سے بھی زیادہ ہلکے ہیں (مجھے اپنے گناہوں کا ڈر نہیں) بلکہ میں تو اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں مرنے سے پہلے میرے ایمان کو سلب نہ کرلیا جائے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، خاتمة فی التحذیر من جملة المعاصی ج ۱ ص ۲۳)

حضرت ابراہیم تیمیؒ کا اپنے بارے میں ڈرنا:

حضرت ابراہیم تیمیؒ کا معمول لوگوں کے درمیان وعظ ونصیحت کا بھی تھا، چونکہ قرآن کریم میں سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (سورة الصف: ۲) (اے ایمان والو! تم ایسی

بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے ہو) اس وجہ سے ابراہیم تیمیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے اعمال کو اپنی باتوں پر پیش کرتا ہوں تو میں ڈر جاتا ہوں کہ کہیں مجھے جھوٹا نہ قرار دیا جائے۔

(صحیح البخاری مع فتح الباری، کتاب الایمان، باب خَوْفِ الْمُؤْمِنِ الخ)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا اپنے انجام سے ڈرنا:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اشرف علی اپنے کو ساری دنیا کے مسلمانوں سے فی الحال بدترین سمجھتا ہے یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو اور میرا کوئی عمل قبول نہ ہو اور اللہ ناراض ہو۔ اور فرماتے تھے کہ ساری دنیا کے کافروں سے اور ساری دنیا کے جانوروں سے سور اور کتوں سے اشرف علی اپنے کو بدتر اور کمتر سمجھتا ہے فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں کہ نہیں معلوم میرا خاتمہ کیسا ہوگا اور جب خاتمہ کا علم نہیں تو ابھی اپنے کو کیسے بہتر سمجھوں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب خیال آتا ہے تو دل لرز جاتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا؟ اور فرماتے تھے کہ جہاں اہل جنت جوتیاں اُتاریں گے اگر اشرف علی کو ان کی جوتیوں میں بھی جگہ مل جائے گی تو میں اس کو غنیمت سمجھوں گا اور اس کا بھی مجھے استحقاق نہیں بلکہ یہ اس لیے ہے کہ دوزخ کا تحمل نہیں۔ (حیات تقویٰ ص:۲۵)

قربِ قیامت میں ارتداد کا سیلاب

متواتر حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ قربِ قیامت میں مسلمانوں پر سخت ترین تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں گی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوشِكُ الأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا. فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهَنَ. فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللهِ: وَمَا الْوَهَنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ. (سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب فِي تَدَاعِي الأُمَمِ عَلَى الإِسْلاَمِ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ وقت قریب آرہا ہے جب تمام کافر قومیں (تم کو مٹانے کے لئے ایک ساتھ مل کر سازشیں کریں گی اور) ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے دسترخوان پر کھانا کھانے والے (لذیذ) کھانے کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگا؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوگے، البتہ تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب اور دبدبہ نکال دیں گے، اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دیں گے، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بزدلی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

دین پر ثابت قدم رہنا ہاتھ میں انگارہ لینے کی طرح مشکل ہوگا:

ایک دوسری حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ (ترمذی، کتاب الفتن، باب الصابر علی دینہ الخ) یعنی لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس زمانے میں دین پر قائم رہنا اتنا مشکل ہوگا جیسا کہ آگ کا انگارہ ہاتھ میں لینا مشکل ہے) مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں ایسے کٹھن اور مشکل حالات اور ایسے خطرناک قسم کے فتنے ہوں گے کہ ایمان کو بچانے کے لئے اور ان فتنوں اور حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی ، اور ایسی سخت تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلنی اور برداشت کرنے پڑیں گی جیسی تکلیف کہ ہاتھ میں آگ کا انگارہ لینے کے وقت برداشت کرنی پڑتی ہے، اگر کوئی یہ چاہے کہ کوئی قربانی نہ دوں، کوئی تکلیف نہ اٹھاؤں اور کوئی سختی برداشت نہ کروں اور ایسے ہی عیش پرستی اور غفلت میں رہ کر میں اپنے دین وایمان کو بچالوں گا تو یہ انتہائی مشکل ہوگا۔

قیامت کے تذکرہ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت:

ان حالات کی خطرناکی اور سنگینی کا اندازہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس کو ہوسکتا تھا؟ اسی وجہ سے جب قیامت سے متعلق حالات کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو آپ کی کیفیت عجیب وغریب ہوجاتی، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ وَعَلَا صَوْتُهُ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ صَبَّحَتْكُمْ مَسَّتْكُمْ (مسند احمد۔نسائی۔مستدرک الحاکم وقال: صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی)

(جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قیامت کا تذکرہ فرماتے تو آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہوجاتا اور آپ کی آواز بلند ہوجاتی اور آپ سخت غصہ میں ہوجاتے گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈراتے ہوں کہ وہ صبح کے وقت تمہارے اوپر حملہ کرنے والا ہے یا شام کے وقت)

فتنۂ ارتداد سے زیادہ خطرناک ونقصان دہ کوئی فتنہ نہیں ہوسکتا:

قیامت کے قریب مسلمانوں پر جو سخت حالات اور مصیبتیں آنے والی ہیں، اگر ان تمام حالات اور مصیبتوں کا قرآن واحادیث کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ ان سخت حالات میں سب سے زیادہ سخت حالت اور ہولناک وخطرناک اور سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا فتنہ کونسا ہے، تو قرآن واحادیث پر غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ کفر وارتداد کا جو فتنہ ہے وہ سب سے زیادہ خطرناک اور سنگین فتنہ ہے، کیونکہ سارے فتنوں اور تکلیفوں کا زیادہ سے زیادہ جو آخری انجام ہوسکتا ہے وہ موت ہے کہ ان تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے آدمی مرجائے گا، مرنا تو ایک اٹل حقیقت ہے

موت سے کس کو رستگاری ہے　　آج وہ، کل ہماری باری ہے

اگر ایمان کے ساتھ موت نصیب ہوگئی تو یہ سب سے بڑی کامیابی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (اگر آدمی جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا تو بس وہ کامیاب ہوگیا) اور اگر خدانخواستہ! ہزار بار اللہ کی پناہ! ایمان کی دولت ہی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور کفر پر موت واقع ہوئی تو ساری دنیا کی تمام مادی نعمتیں اور دولتیں

کس کام کیں، مرتے ہی ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوگا۔ اگر دین وایمان ہی باقی نہ رہے تو اس سے زیادہ ہلاکت اور بربادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (سورۃ الحج/۱۱) دنیا بھی برباد اور آخرت بھی تباہ وبرباد، یہ بالکل کھلی ہوئی تباہی و بربادی ہے)

حضرت مفکرِ اسلامؒ کی نظر میں فتنۂ ارتداد سب سے اہم مسئلہ:

مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

''مولانا (سید ابوالحسن علی ندویؒ) نے بہت پہلے اس ارتدادی طوفان کا بھی اندازہ لگالیا تھا، بالعموم ان کے دعوتی دوروں اور جلسوں میں گفتگو کا محور یہی فکری ارتداد کا موضوع ہوتا، اس وقت دردِ دل سے کہی گئی مولانا کی وہ باتیں آج بھی پڑھنے والوں کو رلا دیتی ہیں، حضرت مولانا کی ملت کے اس المیہ کے تعلق سے فکرمندی کا میں خود ایک عینی شاہد ہوں، مولانا آخری سفر سے تین سفر پہلے مغربی ساحل پر واقع تاریخی شہر بھٹکل تشریف لائے تھے جس کو وہ اپنا وطن ثانی اور اس کے جامعہ کو ندوہ ثانی کہتے تھے، منگلور کے ایک اخبار (Mesco) کے ایڈیٹر نے ان سے جامعہ کے مہمان خانہ میں انٹرویو لیا، میں خود حضرت مولانا کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھا، اس نے پوچھا: سر! بتایئے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو اس وقت کئی طرح کے مسائل درپیش ہیں، بابری مسجد کا مسئلہ، شاہ بانو کا قضیہ، اور پارلیمنٹ میں طلاق بل، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کا مسئلہ، فسادات میں بے گناہ مسلمانوں کی گرفتاری کا مسئلہ، مسلم نونہالوں میں تعلیمی تناسب کی کمی کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ، ان میں آپ

کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ کیا ہے؟ مولانا نے فرمایا: میرے نزدیک یہ سب وقتی مسائل ہیں، جو وقت کے ساتھ انشاء اللہ حل ہوتے چلے جائیں گے، لیکن برصغیر کے مسلمانوں کا اس وقت میرے نزدیک سب سے اہم ترین مسئلہ جس کو وہ خود مسئلہ نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس کی سنگینی و ہولناکی کا خود ان کو اندازہ نہیں ہے، وہ نئی نسل میں بڑھتے فکری ارتداد کا ہے، میری گناہگار آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ اگر اس کی نزاکت کا امت کو احساس نہیں ہوا تو یہ تہذیبی وفکری ارتداد امت کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دے گا اور اس ملک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کچھ دنوں کے بعد نام کی مسلمان رہ جائے گی اور غیر شعوری طور پر وہ بتدریج ایمان وتوحید کی نعمت سے محروم ہو جائے گی"۔(اخبار فکر وخبر بھٹکل)

معلوم ہوا کہ تمام فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک اور سنگین فتنہ، ارتداد کا فتنہ ہے، اور چونکا دینے والی اور دلوں کو جھنجھوڑ دینے والی بات یہ ہے کہ ارتداد کا شکار صرف وہ لوگ نہیں ہوں گے جو معاشرہ میں فاسق وفاجر سمجھے جاتے ہیں اور ان کی زندگی دین سے بہت دور ہے، بلکہ بہت بڑی تعداد میں دیندار لوگ بھی ارتداد کا شکار ہوں گے، اور کیا عرب کیا عجم ہر جگہ یہ فتنہ اپنے شباب پر ہوگا، اور اتنا تیز رفتار ہوگا کہ صرف صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک بہت سے لوگوں کی ایمانی حالت بدل جائے گی، انفرادی طور پر بھی لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہوں گے اور اجتماعی طور پر جماعتوں اور قبیلوں کی شکل میں بھی، اس زمانے میں جتنی بڑی تعداد میں لوگ مرتد بنیں گے پچھلے کسی بھی زمانے میں اتنے زیادہ مرتد نہیں ہوئے ہوں گے۔ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ان تمام باتوں کو احادیث وآثار کی روشنی میں تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

مسلمانوں کے خلاف تمام سازشوں کا بنیادی مقصد ان کو مرتد بنانا ہے:

سچی بات یہ ہے کہ تمام گمراہ مذاہب والوں اور تمام شیطانی وطاغوتی طاقتوں کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم وتشدد، اوران کا قتل وغارت گری اور مختلف طریقوں سے اللہ کی وسیع زمین کو ان کے لئے تنگ کرنے کا سب سے بڑا ٹارگیٹ اور مقصد مسلمانوں کو مذہب سے بیزار کرکے ان کو مرتد بنانا ہے، ان کی بنیادی کوشش یہ ہے کہ مسلمان دین اسلام کو چھوڑ دیں، چاہے کوئی بھی دھرم قبول کرلیں، بس مسلمان نہ رہیں، اگر مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں تو ان سے کوئی شکایت نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کی مسلمانوں سے دشمنی اوران کے خلاف سازشوں کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۔(سورۃ البقرۃ:۲۱۷) (اور یہ کافر تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں گے۔) ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً (سورۃ النساء:۸۹) (ان کی خواہش یہ ہے کہ تم بھی کافر بن جاؤ جیسا کہ یہ کافر ہیں تا کہ تم سب برابر ہو جاؤ) یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا: وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (سورۃ البقرۃ:۱۲۰) (یہ یہودی اورعیسائی تم سے خوش نہیں ہوں گے جب تک کہ تم ان کے دین کی پیروی نہ کرنے لگو) ایک دوسری جگہ یہودیوں اورعیسائیوں کے بارے میں ارشادفرمایا: وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (سورۃ البقرۃ:۱۰۹) (اہلِ کتاب (یہودیوں اورعیسائیوں) میں سے اکثر

و بیشتر لوگ اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹا دیں، حسد کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ہے، بعد اس کے کہ ان پر حق خوب واضح ہو چکا ہے) ایک اور جگہ اہل کتاب کے بارے میں فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ (سورۂ آل عمران:۱۰۰) (اے ایمان والو! اگر تم یہود و نصاریٰ کی کسی جماعت کی اتباع کروگے تو یہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تم کو کافر بنا ڈالیں گے۔)

اب چاہے مسلمانوں سے وندے ماترم پڑھوانے کا مسئلہ ہو یا ''جے شری رام'' کے نعرے نہ لگانے کی بنا پر موب لنچنگ کا مسئلہ ہو یا ہندو تو اتنظیموں کی طرف سے ہندوستان کے ہندو راشٹر ہونے کا دعویٰ ہو یہاں تک کہ این پی آر (NPR) این آر سی (NRC) سی اے اے (CAA) کا جو مسئلہ ہے ان سب کے پیچھے یہی مسلمانوں کو مرتد بنانے کی ایک بڑی بھیانک، ناپاک اور گھناؤنی سازش چھپی ہوئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حالات کی خطرناکی و سنگینی کو سمجھ کر دین و ایمان کی سلامتی کے لئے جو تدابیر اختیار کرنا ضروری ہیں ان کو اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

فتنوں کی پیشین گوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی اور احسان بھی:

اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور امت پر کروڑوں احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے قربِ قیامت میں پیش آنے والے فتنوں اور حالات سے بہت پہلے ہی اپنی امت کو باخبر کر دیا تھا اور ان

فتنوں کے زمانے میں زندگی گذارنے کا طریقہ بھی بیان فرما دیا تھا تاکہ جو خوش قسمت اور نیک بخت لوگ ان فتنوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیں وہ بچا لیں اور فتنوں کے بہاؤ میں نہ آسکیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ مبارک میں ارتداد کا فتنہ:

یوں تو ارتداد ہر زمانہ میں واقع ہوا ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور میں بھی کچھ بدبخت و بدقسمت لوگ گذرے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اور بعد میں وہ مرتد ہو گئے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ارتداد کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک میں مرتد ہونے والے لوگ تین قسموں پر تھے:

(۱) پہلی قسم ان لوگوں کی تھی جنھوں نے دوبارہ بتوں کی عبادت کرنی شروع کر دی تھی۔

(۲) دوسری قسم ان لوگوں کی جنھوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی پیروی کی۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اور مسیلمہ کذاب کی تصدیق اہل یمامہ اور ان کے علاوہ چند دوسرے لوگوں نے کی۔ اور اسود عنسی کی تصدیق صنعاء والوں نے اور ان کے علاوہ کچھ دوسرے لوگوں نے کی، پھر اسود عنسی کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا تھا اور اس پر ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ بچ گئے تھے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں صاف کر دیئے گئے، البتہ مسیلمہ کذاب ابھی تک باقی رہ گیا تھا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کا قلع قمع

کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کیا، اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا، چنانچہ ان لوگوں نے اس کا بھی صفایا کر دیا۔

(۳) تیسری قسم ان لوگوں کی تھی جو اسلام پر تو باقی تھے لیکن انھوں نے زکوٰۃ دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک خاص تھی، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی جہاد کیا۔ (فتح الباری لابن حجر، کتاب استتابۃ المرتدین، باب قتل من ابی قبول الفرائض، ج ۲۲، ص ۱۹۷)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو عرب کے اندر بڑی تعداد میں مختلف شکلوں میں لوگوں کا مرتد ہونا مشہور ومعروف ہے اور مستند کتابوں میں ان کی تفصیلات موجود ہیں، چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "لما توفی رسول اللہ ﷺ ارتد عامۃ العرب" جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عرب میں ارتداد کی عام وبا پھیل گئی تھی۔ (حوالۂ بالا)

قربِ قیامت کا ہولناک فتنۂ ارتداد احادیث کی روشنی میں

سیکڑوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس امت میں ارتداد بہت واقع ہوگا، خصوصاً قربِ قیامت کا زمانہ تو گویا ہے ہی کفر وارتداد کا زمانہ۔ پچھلے کسی زمانہ میں اتنا ارتداد واقع نہیں ہوا ہوگا جتنا کہ قیامت کے قریب واقع ہوگا، اور یہ قرب قیامت کے فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک اور سنگین فتنہ ہے، اللہ تعالیٰ ہی اس فتنہ سے ہر ایمان والے کی حفاظت فرمائے، اگر دین وایمان ہی باقی نہ رہے تو اس سے زیادہ ہلاکت اور بربادی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں تا کہ ہر ایمان والے کو احساس ہو جائے اور ہر شخص چوکنا اور ہوشیار ہو جائے کہ یہ زمانہ کوئی عام زمانہ نہیں ہے، قدم قدم پر دین و ایمان کو ہزاروں خطرات ہیں، اگر آدمی اپنے دین و ایمان کو بچانے کی کوشش نہ کرے اور اس کے اسباب کو اختیار نہ کرے تو دین و ایمان کا بچانا انتہائی مشکل ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو مسلمان سمجھے اور وہ مرتد اور کافر بن چکا ہو اور اس کو اس کا احساس بھی نہ ہو جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں انشاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی۔

قربِ قیامت میں ارتداد کا سیلاب اور اس کی تیز رفتاری:

سب سے پہلے وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں ارتداد بہت ہی زیادہ واقع ہوگا اور ارتداد کی ہوا اور لہر اتنی زیادہ تیز رفتار ہوگی کہ لوگوں کے کافر و مرتد ہونے میں زیادہ لمبی مدت نہیں لگے گی، بلکہ انتہائی مختصر وقت میں لوگوں کی حالت بدل جائے گی، چنانچہ بہت سے لوگوں کا حال ایسا ہوگا کہ صبح کے وقت جو حالت تھی شام کے وقت وہ حالت بدل چکی ہوگی، اسی طرح شام کے وقت جو حالت تھی صبح ہوتے ہوتے وہ حالت بدل چکی ہوگی، آدمی گھر سے باہر نکلے گا تو جو حالت گھر میں ہوگی وہ باہر نکل کر بدل چکی ہوگی اور اتنی مختصر سی مدت میں بہت سے لوگ دائرۂ ایمان سے نکل کر ارتداد کے منہ میں جا چکے ہوں گے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ارتداد کتنی تیزی کے ساتھ پھیلے گا، اور کتنے مختصر سے وقت میں لوگ ایمان سے نکل کر کفر و ارتداد کے دلدل میں پھنس جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری مکمل حفاظت فرمائے۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرة بالاعمال، حدیث نمبر: ۳۱۳۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء ستکون فتن کقطع اللیل المظلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے (خوب نیک) اعمال کرلو، کیونکہ وہ فتنے سخت اندھیری رات کے ٹکڑوں کے مانند (اتنے زیادہ خطرناک) ہوں گے کہ آدمی صبح کے وقت ایمان والا ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا، یا شام کے وقت ایمان والا ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے وہ کافر ہو جائے گا، وہ دنیا کی (گھٹیا) چیزوں کے بدلے میں اپنے دین وایمان کو بیچ دے گا۔

فائدہ: یعنی مسلمانوں پر بہت سخت حالات آئیں گے، اور ان پر بہت زیادہ ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جائیں گے، اور مسلمان جب دیکھیں گے کہ ان پر یہ ظلم وستم ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے، اگر دینِ اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرلوں تو ساری مصیبتوں سے چھٹکارا مل جائے گا، تو بہت سارے لوگ کافروں کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے مرتد ہو جائیں گے، اور حالات اتنے زیادہ سخت اور صبر آزما ہوں گے کہ ان کو برداشت کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوگی، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا کہ ایمان کا بچانا اتنا مشکل ہوگا جتنا کہ آگ کا انگارہ ہاتھ میں لینا مشکل ہے، جس کی وجہ سے بہت جلدی جلدی لوگ ارتداد کو قبول کرنے کا فیصلہ کریں گے، جیسا کہ ان

مسلم ملکوں میں ہو رہا ہے جہاں جنگوں کی وجہ سے لاکھوں مسلمانوں نے بے گھر و بے سہارا ہونے کی بنا پر اور سخت ترین حالات و مشکلات سے دو چار ہونے کی وجہ سے عیسائیت قبول کرلی، جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے۔

بہت سارے لوگ نفسانی خواہشات کی بنا پر دین سے نکلیں گے کیونکہ دین اسلام میں آزادی کے ساتھ اپنی خواہشیں پوری نہیں کر سکتے، بہت سارے لوگ دین اسلام پر اشکال واعتراض کر کے اور اس کے یا اس کی تعلیمات کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اسباب ہوں گے جن کی تفصیل ''ارتداد کے چند بنیادی اسباب'' کے بیان میں انشاء اللہ آئے گی۔

مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

''نئے نظامِ تعلیم ونصابِ تعلیم نے امت کے ایک بڑے تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلام پر اعتماد کی کمی سے دو چار کر دیا ہے اور غیر محسوس طریقے سے وہ اسلام سے نکل رہے ہیں، جس کا احساس نہ خود ان کو ہے اور نہ ان کے والدین وسرپرستوں کو، صبح کو ہمارے بچے گھروں سے ایمان کے ساتھ جاتے ہیں لیکن مشنری وغیر مسلم اسکولوں کی صبح کی اسمبلی اور دعاؤں میں ایسے جملے دہراتے ہیں کہ اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خود فرمان ہے کہ اس کی شان میں ان نازیبا کلمات کے اظہار پر اگر آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے تب بھی بعید نہ سمجھو، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ اللہ کا بیٹا کہنے والا جملہ اسکولوں میں دہرانا والدین کے نزدیک اب شرک نہیں رہا بلکہ نصابِ تعلیم کی ضرورت اور اس کا ناگزیر حصہ بن گیا ہے، اس پورے پس منظر میں صبح کو ایمان

کے ساتھ جا کر بچہ شام کو شرک کے ساتھ لوٹتا ہے، لیکن والدین کے کانوں میں جوں تک بھی نہیں رینگتی، اب وہ حدیث پورے مالہ وماعلیہ کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ قربِ قیامت کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ لوگ صبح کو مسلمان ہوں گے اور شام کو کافر اور شام کو مسلمان تو صبح کو کافر، ملت کے موجودہ نا گفتہ بہ حالات میں اس حدیث کے مفہوم کو سمجھنا اس وقت جتنا آسان ہے شاید پہلے کبھی نہیں تھا"۔(فکر و خبر بھٹکل)

(۲) إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي. (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب فی النھی عن السعی فی الفتنة۔ المستدرک علی الصحیحین)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سامنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ایسے ایسے فتنے آنے والے ہیں جن میں صبح کے وقت آدمی ایمان والا ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا اور شام کے وقت ایمان والا ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا، اس زمانے میں بیٹھنے والا آدمی کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑے رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

فائدہ: ظاہری بات ہے کہ جو گھر میں بیٹھا اپنے کام میں مشغول رہے گا اس کا فتنوں سے سامنا بھی کم ہوگا، اور جو ان فتنوں کی جگہ میں کھڑا رہے گا اس کا فتنوں سے واسطہ زیادہ ہوگا اور جو ان فتنوں میں چلے گا اور دوڑے گا وہ اتنا ہی زیادہ ان فتنوں کا شکار ہوگا۔ خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ

جو جتنا زیادہ فتنوں سے دور رہے گا وہ اتنا ہی زیادہ ان سے محفوظ رہے گا۔

(۳) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا......يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ وَ فُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ. (سنن ابی داود، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن ودلائلها۔ مسند الامام احمد، حلیۃ ابی نعیم والمستدرك للحاكم وقال: صحیح الاسناد ووافقه الذهبی)

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں آپ نے فتنوں کا تذکرہ کیا اور تھوڑا سا نہیں بلکہ بہت زیادہ فتنوں کا تذکرہ کیا..... (یہ لمبی حدیث ہے، اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ فتنوں کے دور میں ایسا ہوگا کہ) آدمی صبح کے وقت ایمان والا ہوگا اور شام کے وقت کافر ہوجائے گا، یہاں تک کہ لوگوں کی دو جماعتیں ہوجائیں گی، ایک ایمان والوں کی جماعت ہوگی جن کے اندر بالکل نفاق نہ ہوگا اور ایک نفاق والوں کی جماعت ہوگی جن کے اندر ایمان بالکل نہ ہوگا، جب ایسا ہونے لگے تو اسی دن دجال کا انتظار کرو یا اس کے اگلے دن۔

(۴) قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ وَمَعَهُ دِينُهُ فَيَرْجِعُ وَمَا مَعَهُ شَيْءٌ مِنْهُ. يَأْتِي الرَّجُلَ لَا يَمْلِكُ لَهُ وَلَا لِنَفْسِهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، فَيُقْسِمُ لَهُ بِاللهِ: إِنَّكَ لَذَيْتَ وَذَيْتَ فَيَرْجِعُ مَا حَلِيَ مِنْ حَاجَتِهِ بِشَيْءٍ، وَقَدْ أَسْخَطَ اللهَ عَلَيْهِ. (المستدرك للحاكم، كتاب الفتن والملاحم: ح: ۸۴۱۵ وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد فی كتاب الادب فی باب ما جاء فی الحمد والمداح والمداحین: رواه الطبرانی بأسانید ورجال احدها رجال الصحیح)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر سے اس حال میں نکلے گا کہ وہ ایمان والا ہوگا لیکن جب واپس وہ اپنے گھر آئے گا تو اس کے پاس دین وایمان کچھ بھی نہ بچے گا، وہ ایسے آدمی کے پاس جائے گا جو نہ تو اس کے نفع ونقصان کا کوئی اختیار رکھے گا اور نہ ہی اپنی ذات کے نفع ونقصان کا، وہ اس آدمی سے قسمیں کھا کھا کر کہے گا کہ اللہ کی قسم آپ تو ایسے اور ایسے ہیں، لیکن وہ کچھ بھی اپنی ضرورت کو پورا نہ کر سکے گا اور وہ اس حال میں واپس آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر چکا ہوگا۔

فائدہ: یعنی بہت سے لوگ گھروں سے ایمان کی حالت میں نکلتے ہیں لیکن کسی حاکم یا لیڈر یا آفیسر یا مالدار کو خوش کرنے اور ان کا تقرب حاصل کرنے اور اپنے مطلب کا کام نکالنے کے لئے کفریہ کام یا کفریہ بات کر دیتے ہیں، اس طرح وہ گھر سے ایمان کی حالت میں نکلتے ہیں اور گھر واپس آتے ہیں اس حال میں کہ ان کا ایمان ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

(۵) عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ ﷺ كَتَبَ إِلَى قَيْسِ بْنِ الْهَيْثَمِ حِينَ مَاتَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ فِتَنًا كَقِطَعِ الدُّخَانِ يَمُوتُ فِيهَا قَلْبُ الرَّجُلِ كَمَا يَمُوتُ بَدَنُهُ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَقْوَامٌ أَخْلَاقَهُمْ وَدِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا - (مسند احمد: ۱۵۶۹۳، وقال محققه حمزة احمد الزين: اسناده حسن. المعجم الكبير. مسند ابن ابی شيبة. وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبرانی من طرق فيها علی بن زيد وهو سيئ الحفظ وقد وثق وبقية رجال أحمد رجال الصحيح، مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب فيما يكون من الفتن)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا تو حضرت ضحاک بن قیسؓ نے قیس بن الہیثم کے پاس یہ تحریر لکھ کر بھیجی: حمد وصلاۃ کے بعد عرض ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے قریب انتہائی سخت اندھیروں اور تہہ بتہہ دھوؤں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے، اس میں آدمی کا دل مرجائے گا جیسا کہ اس کا بدن مرجاتا ہے، اس زمانے میں صبح کے وقت آدمی مسلمان ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہوجائے گا، اور شام کے وقت مسلمان ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے کافر ہوجائے گا، لوگ اپنے اخلاق اور اپنے دین کو دنیا کے سامان کے بدلے میں بیچ رہے ہوں گے۔

یہ چند احادیث نمونے کے طور پر ذکر کردی گئیں ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ارتداد کا فتنہ انتہائی تیز رفتار ہوگا، اور لوگوں کے مرتد بننے میں زیادہ لمبا وقت نہیں لگے گا۔

اس کے بہت سے بنیادی اسباب بھی ہیں جن کی بنا پر بہت تیز رفتاری کے ساتھ لوگ ارتداد کا شکار ہوں، انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ''ارتداد کے چند بنیادی اسباب'' کے تحت ان اسباب کو بیان کیا جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اور ہماری نسلوں کو دولتِ ایمان کی قدر وقیمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور مرتے دم تک اس پر استقامت نصیب فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِینَ، وَأَحْیِنَا مُسْلِمِینَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِینَ، غَیْرَ خَزَایَا، وَلَا مَفْتُونِینَ۔

جماعت کی جماعت اور خاندان کے خاندان مرتد بنیں گے

قربِ قیامت میں جو ارتداد کی ہوا چلے گی وہ اتنی زیادہ خطرناک ہوگی کہ لوگ صرف اکیلے اکیلے اور انفرادی طور پر ارتداد کا شکار نہیں ہوں گے، بلکہ پورا پورا خاندان اور پوری پوری جماعت ارتداد کا شکار ہوگی، کیونکہ حالات اتنے زیادہ سخت اور سنگین ہوں گے اور دین وایمان کو بچانے کے لئے اتنی زیادہ تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی کہ ان تکلیفوں اور آزمائشوں کو برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے جماعت کی جماعت اور خاندان کے خاندان مرتد ہوجائیں گے، اسی طرح نفسانی خواہشات کا ایسا غلبہ ہوگا اور دین وایمان کی لوگوں کی نگاہ میں ایسی ناقدری ہوگی کہ نفسانی خواہشات کو آزادی کے ساتھ پورے طور پر حاصل کرنے کے لئے دین وایمان کی رسی گردن سے اتار پھینکیں گے، مزید تفصیل انشاءاللہ آئندہ آئے گی۔

اللہ کے آخری رسول ﷺ نے مختلف احادیث میں ان حالات سے اپنی امت کو باخبر کردیا ہے تاکہ لوگ چوکنا ہوجائیں اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کی فکر کریں۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيَخْرُجُنَّ مِنْهُ أَفْوَاجًا كَمَا دَخَلُوا فِيهِ أَفْوَاجًا. (مستدرك الحاكم، كتاب الفتن و الملاحم، ح: ۸۵۱۸ وقال: هذا حديث صحيح الإسناد، وقال الذهبي في التلخيص: صحيح. المسند للدارمي، علامات النبوة، باب في وفاة النبي: ح: ۹۳ ج۱ ص: ۲۵۶)

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا (جب اللہ کی مدد آئے گی اور مکہ فتح ہو جائے گا اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوں گے) اس آیت کی تلاوت فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح لوگ اس (دین میں) فوج در فوج داخل ہوئے اسی طرح فوج در فوج جماعتوں کی شکل میں لوگ اس دین سے ضرور نکلیں گے۔

(۲) حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي جَارٌ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَجَاءَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُسَلِّمُ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُ عَنِ افْتِرَاقِ النَّاسِ وَ مَا أَحْدَثُوا فَجَعَلَ جَابِرٌ يَبْكِي ثُمَّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ دَخَلُوا فِي دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا وَسَيَخْرُجُونَ مِنْهُ أَفْوَاجًا۔ (مسند احمد، قال شعیب الارنؤوط: سنده ضعيف لجهالة جار جابر بن عبد الله۔ وقال الهيثمي: رواه أحمد. و جار جابر لم أعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب خروج الناس من الدين، ح ۱۲۲۱۲، ج ۷، ص: ۵۵۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ کے ایک پڑوسی فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر سے واپس آیا تو حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ مجھ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، تو لوگوں کے آپسی اختلافات اور دین میں جو نئی نئی چیزیں لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہیں ان کے بارے میں میں نے ان کو بتایا تو حضرت جابر ؓ رونے لگے، پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ دینِ اسلام میں فوج در فوج داخل ہوئے اور آنے والے زمانے میں لوگ فوج در فوج دین اسلام سے نکلیں گے۔

(۳)عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتّٰی يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(الترمذی، ابواب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذابون ،ح۲۲۱۹،وقَالَ : هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. سنن ابی داوٗد، کتاب الفتن والملاحم،باب ذکر الفتن ودلائلها۔ مسند احمد۔)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت کے بہت سارے خاندان مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہوجائیں اور بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں، اور یاد رکھو میری امت میں ۳۰/ ایسے جھوٹے ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ میرے اوپر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۴)عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ...... وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَلْحَقَ حَيٌّ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ فِئَامٌ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ ۔(حلیة الاولیاء لابی نعیم، ج۲،ص۲۸۹، عبداللہ بن زید الجرمی. وروا ه أبو بکر البرقانی فی صحیحه کذا فی الجمع بین الصحیحین)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (ایک لمبی حدیث میں) فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت کے بہت سے خاندان مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں، اور جب تک کہ میری امت کی بہت ساری جماعتیں بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔

(۵) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَيَكْفُرَنَّ أَقْوَامٌ بَعْدَ إِيمَانِهِمْ۔ (ابن عساکر وابن النجار کذا فی کنزالعمال . صفة النفاق وذم المنافقین للفریابی، ص: ۸۵ وفیہ:واسنادہ:حسن)

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت ساری قومیں ایمان لانے کے بعد کافر بن جائیں گی۔

(۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ...... فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة،باب فی فتح قسطنطینیۃ وخروج الدجال،ح:۲۸۹۷)

حضرت ابوہریرہؓ سے (ایک لمبی حدیث مروی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا کہ قرب قیامت میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوگی ،اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ) مسلمانوں اور رومیوں میں جب لڑائی ہوگی تو ایک تہائی مسلمان لڑائی سے ہار مان کر واپس ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے، اور ایک تہائی حصہ شہید ہوجائے گا جو افضل الشہداء کہلائیں گے اور ایک تہائی مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں فينهزم ثلث أي من المسلمين لا يتوب الله عليهم أبدا كناية عن موتهم على الكفرة وتعذيبهم على التأبيد. یعنی ہار مان کر واپس ہونے والے لوگ مسلمانوں میں سے ہوں گے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ ان کی توبہ قبول نہیں کریں گے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کفر کی حالت میں مریں گے اور ہمیشہ عذاب الٰہی میں رہیں گے۔(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن،باب الملاحم)

دیندار لوگ بھی ارتداد کا شکار ہوں گے

مذکورہ احادیث وروایات کو پڑھنے کے بعد بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ جو اتنی بڑی تعداد میں لوگ ارتداد کا شکار ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو صرف نام کے مسلمان ہوں گے، وہ اعمال کے اعتبار سے دین سے بہت دور ہوں گے، نہ نماز وروزہ کے پابند ہوں گے، نہ ذکر وتلاوت کا معمول ہوگا، نہ دوسرے نیک اعمال سے ان کا کوئی تعلق ہوگا بلکہ فسق وفجور کے دلدل میں پھنسے ہوں گے۔

اس لئے یہ بات بہت سنجیدگی سے سمجھ لینی چاہئے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ فاسق وفاجر اور دینی اعمال سے دور رہنے والے ہی سب سے زیادہ کفر و ارتداد کا شکار ہوں گے، لیکن وہ لوگ جو ظاہر میں تو بڑے دین دار نظر آتے ہوں گے، مگر حقیقی دینداری ان کے اندر نہیں ہوگی، وہ بظاہر نماز وروزے کے بڑے پابند ہوں گے، حج عمرے بھی کررہے ہوں گے، ذکر وتلاوت کا بھی معمول ہوگا، دوسرے بہت سارے خیر کے کام بھی انجام دے رہے ہوں گے لیکن ان سب کے باوجود بہت بڑی تعداد میں دیندار لوگ بھی ارتداد کا شکار ہوں گے، اور اِکّا دُکّا نہیں بلکہ دین داروں کی جماعت کی جماعت ایمان سے خارج ہوکر کفر وارتداد کو اختیار کررہی ہوگی، یہ اگرچہ کہ انتہائی چونکا دینے والی اور ہوش اڑادینے والی بات ہے مگر صحیح احادیث سے یقین کے ساتھ ثابت ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اور اس میں ادنیٰ درجہ کا کوئی مبالغہ بھی نہیں ہے۔ چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں، انتہائی دھیان وتوجہ سے

ان کو پڑھ کر بار بار اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور زندگی کے کسی بھی مرحلہ میں اپنی حالت پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے ، کیونکہ ایسا بھی ہوگا کہ آدمی اپنے آپ کو دین دار سمجھ رہا ہوگا اور لوگ بھی دھوکے سے اس کو دیندار سمجھ رہے ہوں گے حالانکہ وہ تو دائرۂ اسلام سے بھی خارج ہو چکا ہوگا۔ العیاذ باللہ

نماز روزہ کے ساتھ شرک وکفر:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فرماتے ہیں:

''شرک وکفر صرف مندروں میں جا کر گھنٹی بجانے اور بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا نام نہیں ہے، بلکہ نماز روزوں کے ساتھ اسلام کے ابدی قوانین پر ہلکے سے شک وشبہ سے بھی صاحبِ ایمان ایمان سے نکل کر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔'' (www.bhatkallys.com بعنوان نئی نسل میں ارتداد کا طوفان)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی اس موضوع سے متعلق ایک انتہائی جامع تحریر پیش کردی جائے ،تا کہ اس فتنہ کی خطرناکی و ہولناکی کا اندازہ کرنا آسان ہو جائے ۔اس کے بعد انشاء اللہ اس موضوع سے متعلق احادیث مبارکہ پیش کی جائیں گی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہا گیا ہے کہ قادیانی بڑے نمازی ہیں ،قرآن بہت پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اگر اس پر بھی وہ مسلمان نہیں تو بڑی حسرت اور حیرت کا مقام ہے، میں کہتا ہوں کہ ایک ایسی ہی بد بخت قوم کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیحین کی احادیث میں فرمایا ہے جو قرآن کی تلاوت بھی کرے گی اور بظاہر سچے مسلمانوں سے بھی زیادہ نمازیں پڑھے گی، اور روزے رکھے گی، مگر ان کا قرآن ان

کے حلقوم (حلق) سے آگے نہ بڑھے گا اور اسلام سے ایسی ہی نکل چکی ہوگی جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں نے ان کو پایا تو عاد وثمود کی طرح ان کو قتل کروں گا، حق تعالیٰ شانہ اپنی پناہ میں رکھے اور اس دنیا سے ایمان پر اٹھالے کہ یہ مقام بڑے خوف وعبرت کا ہے"۔ (مقالات عثمانی ص ۴۰۴)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے جن احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اس مضمون کی صحیح احادیث صحاح ستہ ودیگر کتب حدیث میں بے شمار موجود ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

(صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن،باب إثم من راءى بقراءة القرآن أو تأكل به أو فخر به، ح:۵۰۵۸ .صحيح مسلم، كتاب الزكاة،باب التَّحْرِيضِ عَلَى قَتْلِ الْخَوَارِجِ ح: ۲۴۵۳)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے درمیان ایک ایسی جماعت پیدا ہونے والی ہے کہ تم لوگ اپنی نمازوں اور اپنے روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلے میں معمولی اور حقیر سمجھو گے، وہ قرآن کی تلاوت بھی کریں گے مگر وہ ان کی حلق سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے ایسے نکل چکے ہوں گے جیسا کہ تیر شکار کے جسم کو سوراخ کر کے باہر نکل جائے (اور اس پر خون وغیرہ کا کوئی اثر نہ ہو)

(۲) عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: يَخْرُجُ قَوْمٌ

مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَ هُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج، ح:۲۴۶۵)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ایسی ظاہر ہوگی جو قرآن کریم کو اس طرح پڑھے گی کہ تمہارا قرآن کو پڑھنا ان کے قرآن پڑھنے کے مقابلہ میں (بظاہر) کچھ (زیادہ اہم) نہیں ہوگا، اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلہ میں (بظاہر) کچھ (زیادہ اہم) ہوگی، اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں کچھ (زیادہ اہم) ہوں گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ ان کو اس کا فائدہ پہنچ رہا ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف حجت بن رہا ہوگا، ان کی نماز ان کی حلق سے نیچے بھی نہیں اترے گی، وہ دین سے ایسے نکل چکے ہوں گے جیسا کہ تیر شکار کے جسم کو چھید کر باہر نکل جاتا ہے۔

(۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَ يُسِيئُونَ الْفِعْلَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَ الْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ

قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللهِ مِنْهُمْ. (مسند الإمام أحمد. سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في قتل الخوارج، ح:٤٧٦٥. المستدرك للحاكم)

(حضرت ابوسعید خدری ؓ اور انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اختلافات اور فرقے ہوں گے، ایک قوم ایسی ہوگی جو باتیں تو بڑی خوبصورت کرے گی لیکن ان کے اعمال برے ہوں گے، وہ قرآن بھی پڑھیں گے مگر وہ ان کی حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم لوگ ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر اور معمولی سمجھوگے، وہ دین سے ایسے نکل چکے ہوں گے جیسا کہ تیر شکار کے جسم کو چھید کر باہر نکل جاتا ہے، پھر وہ واپس (دین میں) نہیں آسکتے جیسا کہ تیر تانت میں واپس نہیں آسکتا، وہ مخلوق میں سب سے بدترین لوگ ہوں گے، بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کو قتل کریں یا یہ لوگ ان کو قتل کریں، وہ اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دیں گے حالانکہ ان کا اللہ کی کتاب سے کوئی تعلق نہ ہوگا، جو ان کو قتل کرے گا وہ ان کے مقابلے میں اللہ سے زیادہ قریب ہوگا۔

(۴) عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَخْرُجُ فِيكُمْ أَوْ يَكُونُ فِيكُمْ قَوْمٌ يَتَعَبَّدُونَ وَيَتَدَيَّنُونَ حَتَّى يُعْجِبُوكُمْ وَتُعْجِبُهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

(السنة لابن ابی عاصم، قال محققه: اسناده علی شرط الشیخین، ح:٩٤٥ ص: ٤٦١)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی جو اتنی زیادہ عبادت گذار اور اتنی زیادہ دین دار معلوم ہوگی کہ تم ان کی دینداری پر تعجب کروگے اور وہ خود بھی اپنی دینداری پر خوش فہمی میں مبتلا ہوں گے، لیکن وہ دین

سے ایسے نکل چکے ہوں گے جیسا کہ تیر شکاری جانور کے جسم کو سوراخ کر کے پار ہو جاتا ہے۔

(۵) وعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ حَصَاةً بَيْضَاءَ، فَوَضَعَهَا فِي كَفِّهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ قَدِ اسْتَضَاءَ اسْتِضَاءَةَ هٰذِهِ الْحَصَاةِ. ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ، فَجَعَلَ يَذَرُهُ عَلَى الْحَصَاةِ حَتّٰى وَارَاهَا، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَيَجِيئَنَّ أَقْوَامٌ يَدْفِنُونَ الدِّيْنَ كَمَا دَفَنْتُ هٰذِهِ الْحَصَاةَ وَلَيَسْلُكُنَّ طَرِيْقَ الَّذِيْنَ كَانُوا قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ وَحَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ.

(البدع والنهى عنها لابن وضاح القرطبی، ح:۱۵۶، ص:۱۱۵، باب فی نقض عری الإسلام ودفن الدين واظهار البدع، وقال محققه عمرو عبد المنعم سليم: اسناده صحيح)

حضرت حذیفہؓ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے ایک چمکدار کنکری ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ جس طرح سے یہ چمکدار کنکری چمک رہی ہے اسی طرح یہ دین اسلام بھی چمک رہا ہے، پھر حضرت حذیفہؓ نے اپنے ہاتھ میں مٹی لی اور اس کنکری پر مٹی ڈال کر اس کو چھپا دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بہت ساری ایسی قومیں ضرور پیدا ہوں گی جو دین کو اسی طرح دفن کر دیں گی جس طرح میں نے اس کنکری کو دفن کر دیا اور وہ یقینی طور پر قدم بقدم ان لوگوں کے راستے پر ان کے ساتھ ساتھ چلیں گی جو تم سے پہلے گذر گئے۔

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَحُجُّوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَصُوْمُوْنَ وَمَا فِيْهِمْ مُؤْمِنٌ۔

(رواه ابو شعيب الحرانی فی فوائده واسناده لا بأس به. كذا فی اتحاف الجماعة بما جاء فی الفتن، باب ما جاء فی ضعف الإيمان وقلته فی آخر الزمان، ج۲، ص۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جس میں لوگ حج بھی کریں گے، نمازیں بھی پڑھیں گے اور روزے بھی رکھیں گے لیکن ان میں ایمان والا ایک بھی نہ ہوگا۔

(۷) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ : يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَجْتَمِعُونَ وَيُصَلُّونَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ.

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الإیمانِ والرُّؤیا، باب، ح: ۳۰۹۹۲، ج۱۰، ص۲۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں جمع ہو کر نمازیں پڑھیں گے اور ان میں ایک بھی ایمان والا نہ ہوگا۔

(۸) عن عبداللہ بن عمرو ﷺ قال :يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَجْتَمِعُونَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ۔(المستدرك للحاكم ،كتاب الفتن ،ح:۸۴۳۲ ،ج۴ ،ص۶۰۸۔ وقال: "صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه،ووافقه الذهبي في تلخيصه.)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں جمع ہوں گے اور ان میں ایک بھی ایمان والا نہ ہوگا۔

(۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: سَيَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ ، يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ مِنْهُمْ أَلْفُ رَجُلٍ وَ زِيَادَةٌ ، لَا يَكُونُ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ۔ (الدیلمی،:۳۲۶۵،ج:۲۔ص:۴۵۳)

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ مسجد میں ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ آدمی نماز پڑھ رہے ہوں گے اور ان میں سے ایک شخص بھی ایمان والا نہ ہوگا۔

(۱۰) عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ : يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَوِ اعْتَرَضْتَهُمْ فِي الْجُمُعَةِ بِنَبْلٍ مَا أَصَابَتْ إِلَّا كَافِرًا. (مصنف ابن ابی شیبۃ. کتاب الفتن، باب من کرہ الخروج فی الفتنۃ. الإبانۃ لابن بطۃ ج:۱، ص:۱۷۵)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اگر تم جمعہ کی نماز میں تیر پھینکو گے تو وہ جس کو بھی لگے گا وہ کافر ہی ہوگا۔

یہ چند احادیث جو ذکر کی گئی ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری صحیح احادیث، احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں، تمام احادیث کو اگر ذکر کیا جائے تو مضمون کافی لمبا ہوجائے گا اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا، ان تمام احادیث کا خلاصہ اور نچوڑ یہی ہے کہ قربِ قیامت میں ظاہری دینداری رکھنے والے بھی بڑی تعداد میں فتنۂ ارتداد کا شکار ہوں گے، اس لئے اپنے آپ کو دھوکے کی دینداری سے نکال کر حقیقی معنیٰ میں دین دار بنانے کی فکر و کوشش کرنی چاہئے، ورنہ آج کل زیادہ تر جو دینداری پائی جاتی ہے وہ صرف چند ظاہری اعمال تک محدود ہوتی ہے، اور معاملات، معاشرت و اخلاق وغیرہ دوسرے دین کے شعبوں سے زندگی بالکل خالی ہوتی ہے، یہ بڑی خطرناک صورتِ حال ہے۔

آج کل کے دین دار گھرانوں کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

”سب سے زیادہ گھبرا دینے والا پہلو یہ ہے کہ کل تک بے دین اور اسلام سے دور گھرانوں کے تعلق سے الحاد و ارتداد کے واقعات سننے کو ملتے تھے، لیکن آج ارتداد کے پیش آمدہ بعض ان واقعات کا تعلق ہمارے دین دار گھرانوں اور خاندانوں سے ہے، ماضی قریب و بعید میں بے حیائی اور اخلاق سوزی کے زیادہ

تر واقعات ان گھرانوں میں ہوتے تھے جن کا خاندانی ماحول اچھا نہیں ہوتا تھا یا جن کے والدین یا گھر والے اچھے دینی پس منظر کے حامل نہیں ہوتے تھے، لیکن افسوس جدید وسائل اور ذرائع ابلاغ نے گھروں میں بند رہنے اور نماز، روزوں کی پابندی کے باوجود ہمارے بچے اور بچیوں کو تیزی کے ساتھ غیر محسوس طریقہ پر اخلاق وایمان سے دور کر دیا ہے، اب کوئی آخری درجہ کا دیندار شخص بھی اپنی اولاد کے تعلق سے مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ سکتا کہ میرے گھر میں بے دینی نہیں آئے گی یا میرے لخت جگر بھی تادمِ حیات ایمان واسلام پر (قائم) رہیں گے۔" (اخبار فکر وخبر بھٹکل)

دین داروں کے ارتداد کے چند عبرتناک واقعات

دین دار گھرانوں میں ارتداد کے چند عبرتناک ودلخراش واقعات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ عبرت ونصیحت کا سبب بنیں اور ہماری آنکھیں کھلیں اور ظاہری دین داری کی وجہ سے دھوکے اور خوش فہمی میں مبتلا رہنے کے بجائے حقیقی دین داری اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں، نیز اپنی اولاد پر بھی کڑی نگاہ رکھیں، ان کے نماز روزہ وغیرہ چند ظاہری اعمال کو دیکھ کر مطمئن ہو کر ہرگز نہ بیٹھیں، بلکہ ہر پہلو سے ان کی صحیح نگرانی ومناسب رہنمائی ہونی چاہئے تاکہ کہیں وہ جانے یا انجانے میں اس فتنہ کا شکار نہ ہو جائے اور جب معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے تو ہمیں کفِ افسوس ملنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

بنی اسرائیل کے ایک عالم وبزرگ کی بری موت کا عبرتناک واقعہ قرآن کریم کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف:۱۷۵،۱۷۶)

ان آیات میں بنی اسرائیل کے ایک بڑے عالم اور مشہور بزرگ و پیشوا کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے، جن کا بڑا عبرتناک اور خطرناک انجام ہوا کہ شریعت کا گہرا علم اور پوری معرفت حاصل ہونے کے باوجود جب نفسانی خواہشات ان پر غالب آئیں تو یہ سب علم و معرفت اور مقبولیت ختم ہو کر گمراہی اور ذلت کی موت مرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ آپ یہ واقعہ لوگوں کو بتائیں تا کہ لوگ اس واقعہ سے عبرت و نصیحت حاصل کریں، اور اپنے انجام کی فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس واقعہ کو ذکر کر کے قیامت تک کے سارے ایمان والوں کو یہ بتا دیا کہ آدمی چاہے کتنا بھی دین دار، بڑا عالم و بزرگ ہو جائے اس کو کبھی بھی اپنے خاتمہ سے بے فکر نہیں ہونا چاہئے، انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کو ایمان کی حالت میں مرنے کی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کوئی گارنٹی نہیں ملی ہے، ہر شخص کو ہمیشہ اپنی موت اور اپنے خاتمہ کے بارے میں ڈرتے رہنا چاہئے۔

واقعہ کی تفصیل: قرآن کریم میں اس شخص کا نام مذکور نہیں ہے، زیادہ مشہور اور جمہور کے نزدیک قابلِ اعتماد روایت کے مطابق اس شخص کا نام بلعم بن باعوراء ہے۔

جب فرعون غرق ہو گیا اور مصر فتح ہو گیا تو اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ سے جہاد کرنے کا حکم ہوا، اس وقت ملک شام اور بیت المقدس پر قوم عمالقہ کا قبضہ تھا، قوم عمالقہ نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی

اسرائیل کا بڑا لشکر لے کر پہنچ گئے اور فرعون اور اس کے لشکر کا غرق ہو کر تباہ و برباد ہونا ان کو پہلے سے معلوم ہو چکا تھا تو ان کو فکر ہوئی اور جمع ہو کر بلعم بن باعوراء کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سخت آدمی ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے لشکر ہیں اور وہ اس لئے آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکال دیں، آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ان کو ہمارے مقابلے سے واپس کر دیں، بلعم ابن باعوراء مستجاب الدعوات بزرگ تھا، اس لئے اس سے لوگوں نے بددعا کی درخواست کی۔ بلعم نے کہا افسوس ہے تم کیسی بات کہتے ہو، وہ اللہ کے نبی ہیں، ان کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہیں، ان کے خلاف میں بددعا کیسے کر سکتا ہوں؟ موسیٰ علیہ السلام کا مقام جو اللہ کے نزدیک ہے وہ بھی میں جانتا ہوں، اگر میں ایسا کروں گا تو میرا دین دنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔

جب ان لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو اس پر بلعم نے کہا کہ اچھا میں اپنے رب سے اس معاملہ میں معلوم کر لوں کہ ایسی دعا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں، اس نے اپنے معمول کے مطابق معلوم کرنے کے لئے استخارہ یا کوئی عمل کیا، خواب میں اس کو بتلایا گیا کہ ہرگز ایسا نہ کرے، اس نے قوم کو بتلا دیا کہ مجھے بددعا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، اس وقت قوم عمالقہ نے بلعم کو کوئی بڑا ہدیہ پیش کیا جو درحقیقت رشوت تھی، اس نے ہدیہ قبول کر لیا تو پھر اس کی قوم کے لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ اب آپ ضرور یہ کام کر دیں اور ان کے اصرار کی کوئی حد نہ رہی، بعض روایات میں ہے کہ اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ یہ رشوت قبول کر لیں اور ان کا کام کر دیں، اس وقت بیوی کی رضا جوئی اور مال کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے خلاف

بددعا کرنا شروع کردیا، اس وقت قدرت الٰہیہ کا عجیب وغریب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ وہ جو بددعا کے کلمات حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی قوم کے لئے کہنا چاہتا تھا اس کی زبان سے وہ بددعا کے الفاظ خودقوم عمالقہ کے لئے نکلے، وہ چلا اٹھے کہ تم تو ہمارے لئے بددعا کررہے ہو، بلعم نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے، میری زبان اس کے خلاف پر قادر نہیں ۔بس موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کرنا تھا کہ اسی وقت اس کی قوم پر بھی تباہی نازل ہوئی اور بلعم کو یہ سزا ملی کہ اس کی دنیاوآخرت تباہ ہوگئی اوراس کی زبان کتے کی طرح اس کے سینے پر لٹک گئی اوراسی گمراہی کی حالت میں کتے کی موت مرکر دنیا سے رخصت ہوا۔

(ماخوذ از معارف القرآن ج ۴ ص ۱۱۷۔وغیرہ)

ایک کاتبِ وحی کا ارتداد اور اس کا خطرناک انجام:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران بھی اس نے یاد کرلی تھی، کان یکتب أي الوحی للنبی ﷺ فارتد عن الإسلام ولحق بالمشرکین حتی کہ وہ وحی کی کتابت بھی کرنے لگا تھا، لیکن وہ مرتد ہوکر مشرکین کے ساتھ مل گیا، پھر بعد میں عیسائی ہوگیا، اللہ کے رسول ﷺ نے پیشین گوئی فرمادی تھی کہ زمین اس (کی لاش) کو قبول نہیں کرے گی، چنانچہ جب اس کو موت آئی تو لوگوں نے اس کو دفن کر دیا، صبح کے وقت کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی لاش زمین کے اوپر قبر سے باہر پڑی ہے، توان لوگوں نے الزام لگاتے ہوئے کہا کہ یہ محمد اوراس کے ساتھیوں کی حرکت ہے کہ اس کو قبر سے نکال کر باہر کردیا، پھر جتنی گہری قبر ممکن ہوسکتی تھی کھود کراس کو دوبارہ دفن کردیا، صبح ہوئی تو پھر دیکھتے ہیں کہ اس کی لاش زمین کے

اوپر پڑی ہے، اب ان کو یقین ہو گیا کہ یہ انسانوں کی حرکت نہیں ہے، تو انھوں نے بھی اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک کر چھوڑ دیا، حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوطلحہ انصاری ؓ نے بیان کیا کہ وہ اس جگہ تشریف لے گئے تھے جہاں اس کی موت ہوئی تھی تو اس کی لاش کو زمین کے اوپر پڑی ہوئی پایا، انھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے کئی مرتبہ اس کو زمین کے اندر دفنایا لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کیا (اور ہر مرتبہ اس کو باہر نکال کے پھینک دیا) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات)

فضیل بن عیاضؒ کے ایک شاگرد کا واقعہ:

امام غزالیؒ نے منہاج العابدین میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ کے ایک شاگرد کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت فضیل بن عیاضؒ ان کے پاس تشریف لائے اور سر کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کردی، تو اس شاگرد نے کہا: استاذ جی! آپ اس کو نہ پڑھیں، چنانچہ وہ خاموش ہو گئے، پھر ان کو کلمہ کی تلقین کی تو اس نے کہا کہ میں اس کو کبھی نہیں پڑھ سکتا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ اپنے گھر واپس گئے اور چالیس دن تک روتے رہے اور گھر سے باہر نہیں نکلے، پھر خواب دیکھا کہ اس کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جا رہا ہے (اللہ ہی اپنے فضل سے ہماری حفاظت فرمائے) تو اس سے فضیل بن عیاضؒ نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں تم سے معرفت خداوندی کو سلب کر لیا حالانکہ تم میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ علم والے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ تین چیزوں کی وجہ سے: (ا) میں

چغلیاں بہت کرتا تھا (۲) اپنے ساتھیوں سے بہت حسد کرتا تھا (۳) مجھے ایک بیماری لگ گئی تھی، میں ایک حکیم کے پاس گیا اور اس سے بیماری کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ تمہیں ہر سال ایک پیالہ شراب پینی پڑے گی، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو ہمیشہ اس بیماری میں مبتلا رہوگے، چنانچہ میں شراب بھی پیتا تھا۔(شرح صحیح البخاری لشمس الدین السفیری، کتاب الایمان، المجلس الثالث عشر فی بیان زیادۃ الایمان ونقصانہ(المکتبۃ الشاملۃ)

سفرِ حج پر جانے والے ایک بزرگ کا واقعہ:

امام ابو محمدؒ فرماتے ہیں کہ تین عبادت گذار لوگ حج کے ارادہ سے بغیر کسی توشہ کے محض اللہ پر بھروسہ کرکے درمیان سال میں بیت اللہ کے لئے نکلے، راستہ میں عیسائیوں کے ایک گاؤں میں ٹھہرے تو ان میں سے ایک شخص کی نگاہ ایک عیسائی لڑکی کے حسن وجمال پر پڑگئی اور وہ اس پر فریفتہ ہوگیا، جب وہاں سے ان لوگوں نے جانے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے بہانہ بناکر جانے سے انکار کردیا، چنانچہ اس کے دونوں ساتھی اس کو اسی گاؤں میں چھوڑ کر چلے گئے، اس شخص نے اس لڑکی کے باپ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور اس سے منگنی کی، تو اس کے باپ نے کہا کہ اس کا مہر بہت زیادہ ہے، جو تمہارے بس کی بات نہیں ہے، اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ تو لڑکی کے باپ نے کہا کہ تم کو مذہب اسلام چھوڑ کر عیسائیوں کا دین اختیار کرنا پڑے گا، چنانچہ اس نے عیسائی مذہب قبول کرکے اس لڑکی سے شادی کرلی اور اس سے دو لڑکے بھی پیدا ہوئے پھر اس کا اسی عیسائیت کی حالت میں انتقال ہوگیا، جب اس کے وہ دونوں ساتھی واپس اس گاؤں میں پہنچے تو اپنے ساتھی کے بارے میں لوگوں سے پوچھا، تو ان کو

بتایا گیا کہ وہ عیسائیوں کے دین پر مر گیا اور اس کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہے، وہ دونوں ساتھی قبرستان گئے، اس کی بیوی اور اس کے دونوں بچوں سے ملاقات ہوئی تو وہ رونے لگے، ان کو روتا ہوا دیکھ کر یہ دونوں ساتھی بھی رونے لگے، اس کی بیوی نے ان دونوں سے پوچھا کہ آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ تو ان دونوں نے اس کا پورا واقعہ ذکر کر دیا اور اس کی عبادت اور اس کے زہد و تقویٰ کو بھی بیان کیا، تو جب اس کی بیوی نے اس کا یہ حال سنا تو اس کا دل اسلام کے لئے نرم ہو گیا اور وہ بیوی اور اس کے دونوں لڑکوں نے اسلام قبول کر لیا۔ شیخ ابو محمدؒ فرماتے ہیں: سبحان اللہ! جو مسلمان تھا وہ تو کفر پر مرا اور جو کافر تھے وہ مسلمان ہو گئے۔ پتہ چلا کہ ہر مسلمان کو اپنے انجام سے ڈرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ایمان پر موت کی بھیک مانگتے رہنا چاہئے۔ (ایضا)

ایک بڑے عالم کی بری موت کا واقعہ:

حضرت سفیان ثوریؒ حج کے ارادے سے مکۃ المکرمہ کے سفر پر روانہ ہوئے، وہ سواری پر پوری رات روتے رہے، تو ایک شیبان نامی ساتھی نے پوچھا: ابوسفیان! آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ اگر آپ گناہوں کی وجہ سے رو رہے ہیں تو گناہ کا کام ہی نہ کریں، تو سفیان ثوریؒ نے جواب دیا کہ جہاں تک گناہوں کی بات ہے تو میرے دل میں نہ تو چھوٹے گناہوں کا خیال ہے اور نہ ہی بڑے گناہوں کا، اور اے شیبان! میرا رونا گناہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ عاقبت (موت کے وقت کے آخری انجام) کا مجھے ڈر ہے کیونکہ میں نے ایک بڑے شیخ اور بزرگ کو دیکھا جن سے ہم نے علم بھی حاصل کیا اور لوگ ان سے برکتیں حاصل کرتے تھے اور ان کے وسیلے سے بارش طلب کرتے تھے لیکن

جب ان کا انتقال ہوا تو شرک وکفر کی حالت میں مرے اوران کا چہرہ قبلہ سے پھر گیا تھا، میں ایسی بری موت سے ڈرتا ہوں (اوراس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں)۔ (حوالۂ بالا۔ارشادالعبادالی سبیل الرشادللملیباری، خاتمۃفی الخوف)

ایک دین دار گھرانہ کی دین دار عورت کا واقعہ:

حالات حاضرہ پر گہری نگاہ رکھنے والے اوران پر بے لاگ تبصرہ کرنے والے مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

''گذشتہ سال نومبر میں پورے ملک میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کی طرف سے ملک گیر سطح پر طلاق اورآئینی قوانین کے حق میں دستخطی مہم چلائی گئی، اس کے الحمد للہ دیرپا اور مثبت نتائج سامنے آئے.....اس مہم نے ہمارے مسلم معاشرہ میں دینی بیداری میں اہم رول ادا کیا اور سائرہ بانو کے طلاق کے خلاف پچاس ہزار مسلم خواتین کے دستخطوں کے دعوے کے مقابلے میں چار کروڑ سے زائد حقیقی دستخطی دستاویزات بورڈ کے دہلی آفس میں جمع ہوئے ،لیکن دوسری طرف اس مہم کے دوران مسلم معاشرہ کے بعض منفی پہلو بھی سامنے آئے ،مثلاً اندازہ ہوا کہ پچاس نہ سہی دو چار ہزار مسلم خواتین اب بھی ہمارے درمیان ایسی موجود ہیں جن کے دلوں میں اسلام کے ان فطری اور عقلی قوانین کے متعلق شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں۔ ہمارے محترم دوست مولانا شبیر صاحب ندوی بنگلور نے انھیں دنوں یہ ہوش ربا خبر سنائی کہ دعوتی میدان میں نمایاں خدمت انجام دینے والے ایک صاحب کی اہلیہ حسن اتفاق سے جو تعلیم یافتہ اور دعوتی کاموں میں ان کی دست راست بھی ہے، اس نے بورڈ کی طرف سے پیش کئے گئے دستخطی کاغذات پر

دستخط کرنے سے یہ کہہ کر صاف انکار کردیا کہ مجھے اسلام میں مردوں کو دیئے گئے طلاق کے حق کے متعلق اطمینان نہیں اور میرا دل اس سلسلہ میں مطمئن نہیں۔"

(WWW.Bhatkallys.com بعنوان: نئی نسل میں ارتداد کا طوفان)

ایک اور دین دار گھرانہ کی خاتون کا واقعہ:

مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی دامت برکاتہم اسی مضمون میں آگے تحریر فرماتے ہیں:

"دو سال پہلے کی بات ہے، جامعہ میں ہمارے استاذ محترم مولانا ناصر صاحب اکرمی نے مجھے ایک مسلم تعلیم یافتہ خاتون کا جس کا دیندار گھرانہ سے تعلق ہے ایک ایسا مضمون دکھایا جس میں اس نے صاف لکھا تھا کہ خواتین کو بلوغ کے بعد بھی پردہ کے سلسلہ میں جبر واکراہ سے کام نہیں لینا چاہیے، یہ ایک فطری آزادی میں دخل دینے کے مترادف ہے اور کچھ ہی دنوں کے بعد ایک اخباری بیان بھی جاری کیا کہ مردوں کے لئے طلاق کے حق کے سلسلہ میں علماء کو دوبارہ غور کرنا چاہئے"۔ (ایضا)

چند طلباء اور ایک مفتی صاحب ارتداد کا شکار:

ملت ٹائمز کی یہ خبر بھی ذرا ہمت کر کے جگر کو تھام کر پڑھ لیں:

"نوجوان مبلغ اسلام ڈاکٹر مفتی یاسر ندیم الواجدی گذشتہ شب یہاں محمود ہال میں ابنائے مدارس اسلامیہ دیوبند اور دیوبند اسلامک اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ پروگرام میں خطاب کررہے تھے، انھوں نے کہا کہ امریکہ کے جس شہر سے میرا تعلق ہے وہاں مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے، اور علمی اعتبار سے سب سے مقبول شہر ہے، باوجود اس کے ہمارے شہر میں ہماری

معلومات کے مطابق ۱۷/طلباء ارتداد کا شکار ہوئے، یہی نہیں بلکہ ایک مفتی صاحب بھی ارتداد کا شکار ہو گئے۔(ملت ٹائمز، اردو، انگلش، ہندی، نیوز پورٹل)

عرب کے لوگ بھی ارتداد کا شکار ہوں گے

فتنۂ ارتداد اتنا زیادہ تیز رفتار اور اس کا دائرہ اتنا زیادہ وسیع ہوگا کہ وہ جزیرۃ العرب کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا، اور وہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ ارتداد کا شکار ہوں گے، انفرادی طور بھی ہوں گے، قبیلوں اور جماعتوں کی شکل میں بھی، بددین اور فاسق وفاجر کہلائے جانے والے بھی ہوں گے اور ظاہری دینداری رکھنے والے بھی۔ بہت ساری احادیث اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں گذشتہ زمانوں میں بھی بکثرت ارتداد پایا گیا ہے اور آئندہ بھی یہ فتنہ عرب میں پایا جاتا رہے گا اور قرب قیامت میں سب سے زیادہ ارتداد واقع ہوگا۔ چند دلیلیں پیش کی جاتی ہیں جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں بھی ارتداد عام ہوگا:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں بہت سے لوگ انفرادی طور پر اور بہت سے لوگ اجتماعی طور پر مرتد ہو گئے تھے، خاص طور پر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے کیا تھا، اور یمامہ والوں نے اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے مسیلمہ کذاب کی تصدیق کی، اس طرح وہ لوگ ارتداد کا شکار ہو گئے، اور اسود عنسی کی تصدیق صنعاء کے اور کچھ دوسرے لوگوں نے کر کے اپنے آپ کو مرتد ہونے والوں میں شامل کر لیا تھا۔(فتح الباری لابن حجر، کتاب استتابۃ المرتدین، باب قتل من ابی قبول الفرائض، ج ۲۲، ص ۱۹۷)

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے عرب میں ارتداد واقع ہوسکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد واقع نہ ہو، یقیناً عربوں میں بھی ارتداد واقع ہوگا بلکہ بدرجۂ اولیٰ واقع ہوگا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو عرب کے اندر بڑی تعداد میں مختلف شکلوں میں لوگوں کا مرتد ہونا مشہور ومعروف ہے اور مستند کتابوں میں ان کی تفصیلات موجود ہیں، جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "لما توفی رسول الله ﷺ ارتد عامة العرب" جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عرب میں ارتداد کی عام وبا پھیل گئی تھی۔ (ایضا)

(۲) مکہ معظمہ اور مدینۃ منورہ زادھما اللہ شرفا و کرامۃ سے زیادہ مقدس اور بابرکت جگہ دنیا میں اور کہاں ہوسکتی ہے؟ ان دونوں جگہوں پر دجال تو نہیں پہنچ سکے گا لیکن بڑی تعداد میں وہاں بھی کافر ومنافق موجود ہوں گے اور دجال کی ایک آواز پر وہ مدینہ منورہ سے نکل کر دجال کے لشکر میں شامل ہوجائیں گے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب قِصَّةِ الْجَسَّاسَةِ، ح:۲۹۴۲۔ مسند احمد۔ سنن ابن ماجة، کتاب الفتن) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں ہے

جہاں دجال نہ پہنچ سکے، ان (مکہ اور مدینہ) کے ہر راستہ پر فرشتے لائن لگا کر ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے، اس لئے وہ (مدینہ کے قریب مقامِ) سبخہ پر ٹھہرے گا تو تین مرتبہ مدینہ منورہ میں جھٹکے آئیں گے جن کی وجہ سے جتنے کافر اور منافق مدینہ میں ہوں گے سب کے سب وہاں سے نکل کر دجال کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔

(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے عرب کے بعض قبیلوں کا نام لے کر پیشین گوئی فرمائی کہ فلاں فلاں قبیلے کے لوگ مرتد بنیں گے۔ چنانچہ صحیحین کی ایک حدیث ہے: عن أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ.

(صحیح بخاری، باب تغییر الزمان حتی تعبد الاوثان، ح:۷۱۱۶. صحیح مسلم، کتاب الفتن و أشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی تعبد دوس ذا الْخَلَصَةِ، ح:۲۹۰۶)

(حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلۂ دوس کی عورتیں ذوالخلصہ (بت) کا طواف نہ کرنے لگیں)

فائدہ: ''دوس'' یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اور ذوالخلصہ قبیلۂ دوس کے بت کا نام ہے جس کی زمانۂ جاہلیت میں وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ قبیلۂ دوس کی عورتیں مرتد ہو کر بتوں کی عبادت کرنے لگیں گی۔ (شرح نووی علی مسلم، ج۱۸، ص۴۵)

(۴) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَدَافَعَ مَنَاكِبُ نِسَاءِ بَنِي عَامِرٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ. (مستدرك الحاكم، كتاب الفتن و الملاحم، ج۴، ص۵۵۰، وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم)

عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلۂ بنوعامر کی عورتیں بتوں کا طواف نہ کرنے لگیں گی۔

فائدہ: قبیلۂ بنی عامر عرب کا ایک قبیلہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جولوگ مرتد ہو گئے تھے ان میں قبیلۂ بنی عامر بھی تھا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ)

(۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُنْصَبُ الْأَوْثَانُ وَ أَوَّلُ مَنْ يَّنْصِبُهَا أَهْلُ حَضَرٍ مِنْ تِهَامَةَ. (البدع والنھی عنھا لابن وضاح القرطبی، ح:۲۴۹ص:۱۶۸، الفردوس بماثور الخطاب۔ الدیلمی)

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ (گھروں میں) مورتیاں نہ رکھی جائیں اور سب سے پہلے تہامہ کے لوگ مورتیاں نصب کریں گے۔

فائدہ: ''تِهَامَة'' مکۃ المکرمہ کے آس پاس کے نشیبی علاقہ کو کہتے ہیں اور خود مکۃ المکرمہ بھی تہامہ میں داخل ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح، ج۴،ص۲۲۲)

(۶) عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ، أَنَّهُ تَكُونُ رِدَّةٌ شَدِيدَةٌ حَتّٰى يَرْجِعَ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ يَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ بِذِي الْخَلَصَةِ. (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفتن، باب ماذکر فی عثمان وغیرہ من الفتن، ح:۳۸۷۴۸)

محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ سخت قسم کا ارتداد واقع ہوگا یہاں تک کہ عرب کے بہت سارے لوگ پھر سے ذوالخلصہ کے بتوں کی عبادت کرنے لگیں گے۔

(۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَذْهَبُ

اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدُ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، ح:۳۰۱۸)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات اور دن (کا سلسلہ) ختم نہیں ہوگا جب تک کہ لات اور عزیٰ کی عبادت نہ کی جانے لگے۔

فائدہ: لات اور عزّیٰ عرب کے بتوں کے نام ہیں جن کی زمانۂ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی۔ (عمدۃ القاری، تفسیر، باب أفرأیتم اللات والعزی)

جزیرۃ العرب میں ارتداد کے وقوع پر اشکال:

حدیث کی کئی کتابوں میں مختلف الفاظ سے ایک حدیث مروی ہے، مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ. (صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان بين المصلين، ح:۲۹۱۵)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں گے۔ طبرانی وغیرہ میں ''أَنْ تُعْبَدَ الْأَصْنَامُ'' کے لفظ سے مروی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان جزیرۃ العرب میں بت پرستی سے مایوس ہو چکا ہے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کو شبہ اور مغالطہ ہوگیا، وہ اس حدیث کا مطلب یہ سمجھ رہے ہیں کہ جزیرۃ العرب میں بت پرستی اور ارتداد کبھی واقع نہ ہوگا، حالانکہ یہ اس حدیث کی مراد بالکل نہیں ہے، یہ ان لوگوں کی بڑی غلط فہمی ہے۔

جواب: اتنی بات تو یقینی اور پکی ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب بالکل

نہیں ہوسکتا کہ جزیرۃ العرب میں ارتداد اور بت پرستی ہرگز واقع نہ ہوگی، کیونکہ یہ مطلب ان تمام احادیث کے بالکل خلاف ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں اور ارتداد و بت پرستی کے ان واقعات کے بھی بالکل خلاف ہے جو اب تک عربوں میں بکثرت رونما ہو چکے ہیں، اگر اس حدیث کا یہی مطلب ہوتا تو جزیرۃ العرب میں ارتداد کے واقعات بالکل پیش نہ آتے۔

اس حدیث کا صاف ستھرا مطلب یہ ہے کہ اس میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ شیطان جزیرۃ العرب میں بت پرستی سے مایوس ہوگیا، اس میں مایوسی کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے، اُس وقت اسلام کی ترقی اور فوج درفوج اسلام میں لوگوں کے داخل ہونے کا منظر دیکھ کر شیطان کو خیال ہوگیا تھا کہ اب شاید یہاں بت پرستی نہیں ہوسکتی، لیکن آئندہ کیسے حالات پیش آئیں گے اس کا علم شیطان کو نہیں، وہ کوئی عالم الغیب تو ہے نہیں، اس کا خیال غلط بھی ہوسکتا ہے، جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ ارتداد و بت پرستی واقع ہوگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے سامنے شیطان مردود کے خیال کی کیا حیثیت ہے۔

اس حدیث کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطان کی مایوسی کا تعلق سارے لوگوں سے ہو، یعنی شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب کے سارے ہی لوگ بت پرستی کا شکار ہوجائیں، اور جزیرۃ العرب مسلمانوں سے بالکل خالی ہوجائے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ جزیرۃ العرب کے اندر ہمیشہ کچھ لوگ یقینی طور پر سچے پکے مسلمان رہیں گے، البتہ بہت سے لوگ ارتداد اور بت پرستی کا بھی شکار ہوں گے۔ (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)

تیسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عربی قاعدے کے اعتبار سے اَلْمُصَلُّوْنَ پر

الف لام عہد خارجی ہو، اور اس سے مراد صرف کامل ایمان والے ہوں کیونکہ حقیقی نماز کاملین ہی کی ہوتی ہے ۔اس اعتبار سے مطلب یہ ہوا کہ جزیرۃ العرب میں جو کامل ایمان والے ہیں ان کے بت پرستی کا شکار ہونے سے شیطان مایوس ہو چکا ہے، البتہ جو ناقص وادھورے ایمان والے ہیں ان سے شیطان مایوس نہیں ہوا ہے، وہ بت پرستی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

عرب میں بت پرستی کی ایک تازہ ترین مثال:

مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی مدظلہ لکھتے ہیں:

"جس پاک زمین پر کل تک شرک گوارا نہیں تھا، آج نہ صرف اسی مقدس زمین پر آزادی سے شرک وکفر کی اجازت ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر خود ہمارے عرب بھائیوں میں جو اس روئے زمین پر توحید کے علم بردار اور اپنی ہزاروں کمیوں اور کمزوریوں کے باوجود کل تک اپنی اسی ایمانی امتیازی شان کے لئے شہرت رکھتے تھے کھلم کھلا ان میں بھی شرک سرایت ہوتا نظر آرہا ہے، ابھی کچھ دن پہلے ایک عرب ملک میں واقع ایک مندر میں علی الاعلان ہمارے عرب بھائیوں کو عربی لباس میں سر پر رومال کے ساتھ بت پرستی اور اس کے متعلق شرکیہ کاموں کو کرتے ہوئے دیکھا گیا اور پوری دنیا میں یہ ویڈیو وائرل ہوا"۔ (اخبار فکر وخبر بھٹکل)

ارتداد کا طوفان اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی:

اوپر ذکر کردہ احادیث وروایات کی روشنی میں صاف معلوم ہوگیا کہ اس وقت کا سب سے بڑا فتنہ یہ نہیں ہے کہ ہم اور ہماری اولاد دنیا میں خوشحال زندگی کیسے گذارے گی؟ کہاں رہے گی؟ کہاں سے کمائے گی؟ کہاں سے کھائے گی؟ بیشک یہ بھی بڑے اہم مسائل ہیں اور ان کی فکر وتدبیر کرنا اور ان کے

اسباب کا انتظام کرنا کوئی بری بات نہیں ہے، لیکن یہ سب مسائل دوسرے نمبر پر ہیں، سب سے پہلا مسئلہ ہے ہمارے اور ہماری اولاد کے دین وایمان کی سلامتی وحفاظت کا مسئلہ کہ عقائد واعمال واقوال ہر اعتبار سے ہم اور ہماری نسلیں مسلمان رہیں اس کا اطمینان حاصل کرنا ہر مسلمان کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی ضرورت وذمہ داری ہے۔

مذکورہ احادیث میں اللہ کے آخری رسول ﷺ نے جس ارتداد کی خبر پہلے سے ہمیں دے دی تھی اور جن خطرات واندیشوں کو ظاہر فرما دیا تھا وہ آج زمینی حقائق بن چکے ہیں، قدم قدم پر دین وایمان کو ہزاروں خطرات ہیں، ہر جگہ ایمان کے لٹیرے اور ڈاکو مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے گھات میں بیٹھے ہیں، اور پوری دنیا میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کا جال بچھائے ہوئے ہیں، ہر طرف سے آوازیں آرہی ہیں کہ فلاں جگہ اتنے لوگ مرتد ہوگئے، فلاں خاندان پورا کا پورا مرتد ہوگیا، فلاں اسٹیٹ کی اتنی مسلم لڑکیوں نے ہندو مذہب قبول کر کے ہندو لڑکے سے شادی کرلی، اور فلاں گاؤں کے لوگوں نے علی الاعلان ہندو مذہب قبول کر کے اسلام کو خیر باد کہہ دیا۔ ان خبروں کو سن کر ہمارے ہوش اُڑ جانے چاہیئے تھے، رونگٹے کھڑے ہوجانے چاہیئے تھے، بدن پر لرزہ اور کپکپی طاری ہوجانی چاہیئے تھی، راتوں کی نیندیں اڑ جاتیں اور کھانا اور پینا اچھا نہیں لگنا چاہیئے تھا، ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لئے بھی ارتداد نا قابلِ برداشت ہونا چاہیئے تھا، اور ارتداد کے جتنے راستے اور اسباب ہوسکتے ہیں ان سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کلومیٹر دور بھاگنا چاہیئے تھا، اپنے اور اپنی اولاد کے دین وایمان کو بچانے کے لئے اپنی جان کی بازی

بھی لگانی پڑجاتی تو ہرگز گریز نہیں کرنا چاہیے تھا۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں — اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

لیکن افسوس صد افسوس کہ ایسے خطرناک اور سخت حالات میں بھی مسلمان اپنے دین و ایمان سے بالکل غافل اور لاپرواہ ہیں، کہیں کوئی ہلچل اور بے چینی نظر نہیں آتی، ہمارا حال بعینہٖ وہی ہو گیا جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے: كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (یعنی ہر جماعت اپنی موجودہ حالت پر خوش اور مطمئن ہے) کیا ہر جماعت اپنی حالت پر مطمئن نہیں ہے؟ کیا عوام کیا خواص، کیا مرد کیا عورتیں، کیا جوان کیا بوڑھے، کیا مالدار کیا غریب اور کیا علماء، حفاظ و قراء، کیا سب اپنی حالت پر مطمئن نہیں ہیں؟ الا ماشاء اللہ، اگر کوئی چند ظاہری عبادتیں ادا کرلیتا ہے وہ اس کو کافی سمجھ کر اپنی حالت پر مطمئن بیٹھا ہے، جو ایک وقت کی بھی نماز نہیں پڑھتا وہ بھی اپنی حالت پر مطمئن بیٹھا ہے، اور یہی اطمینان دین و ایمان کے لئے خطرے کا الارم ہے۔

ارتداد کے بارے میں ملی تنظیمیں و جماعتیں بھی غفلت کا شکار:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

”افسوس کہ نہ صرف عالمی سطح پر بلکہ ملکی سطح پر بھی ہماری امت اور خود اس کی دینی قیادت کی اکثریت بھی اس المیہ کی نزاکت کو سمجھ کر اس پر توجہ دینے سے غفلت برت رہی ہے اور اس کے نتیجے تیزی سے ہمارے سامنے آرہے ہیں اور ہر دن نئی نسل کے اسلام پر اعتماد کی کمی کے ہوش ربا واقعات ہمارے سامنے آرہے ہیں، ملت کے تعلیمی، سماجی، اصلاحی اور دیگر مسائل پر مشرق سے مغرب تک بیٹھکیں ہو رہی ہیں، مشورے اور سمینار منعقد ہو رہے ہیں، لیکن اس اہم ترین اور نازک ترین

المیہ پر فکر مندی کے ساتھ عالمی یا ملکی سطح پر کوئی سنجیدہ بیٹھک نہ ہونے کے برابر ہے، مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ کچھ دنوں تک امت کے تمام مسائل کو ایک کنارے رکھ دیا جائے اور صرف اس مسئلہ پر پوری امت سر جوڑ کر بیٹھے تب بھی فوری اس کا حل آسان نہیں ہے۔" (www.bhatkallys.com بعنوان نئی نسل میں ارتداد کا طوفان)

فتنۂ ارتداد کی وسعت اور عالمی پیمانے پر اس سے غفلت:

ایک دوسری جگہ مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی مدظلہ امت مسلمہ پر طاری موجودہ غفلت و بے حسی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس وقت امت کا پورا بدن زخموں سے چور چور ہے، مسائل کا انبار ہے، ہر دن ایک نیا قضیہ سر اٹھا رہا ہے......اس میں فکری ارتداد والحاد کے بڑھتے سیلاب کا مسئلہ خود اتنا اہم تھا کہ تمام تحریکات و تنظیمات اور ادارے اپنے تمام رفاہی، علمی و تحقیقی اور اصلاحی کاموں کو کچھ دنوں کے لئے موقوف کر دیتے اور سب مل کر صرف اسی ایک اہم ترین مسئلہ پر اپنی پوری توجہ مرکوز کرتے تب بھی کوئی بڑی بات نہیں تھی، ہنگامی حالات میں جس طرح جنگی پیمانہ پر کام کیا جاتا ہے اس المیہ کی روک تھام کے لئے بھی اسی طرح کام کیا جانا چاہئے تھا، لیکن افسوس کہ تاریخ کے اس نازک موڑ پر ملت کو درپیش اس اہم چیلنج کا مقابلہ تو دور کی بات اس کو کوئی مسئلہ بھی نہیں سمجھا جا رہا ہے، نہ عالمِ اسلام میں اس سلگتے موضوع پر کسی سمینار کی خبر ہے اور نہ ہی اس کے تدارک کے لئے کسی اہم میٹنگ و پیش رفت کی اطلاع، البتہ کہیں کہیں محدود پیمانے پر کچھ فکریں ہو رہی ہیں اور چند مضامین، مجلّات و رسائل میں نظر سے ضرور گذر رہے ہیں اور اس کے ازالے

کے لئے ٹھوس عملی تجاویز بھی پیش کی جارہی ہیں، لیکن مسئلہ کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے یہ بہت کم درجہ کی کوششیں اور جدوجہد ہے۔'' (اخبار فکر و خبر بھٹکل)

ذہنی ارتداد

ابتدائی صفحات میں گذر چکا ہے کہ ارتداد کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم یہ ہے کہ کوئی مسلمان کھلم کھلا اعلانیہ طور پر اسلام سے نکل جائے، دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو مسلمان تو کہے لیکن کوئی ایسا کام کرے یا کوئی ایسی بات کہے یا کوئی ایسا عقیدہ اختیار کرے جو سچ مچ کافر بنا دینے والا ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کافر بنا دینے والے عقیدے کی خرابی کو'' ذہنی ارتداد'' یا'' فکری ارتداد'' یا'' ذہنی وفکری الحاد'' وغیرہ بھی کہتے ہیں۔

ذہنی ارتداد کی بنا پر بھی مسلمان کافر و مرتد ہو جاتا ہے:

بہت سارے لوگ ذہنی ارتداد کو معمولی سمجھتے ہیں، ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ ذہنی ارتداد کوئی بہت زیادہ بری چیز نہیں ہے، یاد رکھنا چاہئے کہ ذہنی ارتداد بھی حقیقی ارتداد کی ایک قسم اور ایک شکل ہے، جس طرح کھلم کھلا اسلام سے نکل جانے سے آدمی مرتد و کافر ہو جاتا ہے اسی طرح ذہنی ارتداد سے بھی مرتد ہو جاتا ہے، اگرچہ عالم یا مفتی صاحب کے لئے ضروری ہے کہ جب تک کسی مسلمان سے واقعۃً مرتد بنا دینے والا کوئی عمل یا کوئی قول یا کوئی عقیدہ ظاہر نہ ہو اس وقت تک اس پر مرتد اور کافر ہونے کا حکم اور فتویٰ نہیں لگا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ تو انسان کے دل و دماغ کے اندر چھپی ہوئی باتوں اور خیالوں کو بھی جانتے ہیں، اس لئے اگر کوئی واقعۃً ذہنی ارتداد کا شکار ہے تو

اللہ کے یہاں وہ کافر اور مرتد ہے چاہے ساری دنیا کے سارے لوگ اس کو مسلمان کیوں نہ سمجھیں۔

ذہنی ارتداد کے شکار لوگوں کی ایک بے فائدہ چالاکی:

ذہنی ارتداد کے شکار لوگ عموماً اپنے خیالات وعقائد کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بہت چالاک تصور کرتے ہیں، وہ ڈرتے ہیں کہ اگر کسی مفتی یا مولانا صاحب کو میرے خیالات وعقائد کا پتہ چل جائے گا تو وہ مجھے کافر اور مرتد بنا دے گا۔ ایسے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ مفتی صاحب یا مولانا صاحب کسی کو کافر بناتے نہیں ہیں بلکہ کافر بتاتے ہیں، کسی مسلمان کو کافر بنانا کسی عالم یا مفتی کے بس کی بات نہیں ہے، اگر کوئی اپنے اختیار سے کافر اور مرتد بن چکا ہوتا ہے تو وہ بتا دیتے ہیں کہ تم اسلام سے خارج ہو چکے ہو، اور یہ ان علماء اور مفتیان کرام کا احسان ہے تا کہ کلمہ پڑھ کر وہ دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کی کوشش کرے، اگر کوئی اسلام سے خارج نہ ہوا ہو تو ساری دنیا کے علماء اور مفتیان کرام مل کر بھی اس کو کافر نہیں بنا سکتے۔

(ماخوذ از: الاعتدال فی مراتب الرجال، ص:۱۶۰)

ذہنی ارتداد کا سیلاب بلاخیز:

ارتداد کے اسباب کی کثرت اور لوگوں کی غفلت کی بنا پر ذہنی وفکری ارتداد والحاد اس وقت امت مسلمہ میں پچھلے زمانوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ پایا جا رہا ہے، اس کا اندازہ ذیل کی ان رپورٹوں سے لگایا جا سکتا ہے، مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

"(پچھلے دس سالوں میں عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں) فکری ارتداد

والحاد کے جو واقعات مسلم معاشرہ میں پیش آئے ہیں وہ پچھلے پچاس سالوں میں پیش نہیں آئے ہیں۔اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ۲۰۰۵ء تک اسلام کے عائلی قوانین کے خلاف عدالتوں میں رپورٹ داخل کرنے والے اکثر غیر مسلم ہوا کرتے تھے، اوراس میں اکّا دکّا ہی کوئی مسلمان ہوتا تھا،لیکن اب حال یہ ہے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ اور جمعیت علماء ہند کروڑوں کے صرفہ سے جن عائلی قوانین کے سلسلہ میں عدالتوں میں مقدمات کا سامنا کررہے ہیں وہ اکثر ہمارے مسلمان بھائی بہنوں کی طرف سے داخل کردہ ہیں۔اسی طرح اسلام پر اعتراضات کرنے والے ٹی وی چینلوں کے ڈیبیٹ میں اس وقت غیر مسلموں سے زیادہ ہمیں خود عصری تعلیم یافتہ مسلم مرد وخواتین نظر آرہے ہیں ۔''

(WWW.Bhatkallis.com بعنوان پاسباں مل جائیں گے کعبہ کو اسی صنم خانے سے)

ایک دوسری جگہ مولانا محمد الیاس صاحب بھٹکلی مدظلہ لکھتے ہیں:

''پہلے آدمی یا تو مسلمان رہتا تھا یا علی الاعلان اسلام سے نکل جاتا تھا لیکن آج مشنری اسکولوں کی نحوست سے ایک نیا طبقہ مسلم دنیا میں پیدا ہوگیا ہے وہ بظاہر پکا مسلمان اور نماز روزے کا پابند ہے لیکن ذہنی وفکری طور پر وہ اسلام سے خارج ہوچکا ہے، اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات پر غیر مسلموں کی طرح اعتراض ہے، اسلام کا قانونِ طلاق اس کی سمجھ میں نہیں آتا، قرآن میں بتائے گئے تقسیم میراث کے سلسلہ میں وہ اعتراض کرنے میں ہندوؤں کے ساتھ شریک ہے، یکساں سول کوڈ اور اسلامی قوانین سے دست برداری کی آواز سب سے پہلے خود اسکی طرف سے آرہی ہے، اسلامی حدود یعنی زنا وچوری وغیرہ کیلئے رجم اور ہاتھ کاٹنے کی سزا کو وہ وحشیانہ وغیر انسانی عمل قرار

دے رہا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا کوئی بھی مسلمان ان اسلامی قوانین پر اعتراض کر کے مسلمان باقی رہ سکتا ہے؟ اسلام اتنا نازک ہے کہ صرف ایک قرآنی آیت کے انکار سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے چہ جائے کہ وہ اسلام کی بنیادوں پر شک کرے اور ایمان پر باقی رہے''۔

(ماہنامہ الحق جون 2012ء مضمون مولانا محمد الیاس بھٹکلی)

ذہنی ارتداد کے چند واقعات:

مشنری اسکولوں کے چند مسلم طلباء وطالبات کے فکری وذہنی ارتداد کے چند دل دہلا دینے والے واقعات ملاحظہ کیجئے:

(۱) ''اسی ملک کے ایک مسلم طالب علم سے جس کی ابتدائی تعلیم کانوینٹ میں ہوئی تھی سرکاری نوکری کے لئے انٹرویو کے دوران جب ممتحن نے سوال کیا کہ اسلام میں مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے لیکن عورت اس حق سے محروم ہے، مرد کو ایک ساتھ چار بیویاں رکھنے کی اسلام میں اجازت ہے جب کہ عورت کے لئے اس طرح کی کوئی گنجائش نہیں، اس سلسلہ میں بحیثیت مسلمان آپ کا کیا خیال ہے؟ تو اس مسلم نوجوان نے بجائے اس کے کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دیتا کہنے لگا کہ مجھے خود ان اسلامی قوانین پر اعتراض ہے، عورتوں کے سلسلہ میں یہ اسلام کی ناانصافی خود میری سمجھ سے بھی باہر ہے، میرے خیال میں ان اسلامی قوانین میں تبدیلی کر کے عورت کو بھی مرد کی طرح بیک وقت چار شادیاں کرنے کی اجازت دینی چاہئے تاکہ دونوں کے درمیان مساوات قائم رہے''۔

(۲) ''ایک مسلم طالب علم نے جب مشنری اسکول میں اپنے استاد سے

یہ سنا کہ روزہ انسان کے لئے غیر فطری اور غیر ضروری عمل ہے، طبی نقطہ نظر سے چار پانچ گھنٹے تک مسلسل کچھ نہ کھانے پینے سے ایسی کمزوری ہوتی ہے جس کا اثر بڑھاپے میں ظاہر ہوتا ہے، جب یہ طالب علم اپنے گھر آیا تو اس نے اپنے ناخواندہ لیکن دیندار والد سے جنھوں نے اعلیٰ و معیاری تعلیم کے شوق میں اپنے اس لخت جگر کو کانوینٹ میں داخل کرایا تھا پوچھا کہ کیا روزے سے واقعی جسم میں کمزوری ہوتی ہے اور یہ غیر ضروری عمل ہے؟ تو وہ بے چارہ اسکے علاوہ کچھ جواب بچے کو نہیں دے سکا کہ یہ ہمارے خدا کا حکم ہے، لیکن اس کا لڑکا روزہ کے فوائد کو عقلی طور پر بھی ثابت کرنے کے لئے اصرار کر رہا تھا، کہنے لگا کہ کل سے میں بھی بلا وجہ روزہ رکھ کر اپنے کو نہیں تھکاؤں گا، جب تک آپ مجھے یہ نہ سمجھا دیں کہ اس سے کوئی فائدہ بھی ہے، اسی دوران دو تین دن میں اس سے پہلے کہ اسکا باپ اسکو کسی کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتا اسی طرح روزے کے انکار پر اس کا انتقال ہوا اور وہ خارج عن الاسلام ہو کر مرا''۔

(۳) ''ایک کانوینٹ میں ایک بچے کا قلم اسکے بستہ سے اس کی معلمہ نے چپکے سے نکال کر رکھ دیا، جب بچے نے اپنے قلم کے گم ہونے کی شکایت کی تو اس سے کہا گیا کہ تم اپنے اللہ سے اپنا قلم واپس مانگو، اس نے اونچی آواز سے اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ! میرا قلم واپس کردے، بار بار مانگنے پر بھی جب اسکو اسکا قلم نہیں ملا تو وہ رونے لگا، تو اس کی معلمہ نے کہا کہ اب ہمارے خدا عیسیٰ مسیح سے ایک دفعہ مانگ کر دیکھو، منصوبہ کے مطابق اس جگہ چھت پر نظر نہ آنے والا ایک چھوٹا سا سوراخ کیا گیا تھا جیسے ہی اس لڑکے کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ اے عیسیٰ مسیح میرا قلم واپس دو، تو وہاں سے اسکو گرا دیا گیا۔ اب لڑکے کے دل

میں یہ بات بیٹھ گئی کہ نعوذ باللہ ہمارے خدا سے مانگنے پر تو قلم واپس نہیں ملا، عیسیٰ مسیح نے ہماری بات سن لی، گھر پہنچا تو اس لڑکے نے اس واقعہ کو اپنی والدہ سے بیان کر کے اصرار کیا کہ وہ آج سے ہر چیز عیسیٰ مسیح سے مانگے گا، اس کی ماں نے اسکو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے تجربے کی روشنی میں کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اسی روز وہ کسی کام سے بازار گیا ہوا تھا کہ گاڑی کے ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گیا، اب بتائیے کہ خدا کے بجائے عیسیٰ مسیح کو رب ماننے پر اسکا خاتمہ ہوا تو وہ مسلمان ہو کر مرا یا کافر ہو کر اور اسکا سہرا کس کے سر گیا، ظاہر بات ہے کہ اسکے لئے اسکے والدین ہی ذمہ دار تھے''۔

(ماہنامہ الحق جون 2012ء مضمون مولانا محمد الیاس بھٹکلی)

مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

''ابھی چند روز قبل مخدوم گرامی امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے بنگلور کے ایک صاحب کا واقعہ سنایا کہ ان کا بچہ مشن اسکول میں پڑھتا تھا، ایک دن بچہ کے سامنے کسی بات پر منہ سے یہ کلمہ نکل گیا ''سب کچھ کرنے والا ایک اللہ ہے'' تو یہ سن کر بچہ برجستہ بولا ''نو! گارڈ اِس تھری'' (نہیں، خدا تو تین ہیں ایک نہیں) ظاہر ہے کہ مسلم گھرانے میں پیدا ہونے والے بچے کو ابتدا ہی سے جب یہ باور کرایا جائے گا کہ خدا تین ہیں تو بڑے ہو کر کیسے ان کا ایمان سلامت رہے گا؟''

(ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، صفر المظفر ۱۴۱۸ھ ص ۳۳)

ارتداد کے چند بنیادی اسباب

یہ جو امت مسلمہ کے اندر اتنی کثرت سے ارتداد پھیلے گا اس کے بہت سارے اسباب بھی ہوں گے جو پچھلے زمانوں میں بھی تھے لیکن اتنے زیادہ نہیں تھے جتنا کہ آج کے زمانے میں ہیں اور آئندہ اور بھی زیادہ ہوں گے۔ چند اسباب کو یہاں بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، ہر ایمان والے کے لئے ان کو معلوم کرنا ضروری ہے، ورنہ کسی بھی سبب کا شکار ہوکر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو سکتا ہے۔

پہلا سبب:
مسلمانوں کو مرتد بنانے کی بھیانک عالمی سازش:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

چونکہ روئے زمین پر مذہبِ اسلام ہی ایک سچا اور برحق مذہب ہے، جس کو انسانوں کے پیدا کرنے والے رب نے عطا فرمایا ہے، دنیا کے بقیہ تمام مذاہب یا تو انسانوں کے اپنے گھڑے ہوئے ہیں یا اگر آسمانی ہیں تو وہ اپنی اصلی شکل وصورت کو مکمل طور پر کھو چکے ہیں، اور مشہور ہے کہ ''اَلْحَقُّ مُرٌّ'' سچ کڑوا ہوتا ہے، مذہبِ اسلام کی حقانیت وصداقت اور روز بروز اس کی ترقی کو باطل پرست طاقتیں کب برداشت کرسکتی تھیں؟ چنانچہ بجائے اس کے کہ وہ خود راہِ راست پر آتے انھوں نے مذہبِ اسلام کو ہی بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، مسلمانوں کو صحیح اور برحق راستے سے ہٹانے اور دائرۂ اسلام سے

خارج کرنے کے لئے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کردئے، کبھی اسلام کی تعلیمات پر اشکالات واعتراضات کی بارش کرکے مسلمانوں کے ذہنوں میں مذہب کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کئے گئے، کبھی ان کے سامنے حسیناؤں کو پیش کرکے ان کی خواہشات کو ابھار کران کولبھایا گیا، کبھی اسکولوں کے نصاب میں ایسے مضامین کوگھسا کرکے کہ جن کو پڑھ کرمسلم بچے خود ہی ارتداد کے دلدل میں پھنس جائیں، کبھی خود ہی اپنے آپ کومسلمان ظاہر کرکے بعد میں انکار کردیا تاکہ دوسرے لوگ یہ سمجھیں کہ اسلام سچا دین نہیں ہے ورنہ یہ مسلمان ہوکر کافر کیوں ہوتے؟ ان کے علاوہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مسلمانوں کومرتد بنانے کی کیسی کیسی پالیسی اختیار کی جارہی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کومرتد بنانے کے لئے کی جانے والی کوششوں کے کچھ نمونے اور چند واقعات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ ہمیں عبرت حاصل ہواور اپنے اور اپنی اولاد کوان سازشوں کا شکار ہونے سے بچاسکیں۔

ہندوشدت پسند تنظیموں کی سازشیں

سب سے پہلے اپنے ملک ہندوستان سے شروع کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اندرونِ ملک بعض ہندوشدت پسند تنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کومرتد بنانے کی کیسی کیسی گھناونی سازشیں رچی جارہی ہیں، ہندوستانی مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ زنی کی یہ سازشین کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ قدیم زمانے سے ان کی یہ خواہش اورکوشش چلی آرہی ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کوکسی طرح ہندومذہب قبول کرنے پر مجبور کردیا جائے، اوراس سلسلہ میں ان کوکافی حدتک

کامیابی بھی ملی، مختلف علاقوں اور خاندانوں کو وہ کافر بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ان کی شبانہ روز محنتوں اور کوششوں کے نتیجہ میں ہر سال بہت بڑی تعداد میں مسلمان ارتداد کا شکار ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے انگریزوں نے غیر منقسم ہندوستان پر اپنا سیاسی تسلط قائم کر لینے کے بعد یہاں کے ہندوؤں کو یہ سبق پڑھایا کہ ہندوستان کے مسلمان اصل میں ہندو تھے، ان کے آباء واجداد نے اسلام قبول کر کے ہندو مذہب کی تعداد گھٹادی ہے، اور مسلمانوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے، لہٰذا تم لوگ ان مسلمانوں کو واپس اپنے ہندو مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کرو، تاکہ تمہاری تعداد زیادہ سے زیادہ ہو جائے، اور مسلمان کمزور ہو جائیں، چنانچہ انگریزوں کے اکسانے اور ورغلانے پر یہاں کے ہندوؤں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے بہت ساری تنظیمیں بنائیں، جس کی تفصیلات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں، چونکہ یہاں صرف موجودہ حالات کے تناظر میں ارتداد کے سیلاب بلاخیز کو بیان کرنا مقصود ہے، اس لئے اُس زمانے کے حالات کو زیادہ ذکر نہیں کیا جائے گا تاکہ بلاوجہ کتاب کی ضخامت زیادہ نہ ہو، نمونے کے طور پر صرف ۱۹۲۶ء کی ایک رپورٹ پیش کی جاتی ہے جس سے اُس زمانے میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے کی جانے والی کوششوں اور ان کے نتیجے میں ارتداد کا شکار ہونے والوں کی تعداد کا کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے، پھر اس کے بعد انشاء اللہ ماضی قریب اور موجودہ زمانے کی چند رپورٹیں پیش کی جائیں گی تاکہ اس خطرناک صورتحال سے ہمیں آگاہی حاصل ہو سکے اور ہم خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے دین وایمان کا تحفظ کرنے میں لگ سکیں۔

۱۹۲۶ء کی ایک رپورٹ:

"انگلش مین ۲۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا گیا تھا کہ شردھانند نے بیس لاکھ مسلمانوں کو مرتد کیا۔ اپریل ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کے مہاسبھا کے اجلاس میں اعلان کیا گیا تھا کہ مہاسبھا کی کوششوں سے اب تک صوبہ بنگال میں پچاس ہزار مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ (ہمدم ۲۸ مئی ۱۹۲۷ء) (ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، جون ۲۰۱۷ء ص: ۳۲)

مسلمان لڑکیوں کو مرتد بنانے کی خطرناک سازشیں:

موجودہ زمانے میں ہندو شدت پسند تنظیموں نے مختلف انداز سے مسلم طبقہ کو گمراہ کرنے اور ان کو مرتد و کافر بنانے کے لئے دن رات ایک کر رکھا ہے۔ اِس وقت خاص طور پر مسلمان لڑکیاں نشانے پر ہیں، ان کو باقاعدہ منظم طریقہ پر پیار محبت کا جھانسا دے کر مرتد بنایا جا رہا ہے، اس کے لئے "ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور" میں شائع شدہ ایک خبر کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس سے اس سنگین وخطرناک صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

"یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایک منصوبہ بند سازش کے تحت مسلم بچیوں کو پیار محبت کے نام پر ورغلایا جا رہا ہے، ہندو شدت پسند جماعتیں اس کے لئے باضابطہ طور پر لڑکوں کو ٹریننگ دے رہی ہیں۔ ۱۴؍اگست ۲۰۱۸ء کو "راجستھان پتریکا" میں ایک رپورٹ شائع کی گئی ہے جس کا عنوان ہے "مسلم لڑکیوں سے شادی کرنے پر ملیں گے ڈھائی لاکھ روپے اور چھ مہینے تک کھانا فری" رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بھارت ہندو یووا مورچہ، مسلم لڑکیوں سے شادی کرنے والے ہندو نوجوانوں کو نہ صرف یہ کہ انعام واکرام سے نوازے گا بلکہ انھیں تحفظ بھی فراہم کرے گا۔ یہی خبر اسی تاریخ کو "جن ستا" اور دوسرے ہندی اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

چونکہ یہ کام بہت ہی منظم اور منصوبہ بند طریقے سے ہو رہا ہے اس لئے اس کے خاطر خواہ نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔ حالیہ چند دنوں میں کئی ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جن میں کالج، یونیورسٹی میں پڑھنے والی مسلم بچیوں کو پیار محبت کا جھانسا دے کر باضابطہ طور پر ہندو بنایا گیا ہے۔ (ماہنامہ نقوش عالم بنگلور، نومبر ۲۰۱۸)

کئی اخبارات کے اندر یہ خبر بھی چھپ چکی ہے:

''آرایس ایس سے وابستہ'' ہندو جاگرن منچ'' نے بڑے پیانے پر مبینہ لو جہاد کے خلاف مہم چھیڑنے کا فیصلہ کیا ہے، اس کی شروعات اتر پردیش سے کرکے تقریباً ۲۱۰۰/ مسلم لڑکیوں کو ہندو گھرانوں کی بہو بنانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ یہ ہدف ۶ مہینوں میں پورا کرنے کی بات کہی گئی ہے،'' ہندو جاگرن منچ'' اتر پردیش کے صدر اجّو چوہان نے ایک اخبار سے گفتگو کے دوران یہ تفصیلات بتائیں۔

چوہان نے کہا'' لو جہاد کو منہ توڑ جواب دینے کا وقت اب آگیا ہے، اب انہیں انہیں کے انداز میں جواب دیا جائے گا، ہم صوبے کے تمام اضلاع میں تنظیم کے لئے ہدف طے کریں گے۔ صوبے بھر میں ۶ مہینوں کے اندر ۲۱۰۰ مسلم لڑکیوں کو بہو بنا کر ہندو گھروں میں لایا جائے گا، یہ ہدف کوئی زیادہ نہیں ہے لہٰذا اسے آسانی سے پورا کیا جائے گا''۔

اجو چوہان نے مزید کہا:'' ہم سے رجوع تقریباً ۱۵۰ ہندو لڑکے ہیں جن کی دوستی مسلم لڑکیوں سے ہے، وہ شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن خوف کی وجہ سے ایسا نہیں کر پا رہے ہیں، ایسے حالات میں ہم پہلے انہیں کی شادی کرائیں گے اور انہیں پوری طرح حفاظت فراہم کریں گے''۔ اجو چوہان نے مبینہ لو جہاد کو جڑ سے مٹانے کے لئے لوگوں سے اپیل کی ہے، ان کے مطابق'' ہم لوگوں کے گھر گھر جا کر یہ اپیل کریں گے کہ مسلم لڑکیوں کو بہو بنا کر لائیں جو مسلم لڑکی کو بہو بنا کر لائے گا وہ دھرم کے لئے بڑا کام کرے گا''۔ (قومی آواز بیورو، ۲۹ نومبر ۲۰۱۷ (آن لائن اخبار))

ہندو شدت پسند تنظیموں کی یہ چند شیطانی سازشیں نمونے کے طور پر ذکر کی گئی ہیں، اگر ان کے لٹریچروں اور اخبارات کو کھنگالا جائے تو ایسے دسیوں پروگرام مل جائیں گے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ یہ پروگرام صرف بن گئے اور بس، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ ان تمام منصوبوں پر بہت منظم طریقے سے عمل بھی ہو رہا ہے اور اس کا جو نتیجہ ہونا چاہئے وہ حاصل بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان سازشوں کے نتیجے میں ملک کے مختلف علاقوں میں پیش آئے ہوئے ہوش اڑا دینے والے چند دلخراش واقعات ملاحظہ فرمائیں تاکہ حالات کی خطرناکی اور سنگینی کا کچھ اندازہ ہو اور مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔

مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری مسلم پرسنل لاء بورڈ فرماتے ہیں:

''آج مخلوط تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری بچیاں بے حیائی کے راستے پر چل پڑی ہیں اور ارتداد تک پہنچ رہی ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ کتنی تیزی سے بدکاری اور زناکاری کا سیلاب ہمارے معاشرے میں آگیا ہے، پچھلے دنوں دہلی میں علماء اور سرکردہ افراد کی ایک میٹنگ میں یہ بات سامنے آئی کہ دہلی اور اس کے اطراف کے صرف ایک علاقے میں پانچ سو مسلمان لڑکیاں مرتد ہوگئیں، انھوں نے غیر مسلم لڑکوں سے نکاح کیا اور ان کے ساتھ چلی گئیں یعنی انھوں نے اپنے دین وایمان اور اخلاق کو چھوڑ دیا۔ خود ہماری ریاست مہاراشٹر کے پونہ شہر میں پچھلے دو سال کے عرصے میں ساٹھ ستر لڑکیاں مرتد ہوگئی ہیں، ابھی چند روز پہلے خاص اسی مسئلے سے متعلق پونہ کے احباب ملنے کے لئے آئے تو انھوں نے بتایا کہ اگست میں ۱۱/ مسلمان لڑکیوں کی غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی کی درخواستیں دائر ہوئی ہیں اور پچھلے مہینے (ستمبر) میں ۱۲ لڑکیوں نے درخواست دی ہے''۔

''گذشتہ شعبان احمد آباد حاضری ہوئی تو وہاں کے علماء نے (اسی طرح کی

صورت حال بیان کرنے کے بعد) بتایا کہ ... مسلمان لڑکیوں کو رجھانے، قریب کرنے اور پھر ان کا جنسی استحصال کرنے کے لئے گراں قدر تحفے دیئے جاتے ہیں، مثلاً مہنگے موبائیل، آئی پیڈ، لیپ ٹاپ، ایکٹیوا بائیک وغیرہ، باقاعدہ ان کی فنڈنگ کی جارہی ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انہیں اس کام پر لگایا گیا ہے۔“

(ارمغان ولی اللہ، دسمبر ۲۰۱۸ء۔ بعنوان مسلمان لڑکیاں ارتداد کے دہانے پر۔ فکر وخبر بھٹکل (آن لائن اخبار))

اخبار ”فکر وخبر بھٹکل“ کے ایک مضمون کا یہ پیرا گراف بھی ملاحظہ فرمالیں:

”انڈین ایکسپریس کے نمائندوں نے گذشتہ دو ماہ میں ساؤتھ ۲۴ پرگنہ، نارتھ ۲۴ پرگنہ، مرشد آباد، ہاوڑہ اور بیر بھوم کے دورے کئے ہیں اور اس سلسلہ میں تفصیلات یکجا کی ہیں، وشو ہندو پریشد کے لیڈر بادل داس جو کہ پریشد میں اس مہم کے انچارج ہیں بتاتے ہیں کہ گذشتہ ایک سال میں کم از کم پانچ سو مسلم اور عیسائی لڑکیاں ہندو لڑکوں سے شادی کر کے ہندو بن گئی ہیں، ان تمام خواتین نے اپنے نام ہندو رکھ لئے ہیں اور ان کے گھر والوں کو بی جے پی میں شامل کیا جارہا ہے اور ایک علاحدہ ٹیم تیار کی جارہی ہے“۔ (فکر وخبر بھٹکل (آن لائن اخبار))

مسلمان عورتوں اور بچیوں کو مرتد بنانے کی جو سازشیں اندرونِ ملک چل رہی ہیں ان کی تھوڑی سی جھلک اوپر کی سطروں میں دکھائی گئی، اور ایسا نہیں ہے کہ صرف مسلم عورتوں اور بچیوں ہی کو مرتد بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، چونکہ عورتیں خاص طور پر کم عمر بچیاں کسی بھی چیز سے بہت جلد متاثر ہوجاتی ہیں اور مردوں کی بنسبت عورتوں کو گمراہ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے اور اولاد کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہوتی ہے، اگر یہ دین وایمان سے پھر گئیں تو پوری نسل کی نسل دین و ایمان سے پھر سکتی ہے، اس لئے دشمنوں نے منصوبہ بند طریقے پر اپنی محنت کا میدان خاص طور پر عورتوں اور بچیوں کو بنایا ہے جس میں وہ کامیاب بھی ہیں۔

مرتد بنانے کا یہ شیطانی پروگرام جس طرح عورتوں کے لئے ہے اسی

طرح مردوں کے لئے بھی ہے، جوانوں کے لئے بھی ہے اور بوڑھوں کے لئے بھی، حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے لئے بھی، بلکہ معصوم بچوں کو مرتد بنانے کے لئے انتہائی بھیانک جو طریقے ہو سکتے تھے وہ اختیار کئے گئے ہیں، جن میں سب سے زیادہ خطرناک اور نقصاندہ طریقہ موجودہ دنیاوی تعلیمی نظام ونصاب ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی، بلکہ اب تو ایسے بھی واقعات سامنے آرہے ہیں کہ جو مسلم بچے غیر مسلم ہاسپٹلوں میں پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی اس سے پہلے کہ ان کے کانوں میں اذان دی جائے ان بچوں کے کان میں ''اوم'' کہہ دیا جاتا ہے تاکہ بچوں کے کانوں میں سب سے پہلا جو لفظ جائے وہ شرکیہ لفظ ہو۔

بہت حکمت عملی کے ساتھ برضا ورغبت بھی مرتد بنانے کی سازش رچی جاری ہے اور جو خوشی سے کافر نہ بنیں تو ان پر ظلم وزیادتی کر کے زبردستی بھی ان کو مرتد بنانے کی کوشش کی جارہی ہے جیسا کہ ملک کے کونے کونے سے روزانہ زبردستی مسلمانوں سے ''جے شری رام'' کے نعرے لگوانے اور دوسرے شرکیہ کام کروانے اور نہ کرنے کی شکل میں موب لنچنگ جیسے واقعات کی خبروں سے ساری دنیا واقف ہے، حد یہ ہے کہ ان سازشوں سے وہ لوگ بھی محفوظ نہیں ہیں جو بے چارے سالہاسال سے جیل کی کال کوٹھری کے اندر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، ان کو بھی کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور نہ کہنے کی صورت میں درندوں جیسا سلوک کیا جاتا ہے جیسا کہ اس طرح کے کئی واقعات اخبارات کی زینت بن چکے ہیں۔

باغپت (اتر پردیش) میں ۲۰ / آدمی مرتد ہو گئے:

امسال اکتوبر کی دوسری تاریخ کو ہونے والے تبدیلیٔ مذہب کا چرچا ملک بھر میں ہے، سیاسی سماجی مذہبی اور ملی تنظیمیں اس واقعہ کو لے کر اپنی اپنی مناسب یا غیر مناسب کوششوں میں مصروف ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ صوبہ اتر پردیش میں باغپت کے بیس مسلمانوں نے انصاف نہ ملنے اور پولیس کی کارروائی سے ناراض ہو کر ہندو مذہب اختیار کر لیا، آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر ملک بھر میں پھیل گئی، فوری طور پر علماء نے سمجھا بجھا کر سات افراد کو ارتداد کے عذاب سے بچاتے ہوئے دوبارہ کلمۂ شہادت پڑھوایا اور تبدیلیٔ مذہب سے روکا۔

لیکن تیرہ افراد نے دوبارہ حلقۂ اسلام میں آنے سے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ہمارے نوجوان بیٹے گلشن عرف گلزار کے قتل کے معاملہ میں پولیس ایکشن نہیں لے رہی تھی، جب ہم نے بستی کے مسلمانوں سے مدد طلب کی تو انہوں نے ہماری مظلومیت کو دیکھتے ہوئے بھی ساتھ نہ دیا۔

مذہبی و ملی تنظیموں کی لاکھ کوشش و سعی کے باوجود تیرہ افراد ارتداد سے نکلنے کو تیار نہیں، بلکہ علماء و عمائدین سے بات چیت کرنے اور ان کی گفتگو سننے کے حق میں بھی نظر نہیں آرہے ہیں۔ بڑوت جمعیۃ علماء ہند کے ذمہ داران کے مطابق مرتد ہونے والے افراد نے علماء کرام، جماعت، جمعیۃ، برادری اور رشتہ داروں کی بھی بات نہیں مانی، ان کے سمجھانے بجھانے کا کوئی اثر اُن پر نہیں ہوا، ہاں ایک بہو نے مرتد ہونے سے انکار کر دیا اور اپنے بچوں کو لے کر اپنے میکہ چلی گئی۔ مرتد ہونے والے افراد کو ہندو تنظیمیں اپنی حمایت اور مالی امداد کا مکمل

بھروسہ دلا رہی ہیں۔

یہ دلدوز وافسوسناک خبر پہلی نہیں ہے، ہندوستان میں مختلف جگہوں پر اس طرح کے واقعات چند سالوں میں کئی ایک پیش آچکے ہیں۔

(ماہنامہ نقوش عالم، اکتوبر ۲۰۱۸ء)

اسکولوں وکالجوں میں ہندوؤں کا ارتدادی مشن:

تعلیم ایک ایسا میدان ہے کہ اس کے ذریعہ بچوں اور بچیوں کے دل ودماغ کو جس چیز کی طرف چاہیں موڑا جاسکتا ہے، اور معصوم بچوں اور بچیوں کے دل کی سادہ تختی پر جو چیز بچپن میں نقش کردی جائے گی پوری عمر اس کا اثر باقی رہے گا۔ اسی وجہ سے باطل پرست طاقتیں پوری تیاری کے ساتھ تعلیمی لائن سے امت مسلمہ کو دین سے بیزار کرنے اور الحاد وارتداد کا زہر پلانے کی ہرممکن کوشش کررہی ہیں۔

اسکولوں اور کالجوں کے ماحول پر تبصرہ کرتے ہوئے مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ۱۹۸۳ء میں فرمایا تھا:

”آج سے ساٹھ برس پہلے اکبر مرحومؒ نے کہا تھا:

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے   دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

ایک طویل منصوبہ بندی ہے، ذرا دیر لگے گی، تیس برس چالیس برس میں خود ایک نسل تیار ہوجائے گی جس کے نزدیک کفر وایمان کا فرق، توحید وشرک کا فرق، عقائد ومذاہب کا فرق سب بے معنیٰ باتیں ہوجائیں گی، کچھ کرنا نہیں پڑے گا“۔

(آئندہ نسلوں کے اسلام کی ضمانت اور ایمان کی حفاظت کی ذمہ داری، ص ۱۴)

”موجودہ تعلیمی نظام صرف لادینی (CECULAR) نہیں، وہ ایک

مثبت ومعین نظامِ تعلیم (POSITIVE SYTEM OF EDUCATION) ہے ، ہندو دیومالا (HINDU MYTHOLOGY) اس میں شامل ہے، انگریزوں کے زمانے میں تعلیم سیکولر تھی ، بلّی کتّے کے قصے ہوتے تھے ،اورہم میں سے بہت سے لوگوں نے انگریزوں کے عہدِ حکومت میں انگریزی پڑھی ہے، اس وقت زبان سکھانے والی ابتدائی کتابوں سے نہ کسی کے عقیدہ پر اثر پڑتا تھا، نہ کسی مخلوق کا تقدس پیدا ہوتا تھا، اور نہ اس کائنات میں کسی مخلوق کا تصرف واختیار معلوم ہوتا تھا، اس وقت بھیڑئے، چیتے ، بندر اور لومڑی اور بلی کتے کے قصے بچے پڑھتے تھے، ویسے کے ویسے ہی گھر آتے تھے جیسے جاتے تھے ،لیکن اب صورتِ حال یہ نہیں ہے، سرکاری نصابی کتابوں میں عقیدہ پر اثر ڈالنے والے اسباق، قصے کہانیاں اور مضامین ہوتے ہیں، اور جو کسر کتابوں میں رہ جاتی ہے وہ ماسٹر صاحبان پوری کرتے ہیں ، بچوں کو کچھ اجتماعی کام ایسے کرنے پڑتے ہیں جو اسلام کے عقیدۂ توحید کے منافی ہیں ۔“

(آئندہ نسلوں کے اسلام کی ضمانت اور ایمان کی حفاظت کی ذمہ داری، ص ۹)

حضرت مفکرِ اسلامؒ کا یہ بیان آج سے ۳۵ رسال سے زیادہ پہلے کا ہے، اسکول وکالج کے نظامِ تعلیم کے تعلق سے اُس زمانے کے دوسرے علماء اور ایمانی غیرت وحمیت رکھنے والے دانشوروں کی تحریروں کو اگر جمع کیا جائے تو ایک بڑا دفتر تیار ہوجائے گا، اُس زمانے میں جب اسکولوں کے نظامِ تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے ارتداد کا زہر اتنا زیادہ پلایا جارہا تھا، حالانکہ اُس زمانے میں آج کی بنسبت اسباب وذرائع کی اتنی زیادہ فراوانی نہیں تھی جتنی کہ آج ہے، تو آج کے اس ترقی یافتہ دور میں مرتد وبددین بنانے کا یہ شیطانی پروگرام

کتنا زیادہ مضبوط اور مستحکم طریقہ پر انجام دیا جاتا ہوگا اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

چنانچہ اُس زمانے کے عصری تعلیم یافتہ حضرات کی کھیپ کی کھیپ ایسی تیار ہوکر میدان میں آئی جو نام سے تو مسلمان تھے لیکن ان کی زندگی میں کہیں اسلام نظر نہیں آتا تھا، انھوں نے اگر چہ کہ کھلم کھلا اسلام سے بیزاری کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن وہ ذہنی طور پر ارتداد والحاد کا شکار رہے، اور انہی لوگوں میں ایک ایسی بھی جماعت پیدا ہوئی جس نے اعلانیہ طور پر اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ نکال کر پھینک دیا اور پوری زندگی وہ باطل کا آلۂ کار بن کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیچڑ اچھالتے رہے، اس طرح انھوں نے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو کفر وارتداد کی بھٹی میں لے جا کر جھونک دیا، اُن میں سے بعض لوگوں کی دنیاوی ترقی اتنی زیادہ تھی کہ اس کو دیکھ کر اُس زمانے کے دنیا داروں کے منھ میں پانی آنے لگا تھا اور ان دنیا کے غلاموں کا وہی حال ہوا تھا جو قارون کی دنیاوی ترقی کو دیکھ کر اُس زمانے کے دنیا داروں کا حال ہوا تھا، جس کے بارے میں قرآن نے کہا: فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (سورۂ قصص:۷۹) ترجمہ: (پھر ایک دن) وہ (قارون) اپنی قوم کے سامنے اپنی آن بان کے ساتھ نکلا، جو لوگ دنیاوی زندگی کے طلب گار تھے وہ کہنے لگے: اے کاش! ہمارے پاس بھی وہ چیزیں ہوتیں جو قارون کو عطا کی گئیں ہیں، یقیناً وہ بڑے نصیبوں والا ہے)

لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرمائی تھی اور وہ ایمان کی قدر و قیمت

کو جانتے تھے انھوں نے دنیا کی ایسی ترقی پر ہزار بار لعنت بھیجی اور اپنی اور اپنے نسلوں کی ایسی ترقی سے کروڑوں مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی، اور اِن ایمان والوں کا وہ حال ہوا جو قارون کی ترقی کو دیکھ کر اُس زمانے کے ایمان والے اہلِ علم کا ہوا تھا، جن کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الصّٰبِرُوْنَ (سورۂ قصص: ۸۰) (ترجمہ: اور جن لوگوں کو (اللہ کی طرف سے) علم عطا ہوا تھا انھوں نے کہا: تم پر افسوس ہے (کہ تم ایسا کہہ رہے ہو) اللہ کا دیا ہوا ثواب اس شخص کے لئے کہیں زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور وہ اُنہی کو ملتا ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں)

چنانچہ اُس زمانے میں اسکولوں و کالجوں کی تعلیم کے نتیجے میں ایسے ایسے واقعات و حالات رونما ہوئے کہ جس کے دل کے اندر تھوڑی سی بھی ایمان کی رمق باقی ہوگی اور وہ ایمان کی قدر و قیمت کو جانتا ہوگا ان کو دیکھ کر اس کا دل چھلنی ہو جائے گا اور وہ ایسی تعلیم کے مقابلہ میں بھوک اور پیاس کی بنا پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی جان دے دینا زیادہ پسند کرے گا لیکن وہ کسی بھی قیمت پر ایسی تعلیم نہ اپنے لئے پسند کرے گا اور نہ اپنی اولاد کے لئے۔ ایسے واقعات تو بہت سارے ہیں، یہاں صرف ایک واقعہ ذکر کیا جاتا ہے جو بڑا ہی عبرتناک وسبق آموز ہے، ایک صاحب جنھوں نے اسکول و کالج کی تعلیم حاصل کر کے دنیاوی اعتبار سے تو ایسی ترقی حاصل کی کہ بہت کم لوگوں کو ایسی ترقی نصیب ہوتی ہے لیکن اس خطرناک و ہولناک تعلیمی نظام کی بنا پر ان کا جو انجام ہوا اس سے اللہ ہی ہماری اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے۔

مسلمان چیف جسٹس ونائب صدر جمہوریہ کا عبرتناک انجام:

”زیادہ پرانا (واقعہ) نہیں، 1979ء سے 84ء تک ہمارے ملک کے ایک نائب صدر جمہوریہ جسٹس ہدایت اللہ ہوا کرتے تھے، جن کی نسبت اتفاق سے اسلام ہی کی طرف تھی، وہ 1969ء میں دو ماہ قائم مقام صدر جمہوریہ بھی رہے، اس کے علاوہ 1968ء سے 70ء تک ملک کے سب سے بڑے قانونی عہدے یعنی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے منصب پر بھی فائز رہے، اسلام سے ان کی نفرت ووحشت کے تعلق سے اگر میں ان کی زندگی کے کچھ واقعات بیان کروں تو آپ کہیں گے کہ شاید انہوں نے انتقال سے پہلے اپنے ان غیر اسلامی کاموں سے توبہ کرلی ہو، اس لیے میں ان کے آخری لمحے کا واقعہ سناتا ہوں، انہوں نے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے بجائے ہندوؤں کی رسم کے مطابق جلادیا جائے، چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا“۔

(ماہنامہ الحق جولائی ۲۰۱۰ء مضمون: مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی)

موجودہ دنیاوی تعلیم گاہوں کا ارتدادی ماحول:

یہ تو اُس زمانے کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا جس کو آج کے مقابلہ میں خیر کا زمانہ کہا جاسکتا ہے، آج کے اس دجالی اور شیطانی زمانے میں دنیاوی تعلیم گاہوں کا کیا حال اور ماحول ہے اس کے لئے چند واقعات پیشِ خدمت ہیں، ان سے وہاں کے ایمان کُش ماحول کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دین وایمان کو لوٹنے اور اس پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے کیسے کیسے شیطانی ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں۔

مشہور عالم زماں فقیہ دوراں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت

برکاتہم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''گذشتہ دنوں راقم الحروف کو ایک مشاورتی نشست میں شرکت کا موقع ملا تو ایک ذمہ دار عالمِ دین نے حیدرآباد جیسے کثیر مسلم آبادی کے بعض ایسے اسکولوں کے بارے میں بتایا جہاں اسّی نوے فیصد مسلمان طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں کہ ہندو گروپ کے تحت چلنے والے اس اسکول میں باضابطہ اسباق کے اختتام پر پندرہ منٹ اشلوک پڑھایا جاتا ہے، اس کو قصداً تعلیم کے اخیر میں رکھا گیا ہے، کیونکہ اگر شروع میں رکھا جاتا تو اندیشہ تھا کہ بہت سے بچے دیر کر کے آئیں، اخیر میں رکھنے کی وجہ سے تمام بچوں کی شمولیت آسان ہو جائے گی، جب بعض ذمہ داروں نے اسکول کی انتظامیہ سے خواہش کی کہ مسلم طلبہ وطالبات کو اس سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور ان پر اس کے پڑھنے کو لازم نہ رکھا جائے تو انتظامیہ نے سخت رویہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ضرور پڑھا جائے گا، ہاں اگر آپ کو منظور نہیں ہے تو اپنے بچوں کو نکال لیجیے''۔

''بعض اسکولوں میں باضابطہ سرسوتی کی مورتی رکھی جاتی ہے، جن کو ہندو آئیڈیالوجی کے مطابق تعلیم کی دیوی مانا گیا ہے، اور بلا فرقِ مذہب تمام بچوں سے کہا جاتا ہے کہ اس پر پانی اور پھول چڑھائیں''۔

''بعض اسکولوں میں ریاستی سرکار کے حکم نامے کے تحت سال میں ایک دن سورج کی پرستش کی جاتی ہے، اس کو ''سوریہ نمسکار'' کہا جاتا ہے اور تمام طلبہ وطالبات کو اس کا پابند بنایا جاتا ہے''۔ (ماہنامہ ارمغان ولی اللہ، پھلت، مظفر نگر، مارچ ۲۰۱۵ء، ص ۱۴، ۱۵)

اسکولوں میں آر ایس ایس کی سنسنی خیز ارتدادی سرگرمیاں

اسکولوں میں مسلمان بچوں کے ذہن میں ارتداد کا زہر گھولنے اور مذہب

اسلام سے ان کو بیزار کرنے کے لئے آر ایس ایس کے منصوبے اور ان کی ناپاک سرگرمیوں کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

''اطلاعات کے مطابق آر ایس ایس کی جانب سے ایک منظم پروگرام کے تحت سیکڑوں مسلمان بچوں کو ہندو شناخت کے ساتھ آر ایس ایس کے ٹریننگ کیمپ میں بھیجا جارہا ہے، وہاں ان کو بھگوان کی مورتیوں کی پوجا سمیت ہندو مذہبی تعلیمات سے روشناس کرایا جارہا ہے، کیمپوں میں مسلمان بچوں کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ کسی مسلمان کا ہندووانہ نام ہونا یا رکھنا کوئی مسئلہ نہیں، اگر کہیں انہیں اپنے ہندوانہ نام سے کوئی مسئلہ درپیش ہوجائے تو انھیں چاہئے کہ وہ آر ایس ایس کی جانب سے ''رضا کاروں کے نام پر جاری کردہ شناختی کارڈ'' کو استعمال کریں جس میں مسلم طلبہ کو ہندو نام دئے گئے ہیں۔

مسلمان طلبہ کے خلاف یہ سازش اس وقت آشکارا ہوئی جب اتر پردیش کے سدھارتھ نگر سے تعلق رکھنے والے ایک کم سن آٹھویں کلاس کا مسلمان طالب علم گلزار احمد کے والد محبوب احمد نے سدھارتھ نگر کوتوالی، پرتی بازار پولس اسٹیشن میں درخواست دی کہ ان کے بیٹے گلزار احمد کو ان کے ہیڈ ماسٹر نے ایجوکیشن ٹور کے نام پر ہندو نام کی شناخت دے کر آر ایس ایس ٹریننگ کیمپ میں بھیج دیا، وہاں آٹھ دن تک بچے کو مختلف ورزشیں کرائی گئیں اور ہندو بن جانے کے لئے برین واشنگ کی گئی، کیمپ کے اختتام تک گلزار احمد کے معصوم ذہن میں اٹھنے والے سوالات جڑ پکڑ گئے اور اس نے اپنے والد سے ہندو مذہب اور آر ایس ایس کی ٹریننگ کے حوالے سے کچھ سوالات کئے، جس سے محبوب احمد کا ماتھا ٹھنکا اور انھوں نے مقامی زعماء کے ساتھ مل کر آر ایس ایس کی اس سازش کے خلاف پولس اسٹیشن میں درخواست جمع کرادی...... گلزار نے بتایا کہ (وہاں) کئی اسکولوں کے طلبہ کو لایا گیا ہے، کیمپ میں موجود طلبہ کو لیکچرز میں ہندو مذہب سے محبت اور اس کی بقاء کے لئے تن من دھن وقف کردینے کا وعدہ لیا گیا اور کسی بھی جنگ یا لڑائی کی صورت میں لاٹھی ڈنڈے کا استعمال بھی سکھایا گیا، آٹھ روزہ جاری اس کیمپ میں مسلمان بچوں کو ہندو

مذہب کی افادیت بتائی گئی اور انہیں کیمپ کے اختتام پر یہ تاکید کی گئی کہ وہ اپنے اسلامی ناموں کی نسبت ہندوانہ نام پر فخر کریں اور اسی نام سے پکارے جانے پر اصرار کریں"۔

(فکر و خبر بھٹکل (آن لائن)، بعنوان "ایجوکیشن کے نام پر آر ایس ایس کا ارتدادی مشن)

حکومت ہند کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی سازش:

اس وقت ہندوستان کی موجودہ بی جے پی حکومت نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا انتہائی خطرناک قدم اٹھایا ہے، NPR(این پی آر) NRC (این آرسی) CAA(سی اے اے) کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو مرتد بنا ہے، حکومت کی طرف ایسے آفیسر مقرر کئے جائیں گے جو زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو این آرسی میں پھنسا سکیں، اور جن لوگوں کا نام این آرسی (NRC) میں نہیں آئے گا، ان کی جائداد اور بنکوں میں رکھے ہوئے روپے پیسے سب ضبط کر لئے جائیں، ووٹ دینے کا حق چھین لیا جائے گا، اور ان کو ان کے گھروں سے نکال کر ڈٹینشن کیمپوں میں ڈالا جائے گا، وہاں گھٹ گھٹ کر مرنے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر وہ مرتد ہو کر ہندو بن جائیں تو CAA کے تحت ان کو ہندوستان کی شہریت مل جائے گی اور ان کو ڈٹینشن کیمپوں میں نہیں ڈالا جائے گا، ظاہر سی بات ہے کہ جو کمزور ایمان والے ہیں اور آج اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے، وہ ان تکلیفوں سے بچنے کے لئے کافر اور مرتد بن جانا پسند کریں گے جیسا کہ آسام کی تازہ ترین صورت حال سے اس کا مقصد بالکل واضح ہے، اگر خدانخواستہ یہ قانون واپس نہ ہوا تو اس کے ایسے بھیانک نتائج سامنے آئیں گے کہ ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا نظر آئے گا۔

ہندو شدت پسند تنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی جو مہم

جاری ہے اور اس کے لئے جو مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں یہ ان کے چند نمونے اور کچھ واقعات تھے، اگر ہمارے ملک میں تنہا ہندو تنظیمیں ہی مرتد بنانے کا کام انجام دیتیں اور کوئی دوسری جماعت یہ کام نہ کرتی تب بھی یہ ارتدادی مہم ہمارے اور ہماری نسلوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے کافی تھیں، چہ جائے کہ یہاں تو صورتِ حال کچھ اور ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ اگلے صفحات میں پیش کی جائے گی۔

عیسائیت کا خطرناک عالمی ارتدادی جال

ہندو تنظیموں کے علاوہ دوسری بہت سی جماعتیں اور تنظیمیں اس ارتدادی مشن میں سرگرم عمل ہیں، صرف ہمارے ملک ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں عالمی پیمانے پر مسلمانوں کو مرتد بنانے کی سب سے زیادہ منظم، مضبوط، سب سے بڑی ارتدادی مہم اور سب سے زیادہ بھیانک ارتدادی مشن عیسائیوں کا ہے، عیسائیت کی تبلیغ خصوصاً مسلمانوں کو مرتد بنانے کا جو کام عیسائی مشن کر رہا ہے دنیا میں شاید اس کی کوئی نظیر نہیں ہوگی۔

عیسائی مشنریوں کا مقصد خود عیسائی پادریوں کی زبانی:

مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کے انتہائی خطرناک وناپاک مقاصد کو خود عیسائی مذہبی رہنماؤں کے بیانات کی روشنی میں جتنی اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے وہ شاید کسی اور طرح سے نہیں سمجھا جاسکتا۔ چند مذہبی پیشواؤں کی تقریریں پیش کی جاتی ہیں جن سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے ان کی پریشانی وبے چینی خوب اچھی طرح دیکھی جاسکتی ہے۔

مسیحی مشنری کے ایک سرکردہ مذہبی پیشوا مسٹر قس زویمر (اسلامی ملکوں میں) مسیحی مبلغین بھیجنے والی انجمن کے صدر کہتے ہیں:

''ہم مسیحی (مشنریوں) کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین اسلام سے خارج کردیں اور ان کو اپنی مسیحی تعلیمات کا ،نفوذ (سیاسی اقتدار) کا اور اپنے افکار ونظریات کا پیرو اور حلقہ بگوش بنالیں، ہم اپنے اس مقصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر چکے ہیں، چنانچہ ہر وہ طالب علم جو ہمارے اسکولوں اور کالجوں سے پڑھ کر (اور فارغ) ہو کر نکلا ہے وہ اسلام سے ضرور خارج ہو گیا ہے اگر چہ نام ہی لے کر نہ سہی (یعنی برائے نام تو اگر چہ مسلمان کہلائے گا مگر اس کا دل و دماغ اور ذہن وفکر اسلام سے قطعاً منحرف ہو گیا ہے) یہی نہیں بلکہ وہ غیر شعوری طور پر ہمارے مشن میں ہمارے بہت بڑے معاون ہیں اور ہم ان کی طرف سے بالکل مطمئن ہیں ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے (وہ ہمارے اور ہمارے مشن کے خلاف ایک لفظ نہیں کہہ سکتے) یہ ہماری وہ کامیابی ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ (فتاوی بینات ج ۲،ص:۷۷)

مسیحی مبلغین (مشنریوں) کی کانفرنس میں مسٹر قس زویمر کی تقریر:

مسیحی دعوت وتبلیغ کے بنیادی مقصد اور اساسی غرض وغایت کی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر قس زویمر نے مسیحی مبلغین (مشنریوں) کی کانفرنس میں حسب ذیل تقریر کی:

اے دلیر اور بہادر مسیحی بھائیو اور ساتھیو! جن کے لئے اللہ نے اسلامی ممالک میں مسیحیت کی تبلیغ واشاعت اور مسلمانوں کو زیر نگیں کرنے کی غرض سے جہاد کرنا مقدر فرمادیا ہے اور عنایت پروردگار نے ان کو اس عظیم الشان مقصد کی

توفیق سے پورے طور پر سرفراز فرمایا ہے، بخدا تم اس فریضہ کو جو تم پر عاید کیا گیا ہے بطریق احسن ادا کر چکے ہو اور اس مقدس کام کو انجام دینے کے لئے شاندار توفیق خداوندی تمہارے شامل حال رہی ہے۔

مجھے اندیشہ ہے کہ تم میں سے بعض لوگ مکمل طور پر اپنا فرض ادا کرنے کے باوجود اپنے مشن کی بنیادی غایت اور اصلی مقصد کو نہ سمجھ پائے ہوں، اس لئے میں تم پر اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمان جن کو مسیحیت کے دائرہ میں داخل کیا گیا ہے (اور عیسائی بنالیا گیا ہے) وہ درحقیقت حقیقی اور پکے مسلمان نہ تھے بلکہ خود تمہارے بیان کے مطابق وہ ان تین میں سے کسی ایک قسم کے لوگ تھے:

(۱) یا تو وہ ایسے نو عمر بچے تھے جن کے سرپرستوں میں کوئی ان کو بتلانے والا نہ تھا کہ اسلام کیا ہے؟ اور اس ناواقفیت کی بناء پر انہوں نے اپنے بچوں کو ہمیں دیدیا اور ہم نے عیسائی بنالیا۔

(۲) یا وہ ایسے بے دین لوگ تھے جن کی نظروں میں دین ومذہب کی کوئی اہمیت ووقعت نہ تھی، ان کا مقصد زندگی روزی کمانے کے سوا کچھ نہ تھا اور فقر وفاقہ کے شکنجہ میں گرفتار تھے، عیش وآسائش کا لقمہ ان کو میسر نہ تھا (تم نے وہ چرب وشیریں لقمہ ان کو پیش کیا کہ وہ عیسائی ہوگئے)

(۳) یا وہ شخصی اغراض وخواہشات کے بھوکے تھے اور بہر قیمت ان کو حاصل کرنا چاہتے تھے (تم نے ان اغراض وخواہشات کا سبز باغ ان کو دکھلایا وہ عیسائی بن گئے) لیکن مسیحی تبلیغی مشن کا وہ اہم ترین مقصد جس کے لئے مسیحی حکومتوں اور قوموں نے آپ حضرات کو اسلامی ملکوں میں عیسائیت کا تبلیغی مشن

قائم کرنے کے نام سے بھیجا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ تم ان کو عیسائی مذہب میں داخل کرلو یہ تو ان کی بڑی رہنمائی اور عزت افزائی ہوگی (جس کے وہ ہرگز مستحق نہیں) بلکہ ان حکومتوں اور قوموں کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ تم ان مسلمانوں کو دین اسلام سے اس طرح نکال دو (اور منحرف بنادو) کہ وہ ایسی مخلوق بن کر رہ جائیں جس کا خدا و رسول سے کوئی تعلق نہ ہو اور اس کے نتیجہ میں ان اخلاق عالیہ (اور قومی غیرت وحمیت) سے بھی ان کا کوئی علاقہ باقی نہ رہے جن پر قوموں کی زندگی کا مدار ہوا کرتا ہے۔ (فتاوی بینات جلد 2 صفحہ نمبر: 77)

مذکورہ بیانات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عیسائیوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف کتنا بغض وعناد بھرا ہوا ہے اور مسلمانوں کو مرتد بنانا کتنا بڑا کارنامہ اور کتنی عظیم الشان عبادت اور رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اور یہ آج کی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ صدیوں پہلے باقاعدہ منظم و منصوبہ بند طریقے پر عیسائیوں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا پروگرام تیار کیا تھا اور بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اس مشن کو آگے بڑھایا، اور پوری دنیا میں اس مشن کے بڑے خطرناک، دلوں کو جھنجھوڑ دینے والے اور ہوش اڑا دینے والے نتائج سامنے آئے، چند رپورٹیں پیش کی جاتی ہیں جن سے تقریباً ایک صدی پہلے کے عیسائیوں کی اس ارتدادی سرگرمیوں کا جو منظرنامہ تھا اس کو سمجھا جاسکتا ہے، اس کے بعد انشاء اللہ بعد کے حالات وواقعات بھی پیش کئے جائیں گے تاکہ اندازہ ہوجائے کہ یہ مشن کتنی تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور مسلمان کتنی بڑی تعداد میں اس مشن کا شکار ہو کر کفر و ارتداد کے دلدل میں پھنس رہے ہیں اس کا شاید ہمیں اندازہ نہیں ہے۔

تقریباً ایک صدی پہلے کی رپورٹ:

یہ رپورٹ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ایک مضمون سے لی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں:

”ہندوستان میں جس کوشش سے ہندوستانیوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے وہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہو جائے گا: ۱۹۲۳ء کی رپورٹ کے اعداد وشمار ملاحظہ ہوں:

مسیحی مشنریاں: ۱۶۷	تبلیغی مراکز: ۱۲۴۰
مبلغ: ۲۱۸ء	ٹریننگ کالج برائے تعلیم وتبلیغ: ۶۱
گرجاؤں کے پادری: ۱۸۷۷۹	مذہبی اخبارات مختلف زبانوں میں: ۹۹
پریس: ۴۲	سنڈے اسکول: ۸۲۰
ہائی اسکول: ۶۱۰	کالج: ۵۰
زراعتی اسکول: ۹۰۸	صنعتی اسکول: ۱۷۰
تعداد طلبہ: ۱۰،۶۰،۰۰۰	اساتذہ: ۴۸،۰۴۴
ہسپتال: ۴۰۸	ڈاکٹر اور نرسیں: ۱۵۹۸

۱۹۱۳ء میں تمام ہندوستان میں ۱۳۶ مشنریاں تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

امریکہ اور کینڈا کی تبلیغی جماعتیں ۴۱، آسٹریلیا کی تبلیغی جماعتیں ۸، لنکا کی تبلیغی جماعتیں ۳، براعظم کی تبلیغی جماعتیں ۱۲، ہندوستان کی تبلیغی جماعتیں ۷، بین الاقوامی تبلیغی جماعتیں ۹، بلدی ۱۳۶ / ۱۲۔ مگر دس برس کے اندر ۱۹۲۳ء میں ان کی تعداد میں ۳۱ مشنریوں کا اضافہ ہو جاتا ہے ۱۹۱۳ء میں ان مشنریوں کا سالانہ خرچ ۵۲ کروڑ روپیہ تھا، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب وہ کس قدر خرچ کر رہی ہوں گی۔ انجیل کا ترجمہ

ایک سو چار زبانوں میں کیا جا چکا ہے، ہندوستان میں ۱۹۲۶ء میں آٹھ لاکھ پچاس ہزار انجیلیں فروخت اور تقسیم کی گئیں مگر ۱۹۲۷ء میں ان کا عدد دس لاکھ باسٹھ ہزار کو پہنچ گیا۔

ان اعداد وشمار کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح عیسائیت زوردار طریقہ پر اپنا پنجہ گاڑتی ہوئی ہندوستانیوں کو ہندوستان میں عیسائیت کی طرف کھینچ رہی ہے، صرف حیدر آباد میں ایک سال میں بیس ہزار آدمی عیسائی ہوئے۔''

(ماہنامہ انوار مدینہ لاہور جون 2017 صفحہ نمبر:۳۱)

۲۰۱۴ء کی رپورٹ:

روزنامہ منصف ۱۷/اکتوبر ۲۰۱۴ء کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

''عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا کچھ اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے، جو گذشتہ دنوں روزنامہ منصف کے نقوش سپلیمنٹ میں شائع ہوئی ہے، جس کے مطابق پوری دنیا میں عیسائی تنظیموں کی تعداد 23300 تک پہنچ گئی ہے، ان میں سے 4500 تنظیموں کا کام عیسائی سازوں کو مختلف ملکوں میں بھیجنا ہے۔ 3100 تنظیمیں ماہنامے اور سہ ماہی رسالے نکالتی اور ایک لاکھ چالیس ہزار اسکولوں کی نگرانی کرتی ہیں؛ جہاں چھ ملین مسلمان طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ عیسائی سازوں کو تعلیم وتربیت دینے کے لیے پانچ سو یونیورسٹیاں اور 490 الٰہیاتی اسکول کام کررہے ہیں اور 4450 سے زائد آڈیو ویڈیو نشریاتی چینل کام کررہے ہیں؛ وہ ہر سال چار سو سینتالیس ملین گھنٹے عیسائیت کا پرچار کررہے ہیں، یہ کام چونسٹھ سے زائد زبانوں میں ہورہا ہے، اس کے سامعین اور شکار ہونے والوں کی تعداد 619 ملین انسانوں تک پہنچ گئی ہے۔''

(ماہنامہ شاہراہ علم شعبان/رمضان ۱۴۳۶ھ)

مذکورہ رپورٹوں کے علاوہ اور بھی مختلف اوقات کی بہت ساری رپورٹیں

موجود ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف رسالوں اور اخبارات میں شائع ہوئی ہیں، یہاں رپورٹوں کا انبار جمع کرنا مقصود نہیں ہے اس لئے ان تمام رپورٹوں کو چھوڑ دیا گیا، البتہ یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ ایک گمراہ فرقہ جس کے دین کی اصل شکل وصورت مسخ ہو چکی ہے وہ اپنے گمراہ کن عقائد اور باطل خیالات کی نشرو اشاعت میں کس قدر منظم ومضبوط ہے، اور صدیوں پہلے جس مشن کی بنیاد رکھی تھی وہ آج کیسے برگ وبار لا رہا ہے، اور پوری دنیا میں مسلمانوں کو ٹارگیٹ بنا کر ان کو مرتد بنانے میں کیسی خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے۔

عیسائی مشنریوں کے ذریعہ ہوش اڑا دینے والے ارتداد کے چند واقعات

ہندوستان کے بعض علاقوں میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے جس تیزی سے ارتداد پھیلا ہے اس کے کچھ نمونے پیش کئے جاتے ہیں جس سے ایمانی غیرت وحمیت رکھنے والوں کے ہوش اڑ جائیں گے کہ امت مسلمہ کے لاکھوں افراد ان مشنریوں کا شکار ہو کر کیسے اپنے دین وایمان کو خیر باد کہہ چکے اور کہہ رہے ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق آتی ہے کہ ''لَيَخْرُجُنَّ مِنْهُ أَفْوَاجًا كَمَا دَخَلُوا فِيهِ أَفْوَاجًا'' جس طرح لوگ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہوئے تھے اسی طرح فوج درفوج اللہ کے دین سے خارج ہوں گے۔ (یہ اور اس مضمون کی دیگر احادیث باحوالہ وباتحقیق ابتدائی صفحات میں گذر چکی ہیں)

آندھرا پردیش کے بعض علاقوں میں ارتداد کی لہر:

آندھرا پردیش کے بعض علاقوں کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب استاذ حدیث دارالعلوم حیدرآباد لکھتے ہیں:

''رائلسیما کی کل آبادی کا ۳۵ ر فیصد حصہ جو مسلمانوں پر مشتمل ہے، عیسائی مشنریوں کی مکمل گرفت میں ہے۔عیسائی تنظیمیں اس علاقہ کے بیسیوں مسلم گھرانوں کو مرتد بنا چکی ہیں''۔ ''کڑپہ سے ۸۰ رکلومیٹر دور واقع موضع پولم پیٹ میں ایک مسلم خاندان مرتد ہوگیا، یہاں شہرت علی اور اس کی ہمشیرہ ریحانہ اور والدہ مرتد ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی دن ورات محنت ہورہی ہے۔'' ''کڑپہ کے احمد پیر جن کی ابتدائی تعلیم مشنری اسکول میں ہوئی وشاکھا پٹنم میں ایم بی بی ایس کی تکمیل کے دوران رازدارانہ طور پر عیسائیت اختیار کرلی''۔

''کڑپہ کے مختلف دیہاتوں کی کئی مسلم خواتین ہر جمعہ اور اتوار کو چرچ جارہی ہیں''۔ ''راجمندری کے مقبول اور کڑپہ کے کالے شاہ مستان کی کوششوں سے کڑپہ کے تلک نگر محلہ میں ایک مسلم خاندان نے عیسائیت اختیار کرلی۔ مقامی چرچ میں ہر جمعہ اور اتوار کو مسلمانوں کو مرتد بنانے کی ناپاک کوششوں میں صرف ضلع کڑپہ میں 3000 سے زائد عیسائی مصروف ہیں''۔ ''ایک پادری نے ایک مسجد کے امام وخطیب کو عیسائیت قبول کرنے کا مشورہ دے ڈالا''۔ مستقر کرنول کا وجئے کمار ایک مسلم خاتون سے شادی کر کے امیر حیدر نگر کالونی میں عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔''

''یہ تو وہ علاقے ہیں جہاں مسلمانوں کا کچھ زور اور کچھ مسلمانی ہے، لیکن آندھرا کے وہ علاقے جو علماء اور مدارس سے خالی ہیں؛ وہاں جس آسانی

اور تیزی کے ساتھ عیسائی اور قادیانی مشنری کام کررہی ہے، وہ باعث صد افسوس اور بڑی فکر کی بات ہے"۔

"(وجے واڑہ، راجمندری، وشاکھا پٹنم، وجے نگرم، سرکا کولم، ایسٹ گوداوری، ویسٹ گوداوری ان علاقوں میں تو انہیں روکنے والا کوئی نہیں، اور یہ بڑی تیزی اور آسانی سے وہاں کے تھوڑے بہت مسلمانوں کو بھی عیسائی اور قادیانی بنارہے ہیں۔)" (ماہنامہ شاہراہ علم شعبان/رمضان 1436)

تمل ناڈو میں ارتداد:

ماہنامہ نقوشِ عالم بنگلور کے مدیر اعلیٰ مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب لکھتے ہیں:

"پرنامبٹ (تمل ناڈو) کے قریب دوڈھائی سو افراد پر مشتمل ایک بستی ہے، مسلم آبادی انتہائی مفلسی کے عالم میں گذر بسر کررہی تھی، ایک رات کسی خاتون کی زچگی کے موقع پر قریبی مدرسہ سے انہوں نے عارضی طور پر گاڑی طلب کی تو مدرسہ والوں نے گاڑی دینے سے انکار کردیا، عیسائی چرچ کا فادر یہ منظر دیکھ رہا تھا، اس نے موقع غنیمت جانا، خاتون کو اسپتال پہنچانے سے لے کر ڈلوری (ولادت) کے تمام مراحل اپنے اخراجات پر پورے کئے اور بستی کے مسلم گھرانوں میں تحفہ تحائف نیز کثیر رقم بھجوائی اور (اس کے بعد) عیسائیت کی تبلیغ کی تو تمام گھرانے مرتد ہوکر عیسائیت اختیار کرگئے"۔

(ماہنامہ نقوش عالم اکتوبر ۲۰۱۸ ص:۶)

کشمیر میں بڑے پیمانے پر عیسائیت کی تبلیغ:

کشمیر کے تازہ ترین حالات انتہائی سنگین وہوش ربا ہیں، ایسا لگتا ہے کہ

عیسائی مشنریاں پورے کشمیر کو عیسائی ریاست میں بدلنا چاہتی ہیں، چنانچہ مولانا الطاف حسین ندوی کشمیری نے اپنی کتاب ''کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر'' میں کشمیر کے حالات کو بہت ہی تفصیل سے بیان کر دیا ہے، کشمیر میں ارتدادی سرگرمیوں کی تفصیل کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع کیا جائے، یہاں کشمیر کے تھوڑے سے حالات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ وہاں کی خطرناک صورت حال کا ہمیں تھوڑا سا اندازہ ہو جائے۔

مولانا الطاف حسین ندوی کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

''کچھ عرصے سے بہت ہی عجیب وغریب بیانات، تبصرے اور مضامین پڑھنے کو مل رہے ہیں، جس میں بعض ان مسائل سے ناواقف مگر مخلص یہ تک فرماجاتے ہیں کہ کشمیریوں کو عیسائیت سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ بعض لوگوں کا بس پروپیگنڈہ ہے اور کچھ بھی نہیں، اس طرح کے لوگوں کی نیت پر مجھے شک نہیں، البتہ ان کی اس حوالے سے معلومات کی کمی کے باوجود ''علمی اور صحافیانہ'' جوہر دکھانے کے لئے مطالعہ کے بجائے بڑی بے خوفی اور لاپرواہی کے ساتھ ''قلمی فیاضی'' پر بے حد افسوس ہوتا ہے''۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

''صورت حال کی قبیح تر اور مکروہ تر شکل بلکہ صحیح ترین الفاظ میں خوفناک صورت حال یہ ہے کہ عیسائی نیٹ ورک نے ریاست کے اندر اور باہر اپنی جڑیں اتنی گہری پیوست کی ہیں کہ انھیں اکھیڑنا ناممکن نظر آتا ہے''۔

(altafnadwikashmiri.blogspot.com)

''عیسائی حضرات کے سیاہ ترین کارناموں میں اب بس یہی نہیں کہ وہ دین بیزاروں، جاہلوں، یتیموں، بیواؤں لاچاروں اور بے روزگاروں کو ارتداد

کی جانب مائل کر کے اسلام سے برگشتہ کر دیتے ہیں بلکہ حیرت انگیز طور پر اس شیطانی جال میں وہ لوگ بھی لائے جا چکے ہیں جنہیں ہم یہاں عرف عام میں ''دین دار'' کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ۔ یہ کوئی جھوٹی خبر نہیں ہے، عیسائی مشنریز کے خلاف پروپیگنڈا نہیں ہے، نہ ہی یہ دین داروں کو بدنام کرنے کی کوئی سازش ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ارتدادی مشنریز نے جان بوجھ کر بعض ائمہ تک کو اپنے دائرہ میں لانے کی کوشش کی ہے جنہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مولانا الطاف حسین ندوی کشمیری نے اپنی کتاب ''کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر'' میں لکھتے ہیں:

''ریاست جموں و کشمیر میں تازہ خوفناک ارتدادی لہر نے سب کو ہلا کر رکھ دیا ہے، مسلمانانِ کشمیر نہ صرف غمگین اور دلبرداشتہ ہیں بلکہ پہلے سے موجود غیر یقینی صورتحال میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ بعض دوستوں کا اسے معمولی سمجھنا انتہائی خطرناک جرءت ہے جو ایک بدترین گناہ پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ ارتدادی مہم کوئی وقتی مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک چیلنج ہے جو امت کے سامنے کئی صدیوں سے کھڑا ہے اور روز بروز نئی نئی صورتوں میں سامنے آتا ہے...... یاد رکھئے! اگر ہم نے آنے والی نسلوں کو دین و ایمان پر قائم رکھنے کے لئے آج ہی اس طغیانی کے سامنے بندھ نہیں باندھا تو آنے والا کل ہمارے لئے کافی مخدوش اور تاریک تر ہوگا، جس میں ہماری نسلیں انسانی روپ میں ''انسان'' تو ہوں گی، مگر وہ عیسائی، قادیانی، یہودی یا کچھ اور تو ہوں گی مگر مسلمان نہیں۔'' (ص ۴۴)

”کشمیر میں ارتداد کی غیر اعلانیہ مہم:

یوں تو ساری دنیا میں یہ خوفناک ایمان شکن مہم کئی محاذوں پر جاری ہے، مگر اس کا سب سے خوفناک پہلو یہ ہے کہ عرصۂ دراز سے اسے اتنا خفیہ رکھا جارہا ہے کہ بسا اوقات گھر کے لوگ بھی اس صورت حال سے ناواقف ہوتے ہیں، باپ کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا بیٹا یا بیٹی ارتدادی جراثیم کی زد میں آکر ایمانی اور اعتقادی کینسر میں مبتلا ہو چکا ہے، بلکہ بسا اوقات لکھی پڑھی بیویاں یا شوہر دفاتر اور دوسرے رابطوں کے مقامات میں ان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں، قادیانی ہوں یا عیسائی دونوں نے ایک مشترکہ طریقۂ کار کے تحت اپنی اس مہم کو جان بوجھ کر خفیہ رکھا ہے اور براہ راست اپنے مذاہب کی دعوت کے بجائے ایک نئی راہ یہ نکالی ہے کہ پہلے انسانی، سماجی اور معاشرتی مسائل کو ابھار کر ایک این، جی او کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے“۔ (ایضاص ۳۶)

”۲۰ ہزار کشمیری مرتد ہو چکے ہیں:

اور اب ایک نیا انکشاف ریاست کے قابل بھروسہ انگریزی ماہنامہ میگزین ”دی آنر“ (The honour) نے کچھ یوں کیا ہے Over 20,000 kashmiri Muslims are reported to have converted Christianity. (تقریباً ۲۰ ہزار کشمیری مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے)“۔ (ایضاص ۴۰)

اسلامی ممالک اور دیگر ملکوں میں عیسائی مشنریوں کی بھیانک سرگرمیاں

اسلامی ممالک اور دوسرے ملکوں میں عیسائی مشنریاں کتنی تیز رفتاری کے ساتھ مسلمانوں کو اپنے ارتدادی جال میں پھانس رہی ہیں ان کی کچھ کار کردگی اور ان کے دل دہلا دینے والے چند واقعات ونتائج بطور نمونے کے پیش کئے جارہے ہیں تاکہ پوری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے والے اس ارتدادی فتنہ پر ہماری ایک طائرانہ نگاہ پڑ جائے اور ہمیں اندازہ ہوجائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنۂ ارتداد سے متعلق وہ پیشین گوئیاں جن کا تفصیلی بیان ابتدائی صفحات میں گذر چکا ہے وہ کس طرح حرف بحرف صادق آرہی ہیں، نیز ہمیں اپنا بھی جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں چاہے نہ چاہے ان مشنریوں کا شکار تو نہیں ہو رہے ہیں۔

الجزائر میں ۱۰ ہزار مسلمان مرتد ہوگئے:

"الجزائر میں عیسائی مشنری سرگرم ہوگئی جس کے باعث ۱۰ ہزار مسلمان مرتد ہوگئے۔ "امت" کی رپورٹ کے مطابق پابندی کے باوجود ۳۰۰ چرچ اس سلسلے میں کام کررہے ہیں، عرب میڈیا کے مطابق مصر میں اسلام پسندوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد الجزائر عیسائی مشنریوں کا مرکز بن گیا، مرتد ہونے والوں میں بڑی تعداد نوجوانوں کی ہے۔ ہر ہفتے ۵۰ /افراد کو عیسائیت کے جال میں پھنسایا جارہا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۸/ نومبر ۲۰۱۲ء)

افریقہ میں یومیہ سیکڑوں مسلمان عیسائیت قبول کرتے ہیں:

''افریقہ کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے لیبیا کے ایک ممتاز اسلامی اسکالر شیخ احمد القتّانی نے الجزیرہ کو حال ہی میں بتایا کہ ''اسلام افریقہ کے اہم مذہب کی طرح نمائندگی کرتا تھا، اور افریقہ میں ۳۰/ ایسی زبانیں ہیں جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں، افریقہ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۶ ملین سے کم ہے، جن میں سے نصف شمالی افریقہ کے عرب ہیں۔ لیبیا کے شیخ مزید بتاتے ہیں: ''جب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ افریقہ کی پوری آبادی ایک ارب ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد گذشتہ صدی کے آغاز کے وقت جتنی تھی اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد آج بہت کم ہے۔

اس وقت افریقہ میں 1.5 ملین گرجا گھر ہیں جن کے اجتماعات میں ۴۶ ملین افراد جمع ہوتے ہیں، ہر گھنٹے میں ۶۶۷ مسلمان عیسائیت قبول کرتے ہیں، ہر دن ۱۶ ہزار مسلمان عیسائیت قبول کر رہے ہیں، ہر سال ۶ ملین مسلمان عیسائیت کو قبول کر رہے ہیں''۔(www.newageislam.com۔۳۱ جولائی ۲۰۱۲)

انڈونیشیا میں ۶۵/ ہزار مسلمان عیسائی بن گئے:

''اگست ۱۹۹۴ء میں انڈونیشیا کے ایک چرچ نے یہ خبر جاری کی کہ اس کی کوششوں سے اب تک ۶۵ ہزار افراد مسیحیت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہر سال دس ہزار افراد کی شرح کے ساتھ اس میں مسلسل ترقی و اضافہ ہو رہا ہے''۔

(ماہنامہ الحق جون 2012ء از مولانا محمد الیاس بھٹکلی)

بنگلہ دیش میں لاکھوں لوگ ارتداد کا شکار:

عیسائی مشنریوں اور این جی اوز کے نام پر چلنے والے عیسائی و یہودی

اداروں کا نشانہ سب سے زیادہ غریب علاقے ہیں، وہ پاکستان کے ہوں، ہندوستان کے ہوں، بنگلہ دیش کے ہوں، افغانستان کے ہوں یا افریقہ کے ہوں جہاں پر غربت وفقر وفاقہ بہت زیادہ ہے اس پر وہ سب سے پہلے محنت کرتے ہیں اور وہاں جا کر کام شروع کرتے ہیں کیونکہ یہ قدرتی بات ہے کہ جب انسان بھوکا ہوگا اور اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوگا، اس کے بیوی بچے بھوک سے بلک رہے ہوں گے تو اپنی مصیبت کو دور کرنے کے لئے ہر پیشکش کو قبول کرلیں گے۔ چنانچہ بنگلہ دیش میں لاکھوں بلکہ لاکھوں سے بڑھ کر بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو عیسائی ہو چکی ہے العیاذ باللہ، کیونکہ وہاں غربت ہے عیسائی مشنریاں اور این جی اوز کے نام پر چلنے والے ادارے رات دن اپنے مشن میں لگے ہوئے ہیں۔ (ماہنامہ انوار مدینہ لاہور دسمبر 2003 صفحہ نمبر:15)

بنگلہ دیش کو صدی کے اختتام تک عیسائی ملک بنالینے کا منصوبہ:

"بنگلہ دیش سے حال ہی میں آنے والے ایک ممتاز عالم دین نے (نام ان کی درخواست پر نہیں لکھا جارہا) انکشاف کیا ہے کہ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد وہاں ۳۸ رلاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں، اور عیسائی مشنری اداروں نے، جن میں زیادہ تر امریکہ اور برطانیہ کے لوگ شامل ہیں، اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ اس الگ تھلگ ملک کو اس صدی کے آخر تک عیسائی اکثریت میں تبدیل کرلیں گے۔ مشنریوں کی موجودہ تعداد وہاں ۲ لاکھ تک جا پہنچی ہے اور پورے ملک میں ان کا وسیع جال پھیلا دیا گیا ہے۔ ان کے اثر ورسوخ کا یہ حال ہے کہ ان کے دباؤ پر ستمبر کے مہینے سے حکومت نے تمام مساجد اور مدارس کے علماء پر یہ پابندی عائد کردی ہے کہ وہ اپنی تقاریر میں، خواہ لاؤڈ اسپیکر پر ہوں یا اس کے بغیر،

عیسائیت اور فروغِ عیسائیت پر لب کشائی نہیں کریں گے، علماء کو عیسائی تنظیموں کی جانب سے دھمکی آمیز خطوط بھی بڑی تعداد میں موصول ہو رہے ہیں، جن میں پابندی کے قانون کی خلاف ورزی پر سخت نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنے کو کہا گیا ہے۔ (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ ص ۳۹)

لبنان میں عیسائی، حکومت پر قابض:

(عیسائی مبلغین) کی انتھک کوششوں اور زبردست ریشہ دوانیوں کی بدولت عیسائی عربوں کی تعداد اتنی زیادہ اور اتنی مضبوط ہوگئی کہ آج لبنان میں عیسائی، عرب مسلمانوں کے دوش بدوش حکومت پر قابض ہیں، اگر ایک مرتبہ صدر مسلمان ہوتا ہے اور وزیر اعظم عیسائی تو دوسری مرتبہ صدر عیسائی ہوتا ہے اور وزیر اعظم مسلمان۔ العیاذ باللہ (فتاوی بینات جلد ۲ صفحہ نمبر: ۷۷)

عیسائی مشنریوں کے مرتد بنانے کے طریقے:

عیسائی مشنریوں کے وہاں مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے کوئی ایسا خاص طریقہ نہیں ہے کہ ہر جگہ اسی کو اپناتی ہوں، لوگوں کے حالات اور تقاضوں کے مطابق نت نئے طریقے وہ خود ایجاد کرتی ہیں، چنانچہ فاسقوں اور فاجروں کو مرتد بنانے کا طریقہ الگ ہوتا ہے، دینداروں کو ارتداد کی بھٹی میں جھونکنے کا انداز الگ ہوتا ہے، شہروں میں جو طریقہ ہوتا ہے دیہاتوں میں اس سے الگ ہوتا ہے، پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ ان کے اعتبار سے پیش آتے ہیں اور جاہلوں کے ساتھ ان کے اعتبار سے، خلاصہ یہ کہ جہاں جس طرح سے بھی ممکن ہو ہر حکمت عملی کو اختیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر مکمل طور پر عیسائی نہ بھی بنا سکیں تو مشنریاں کم سے کم اتنی محنت ضرور کرتی ہیں کہ وہ مسلمان بھی نہ رہے۔

عیسائی مشنریوں کے مرتد بنانے کے طریقوں کو سمجھنے کے لئے ایک نومسلم مہاجر کا ایک انٹرویو پیش کیا جاتا ہے جو اصلاً عیسائی تھے، جن کا عیسائی نام کولن چیک تھا، وہ انٹرنیشنل چرچ کے جنرل سکریٹری رہ چکے ہیں، بعد میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کو دین اسلام کی دولت نصیب ہوئی، اور بہت محنت سے وہ دین اسلام کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں اور اب تک تقریباً ڈیڑھ لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان بنا چکے ہیں، چونکہ ان کی زندگی کا ایک لمبا عرصہ عیسائیت کی صرف تبلیغ میں نہیں بلکہ اس کے ایک اونچے عہدہ پر رہ چکے ہیں اس لئے ان کے اس انٹرویو سے انشاء اللہ عیسائی مشنریوں کے مرتد بنانے کے بہت سارے ایسے طریقے سامنے آئیں گے جن سے امت غافل ہے، اور غیر شعوری طور پر اس کا شکار ہو رہی ہے۔

انٹرنیشنل چرچ کے جنرل سکریٹری کا عالم اسلام کے خلاف امریکہ و یورپ کی خوف ناک سازشوں کا انکشاف

سوال: افریقی ممالک میں خصوصاً اور اسلامی ممالک میں عموماً یوروپی (NGO's) این جی اوز کا کیا کردار ہے؟

جواب: وہ سب این جی اوز حقیقت میں چرچ کے زیر انتظام چلتی ہیں اور چرچ کے مفاد میں انسانی خدمت کے موٹو سے کام کرتی ہیں اور ان کا اصل مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا یا کم از کم ان کو دین سے دور کرنا ہوتا ہے اور ان مذموم مقاصد کے حصول کے لئے ان کے پاس لامحدود وسائل اور متعدد ذرائع ہوتے ہیں۔

انٹرنیشنل چرچ کی این جی اوز کا شمار کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ عالمی سطح پر عیسائیت کے مفاد کے لئے کام کرنے

والی ہزاروں این جی اوز ہیں، صرف سوڈان میں پانچ سو سے زائد ایسی این جی اوز فعال ہیں جو مسلمانوں کو مرتد بنانے میں سرگرم رہتی ہیں۔

سوال: مذکورہ عیسائی این جی اوز اپنے مقاصد کیسے حاصل کرتی ہیں؟

جواب: چرچ کے لئے کام کرنے والی یا عیسائیت کے نام پر مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والی یورپی این جی اوز بلا سوچے سمجھے اور بغیر منصوبہ بندی کے کوئی کام نہیں کرتیں، بلکہ وہ انتہائی باریک بینی سے پایۂ تکمیل تک پہونچی ہوئی سروے اور تحقیقی رپورٹوں کی روشنی میں پوری پلاننگ سے کام کرتی ہیں، وہ جس ملک میں کام کرنا چاہتی ہیں اس کے متعلق ساری معلومات حاصل کرتی ہیں، اس ملک کے اندرونی اور بیرونی نقشہ جات اور سیاسی، اقتصادی، مذہبی اور دیگر اہم جماعتوں کے بارے میں مکمل معلومات اور ان کی کمزوریوں اور دکھتی رگوں پر ماہر نبض شناس کی طرح ان کے ہاتھ ہوتے ہیں، وہ جب جہاں اور جیسے چاہیں، اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں، انہیں یہ معلومات بھی دی جاتی ہیں کہ ہدف ملک کو، اموال، اغذیہ، تعلیم اور صحت وکھیل وغیرہ میں سے کن اشیاء اور کتنی مقدار کی ضرورت ہے۔

ہر شخص کو مرتد بنانے کا طریقہ مختلف ہوسکتا ہے مثلاً ایک لادینی شخص کو عیسائیت کے نام پر حلقۂ ارتداد میں انتہائی آسانی کے ساتھ داخل کیا جاتا ہے، اس کی ترغیبات کے مطابق اسے شراب، شباب اور اموال مہیا کر دیئے جاتے ہیں جس سے وہ ان کے شکنجہ میں آتا جاتا ہے، بالآخر وہ اپنا شکنجۂ اسیری خوب کس دیتے ہیں، البتہ ایک دیندار شخص کے لئے عیسائی مبلغین کے سامنے دو آپشن ہوتے ہیں، وہ مرتد ہو جائے یا اس کا ایمان کمزور ہو جائے اور وہ زیادہ

گناہوں میں مبتلا ہو جائے، نیز مسلمانوں کو گمراہ یا مرتد کرنے کے لئے عیسائی مبلغین بتدریج ترغیب وتحریص سے کام لیتے ہیں۔

سوال: ایک مسلمان شخص کو آپ اس کے دین سے کیسے دور کرتے تھے؟

جواب: اگر ہمارا ٹارگیٹ ایک دیندار شخص ہوتا تو ہم اس کی خواہشات کی طرف دیکھتے، مثلاً شہرت، تعلیمی منصب، صنف نازک وغیرہ تو ہم میں سے کوئی ایک مبلغ اس سے اچانک ملاقات کرتا ہے اور دوران گفتگو اس کے میلان کی طرف توجہ کرتا ہے، پھر اس کی حسب خواہش مطلوبہ اشیاء وافر مقدار میں فراہم کرتا ہے بلکہ ہمارا مبلغ اس پر حاوی ہو جاتا ہے اور وہ اس پر بھروسہ کرنے لگتا ہے پھر بتدریج اسے عیسائیت کی طرف مائل کر لیتا ہے یا اسلام سے اسے دور کر دیتا ہے۔

سوال: اگر آپ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے تھے تو پھر کیا کرتے تھے؟

جواب: جب ہمیں کسی ملک میں اپنے مقاصد کے حصول میں ناکامی ہوتی ہے تو ہم اپنے طریقے تبدیل کر لیتے ہیں مثلاً ہم وہاں کی حکومتوں پر اپنی حکومتوں کے ذریعہ دباؤ ڈلواتے ہیں کیونکہ ممالک یورپ اور چرچ کی تعلیمات کو رواج نہ دیتے تھے، یا ہم وہاں کی عوام کے لئے پیش کردہ خدمات سے ہاتھ کھینچ لیتے چونکہ بیشتر مسلمان حکمراں ہماری امداد اور خدمات کے بغیر جینا محال سمجھتے ہیں، اس لئے یہ آخری طریقہ آزمایا جاتا ہے کہ مذکورہ ممالک پر سیاسی واقتصادی پابندی عائد کرواتے ہیں، اور وہاں داخلی طور پر فتنہ وفساد اور تخریبی کارروائیاں شروع کر دیتے ہیں۔

سوال: کیا آپ چرچ کے ذرائع آمدنی کے متعلق کچھ تفاصیل نذر قارئین کریں گے؟

جواب: یورپی ممالک میں ایک عام قانون ہے کہ ہر ملازم کی تنخواہ سے 5٪ فیصد چرچ فنڈ کے نام پر لازمی طور پر کاٹ لیا جائے گا۔ نیز اکثر اسلامی اور افریقی ممالک میں یورپی سرمایہ کاری دراصل چرچ کی طرف سے ہوتی ہے اور ان سب کا منافع چرچ کے مقاصد پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ اسی کے بل بوتے پر چرچ عیسائیت کی تبلیغ سرانجام دیتا ہے، مثلاً مصری چرچ دس ہزار سے زائد جنوبی سوڈانی طلبہ کو اسکالرشپ دیتا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کی بھرپور نگہداشت کی جاتی ہے تا کہ وہ تعلیم سے فارغ ہو کر عیسائیت کے مبلغ اور بائبل کے علماء وفقہاء بن سکیں۔

سوال: آپ چرچ کی طرف سے متعدد اہم عہدوں پر فائز رہے تو آپ ان عہدوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟

جواب: یورپی چرچ کی تنظیمیں ان پر اموال کی بارش کرتیں اور بے حد وحساب اموال مہیا کرتیں بلکہ ہمارے عیش و آرام کا یہاں تک خیال رکھا جاتا کہ قیمتی گاڑیاں، خوبصورت عورتیں اور شراب وغیرہ بھی فراہم کی جاتی تا کہ ہم خود بھی مستفید ہوں اور ان لوگوں کو ان کے ذریعہ ان کے دین سے برگشتہ بھی کریں، ہمیں عمدہ اور مہنگی رہائشیں ملتیں اور تمام ممالک میں سفر کی سہولت مہیا کی جاتی، تاہم ان سب اشیاء نے مجھے کبھی بھی ذہنی سکون نہ پہونچایا، میں محسوس کرتا کہ ہمارے کرتوت، میری فطرت اور مزاج کے بالکل خلاف ہیں جس کے نتیجہ میں میں نہایت رنج والم محسوس کرتا۔ (نسیم ہدایت کے جھونکے جلد چہارم صفحہ نمبر: 190)

اسکولوں میں عیسائیت کا طریقۂ تبلیغ:

اسکولوں میں معصوم بچوں کے ذہنوں میں کیسے عیسائیت کا زہر بھرا جاتا ہے اس کو سمجھنے کے لئے ذیل کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

''ان مسلم بچوں کی ذہنی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر اسلامی شعائر سے دور ہوتے جاتے ہیں، مثلاً صحت کے اصول بیان کرتے ہوئے سائنس کے گھنٹہ میں بچوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ پیشاب کو زیادہ دیر تک روکے رکھنے سے مثانہ پر اثر پڑتا ہے، خطرناک قسم کی بیماریاں اس سے وجود میں آتی ہیں، بالخصوص سفر کے دوران جیسے ہی پیشاب لگے تو اولین فرصت میں اس سے فارغ ہوجانا چاہئے، پانی کے انتظار میں نہیں رہنا چاہئے۔ ایک مسلم بچہ نے جب یہ سنا تو اس نے اس پر صرف سفر میں عمل کرنا شروع کیا، آہستہ آہستہ بغیر پانی کے استنجا کرنا اسکی عادت بن گئی اور وہ اپنے گھر میں بھی پانی کی موجودگی کے باوجود اسکے استعمال سے گریز کرنے لگا، اس طرح ایک فرضی نقصان سے بچنے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مستحق بن گیا۔

ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت کی بچوں کو ترغیب دی گئی اس طرح کہ اگر آپ کو ان کی خدمت کے لئے فرصت میسر نہ ہو تو ان کو ایسے لوگوں کے حوالے کریں جو وقت پر ان کا خیال رکھ کر ان کی خبر گیری کرسکیں، مشنری اسکول کے ایک سابق مسلم طالب علم جو اب جوان ہوکر برسر روزگار ہوچکا تھا اپنے بوڑھے والد کو شہر سے دور سرکار کی طرف سے قائم بے سہارا بوڑھوں کے گھر میں داخل کرنے کے لئے گیا تو اسکی والدہ نے اس کو بہت سمجھایا کہ اسطرح نہ کیا جائے لیکن اسکا اصرار تھا کہ اسی طرح ہمیں تعلیم دی گئی ہے، ہمارے والد کی وہاں کے

ملازمین کی طرف سے اچھی خدمت بھی ہوگی، چاہے اسکے لئے ماہانہ کچھ فیس ہی کیوں نہ ادا کرنا پڑے اور ان سب سے بڑھ کر ہمارے گھر سے وہ مستقل بوجھ بھی چلا جائے گا جس پر اب سوائے خرچ کرنے کے مالی آمدنی یا فائدہ کی کوئی امید نہیں ہے، گھر میں تو اسکی صحت اچھی رہتی تھی، جب اس سرکاری بے سہارا گھر میں اس بوڑھے باپ کو داخل کیا گیا تو غم و پریشانی سے اسکی صحت روز بروز بگڑ نے لگی اور چند ہی دنوں میں وہاں پر اسکا انتقال ہو گیا۔

ہندوستان میں ایک اسلامی ادارہ کی طرف سے بعض مشنری اسکولوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ان مشنری اسکولوں میں موجود عیسائیوں کی تعداد بیس فیصد سے زائد نہیں، ہندو طلباء کا تناسب دس فیصد کے قریب ہے، باقی ستر فیصد مسلم طلباء ہیں جس کی اکثریت متمول یا غریب طبقہ سے تعلق رکھتی ہے، مالدار والدین اپنے بچوں کو اس لئے یہاں داخل کراتے ہیں کہ ان کے نزدیک ان سے کم درجہ کے طلباء کے ساتھ ان کے لڑکوں کا سرکاری یا دوسرے خانگی اداروں میں داخلہ قطع نظر اسکے کہ وہاں تعلیم کا معیار اچھا ہے یا برا انکی توہین کے مترادف ہے، ایسے غریب طلباء کی بھی ایک بڑی تعداد ملی جن کے سرپرستوں کی آمدنی ان کی ضروریات سے بہت کم تھی لیکن اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے یا جھوٹی ناموری کی دھن میں انکے والدین نے قرضہ لے کر اور زیادہ تر چوری یا غبن کر کے ان کو کانوینٹ میں داخل کر دیا ہے، یہاں زیر تعلیم بعض مسلم طلباء کی دینی معلومات کا جب جائزہ لیا گیا تو انکی بائبل کی معلومات قرآن سے زیادہ تھی، گھر میں فارغ اوقات میں خانگی طور پر اردو پڑھنے والے طلباء سے الف ب، ت، سے بننے والے الفاظ پوچھے گئے تو الف سے اللہ کے

بجائے انجیل ،م سے محمد کے بجائے مسیح اور ک سے کعبہ کے بجائے کلیسا بے ساختہ انکی زبان سے نکل پڑا، وہ چرچ کو بیت اللہ، حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں کو صحابہ اور بائبل کو دستورِ حیات و کتاب مقدس اور اسکے اقتباسات کو آیات سماوی کہہ رہے تھے"۔ (ماہنامہ الحق جون 2012ء مضمون مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی)

عیسائیت کی تبلیغ اسلامی رنگ میں:

عیسائی مبلغین بڑے ہی شاطرانہ انداز میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں، جس سے بہت سے مسلمان غیر شعوری طور پر عیسائیت سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً دیدہ زیب عیسائی کتابوں پر مسجد یا مینار یا رحل وقرآن کی تصویر ہوتی ہے، نیز مصنفِ کتاب اور ادارے کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہوتا ہے، جن کو پڑھ کر عام مسلمان اسلامی کتابیں خیال کرنے لگتا ہے۔ ان کی چند اردو کتابوں کے نام اس طرح ہیں: ہم دعا کیسے کریں؟ نصرۃ الحق، قرآن شریف اور انجیل شریف میں صلیب، زندگی کا نصب العین وغیرہ؛ ان کتابوں کو دیکھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو اسلامی کتابوں کا گمان ہونے لگتا ہے۔ (بصیرت آن لائن۔ آمنا سامنا میڈیا نیٹ ورک، ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۷ء، از مولانا سید احمد ومیض ندوی، استاذ حدیث دار العلوم حیدرآباد)

جنگوں کے پیچھے عیسائی مشنریوں کا ارتدادی مشن:

اس وقت پوری دنیا ایک جنگی کیفیت سے دوچار ہے، اگر دیکھا جائے تو ماضی قریب میں مسلمانوں کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں ان میں جنگ بھڑکانے اور آپس میں لڑانے کا بنیادی کردار امریکہ اور دیگر مغربی وعیسائی ممالک کا رہا ہے، ان لڑائی اور جنگوں کے جہاں بہت سارے مقاصد ہوتے ہیں ان میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ جب ان سخت حالات سے تنگ

آ کر لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگ اپنی جان بچانے کے لئے کسی محفوظ مقام کی تلاش میں ہوں گے تو عیسائی مشنریاں پہلے سے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق ان کے سامنے مال و دولت اور رہائش کے سبز باغ دکھا کر ان کو عیسائیت کے ارتدادی جال میں پھانس لیں گی، اس طرح ان کی دنیا تو پہلے ہی اجڑ چکی تھی اب ان بے چاروں کو دین وایمان کا بھی سودا کرنا پڑ گیا اور اس طرح وہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (ان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوگئی، یہ بالکل کھلی ہوئی بربادی ہے) کا مصداق بن جاتے ہیں۔

ذیل کی چند رپورٹوں سے جنگ زدہ ممالک کی صورت حال کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

’’یہی وجہ ہے کہ حالیہ عرصہ میں جہاں جہاں جنگ کے بادل منڈلائے وہاں عیسائی مشنریاں متحرک ہوئیں، خانہ جنگی سے دوچار عراق میں قریب دو دہائی سے عیسائی مشنریاں دندنا رہی ہیں، انہیں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کھلی چھوٹ حاصل ہے، وہ سیکڑوں تباہ حال عراقیوں کو مرتد کر چکی ہیں۔ یہی حال شام کا ہے جہاں کے جنگ زدہ مسلمانوں کی بڑی تعداد جرمنی اور دیگر یورپی ملکوں میں پناہ لے چکی ہے اور انہیں عیسائی مشنریوں نے اچک لیا ہے، بہت سے پناہ گذینوں نے مستقل شہریت کے حصول کے لئے عیسائیت کو اپنا لیا ہے۔

اس کا اندازہ علمی میڈیا میں شائع اس رپورٹ سے کیا جاسکتا ہے جو گذشتہ دنوں منظر عام پر آئی ہے۔

’’رپورٹ کے مطابق فنلینڈ کی حکومت نے گذشتہ ایک سال کے دوران ایران، عراق، شام اور افغانستان سے فنلینڈ پہنچنے والے ان مسلمان تارکین

وطن کی درخواستوں کو مسترد کر دیا ہے جنھوں نے شہریت کے لالچ میں عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا، جس کا ردعمل اس طور پر سامنے آیا کہ فنلینڈ کے چار سو عیسائی پادری ان مرتد مسلمانوں کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور انھوں نے ایک پٹیشن کے ذریعہ فنلینڈ کے امیگریشن ڈپارٹمنٹ سے اپیل کی کہ مرتد ہونے والے تارکین وطن کو شہریت دی جائے، پادریوں نے حکومت کو آگاہ کیا کہ مسلم ملکوں میں مرتد کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور اسلامی اصولوں کے مطابق مرتد کی سزا موت ہے۔ اس لئے وطن کی واپسی میں ان کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہیں، لہٰذا ان کی شہریت منظور کر لی جائے۔ اکتوبر ۲۰۱۶ء سے ستمبر ۲۰۱۷ء تک تین ہزار پانچ سو دس پناہ گذینوں نے شہریت کی درخواستیں جمع کرائی تھیں، جن میں ۱۸۴۹ درخواستیں رد کر دی گئیں، رد کردہ درخواستوں میں سے ۱۰۷ درخواستیں مرتدوں کی تھیں، عالمی میڈیا کے مطابق فنلینڈ کے عیسائی پادریوں نے پناہ گذینوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور شہریت دلوانے کے لئے انہیں مرتد بنانے کی غرض سے مشنری سرگرمیاں تیز کر دی ہیں اور فنلینڈ حکومت پر زور دیا کہ وہ اسلام ترک کر کے عیسائیت قبول کرنے والے پناہ گذینوں کی درخواستوں کو ہرگز رد نہ کرے۔"

"ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں کے مطابق فنلینڈ میں موجود پناہ گذینوں میں ترکِ اسلام کا رجحان بڑھ رہا ہے، ہر روز دس تا بیس پناہ گزیں مقامی چرچوں میں دکھائی دیتے ہیں، گذشتہ تین سال کے دوران ڈیڑھ ہزار سے زائد مسلم پناہ گذینوں نے عیسائیت قبول کر لی ہے۔ یہ صرف ایک یورپی ملک کی روداد ہے جب کہ جرمنی، یونان اور دیگر ممالک میں پیش آئے ارتداد کے

معاملات آئے دن اخبارات اور میڈیا کی زینت بنتے رہتے ہیں“۔

(بصیرت آن لائن ۔آمناسامنامیڈیانیٹ ورک ،۲۸ اکتوبر ۲۰۱۷ء،(ازمولاناسید احمد ومیض ندوی،استاذ حدیث دارالعلوم حیدرآباد)

این جی اوز (NGO's)

این جی او (NGO) مخفف ہے: (non governmental organization) کا،اس کا ترجمہ ہے: غیر سرکاری تنظیم،فلاحی ادارے۔

این جی اوز (NGO's) کی حقیقت:

یہ فلاحی خدمات کے نام پر درپردہ یہودیت ،عیسایت، قادیانیت ،آغا خانیت کا پرچار کررہی ہیں ۔مغربی اور یورپی ممالک کے یہود ونصاریٰ نے مختلف ناموں سے ہزاروں این جی اوز بنائی ہیں جوامداداورتعاون کے نام سے مسلمانوں میں کام کرتی ہیں' ظاہری طور پرتو ان کا کام بڑا خوشنما اور ہمدردی کا شاہکار ہوتا ہے کہ پل بنارہی ہیں' سڑک اور ہسپتال تعمیر کررہی ہیں اور پانی کی سپلائی میں مدد کررہی ہیں' لیکن اس کے پیچھے ان اداروں کے بڑے خطرناک مقاصد ہوتے ہیں' ایک تو غریب ممالک کے تعاون کے نام سے یہ ادارے عالمی بین الاقوامی فورموں سے بھاری مقدار میں چندہ وصول کرتے ہیں پھراس پیسہ کو یہ لوگ اپنے مذہب کی ترویج کے لئے استعمال کرتے ہیں' چنانچہ لاکھوں غریب مسلمانوں کواین جی اوز نے عیسائی یا یہودی بنادیا ہے' مسلمان ممالک میں ان اداروں نے نہایت چالاکی کے ساتھ مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کردیا ہے' انڈونیشیا' سوڈان اور بنگلہ دیش وغیرہ ممالک این جی اوز کے خاص نشانہ پر ہیں' جنگی حالت میں یہ ادارے کفار کے لئے جاسوسی کا کام بھی کرتے

ہیں اور سیلاب زدہ یا زلزلہ زدہ اسلامی علاقوں میں نہایت سرعت کے ساتھ پہنچ کر یہ ادارے مسلمان بچوں کی چوری کرتے ہیں اور پھر اپنے یہاں لے جا کر اپنے مذہب پر ڈال دیتے ہیں' ایسے ماحول میں مصیبت زدہ لوگوں کے لئے بھیجے گئے اموال پر بھی یہ لوگ قبضہ کرتے ہیں اور پھر بھاری تنخواہوں پر مسلمان لڑکیوں کو ملازمہ رکھ کر ان کے ذریعہ سے مسلمان گھرانوں میں گھس کر پردہ نشین عورتوں کے گھریلو نظام میں فساد پیدا کرتے ہیں' کبھی حکومت کی سرپرستی میں اور کبھی علاقے کی خواتین اور علماء سوء کے بل بوتے پر علاقے میں پیر جماتے ہیں' پھر فحاشی کے اڈے قائم کر دیتے ہیں' اس طرح زلزلہ زدگان کے لئے آیا ہوا مال زیادہ تر یہ لوگ ہضم کر جاتے ہیں۔ افریقہ کے عیسائی ممالک میں یہ ادارے کام نہیں کرتے' حالانکہ وہ قحط کی وجہ سے زیادہ محتاج ہیں' بلکہ یہ لوگ مسلمان علاقوں میں گھس آتے ہیں اور ماحول خراب کرتے ہیں۔ (ماہنامہ البینات کراچی جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق مئی ۲۰۰۹ء، صفحہ نمبر:5)

این جی اوز کی ایک کارگذاری:

آٹھ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ہونے والے زلزلے سے ہمارا علاقہ ہزارہ ڈویژن بشمول دیگر علاقوں کے متاثر ہوا' جس کے بعد سے مختلف ناموں اور طریقوں سے غیر ملکی این جی اوز "تعلیمی اور امدادی کاموں کے نام پر ہر طرف پھیل رہی ہیں' ان این جی اوز کی سرگرمیاں مشکوک ہیں' جن میں سے چند ایک یہ ہیں: ان کی خواتین کارکن' مسلمان خواتین سے کہتی ہیں کہ تم مختصر آستینوں والے لباس کیوں نہیں پہنتی کہ کام کاج اور آٹا گوندھنے میں دقت نہ ہو' بعض جگہوں میں این جی اوز کی طرف سے گفٹ کے طور پر بچوں کو دی گئی ایسی ٹافیاں

پائی گئی ہیں، جو دو قسم کی ہیں: ایک ٹافی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی مبارک لکھا ہوا ہے اور دوسری پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مبارک لکھا ہوا ہے، اس میں ایک ٹافی میٹھی ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لکھا ہوا ہے اور دوسری جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے، کڑوی بنائی گئی ہے، نونہالوں کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلیٰ اور اچھے ہیں، اس لئے ان کی ٹافی میٹھی ہے، بعض علاقوں میں چند لوگ باقاعدہ طور پر ان کے ہاتھوں مرتد بھی ہو گئے ہیں۔ (ماہنامہ البینات کراچی ربیع الاول ۱۴۲۸ھ اپریل ۲۰۰۷ء)

فتنہ قادیانیت کی عالمی تبلیغ
اور عالمِ اسلام پر اس کے حیران کن اثرات

قادیانیت کا مختصر تعارف:

''مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمہ کذاب کی طرح ایک مدعیٔ نبوت ہے، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے اس کو انکار ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ناروا اور ناپاک الزامات لگائے ہیں۔ اس لئے قادیانیت ایک فرقہ نہیں، شدید ترین اسلام دشمن ایک مستقل مذہب ہے۔ اس کی بنیاد ہی اسلام دشمنی پر پڑی ہے۔ اس کی براہ راست زد اسلام پر پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ قرآن وحدیث پر اپنے عقیدہ کا اظہار کرتا ہے اور تمام مذہبی اصطلاحات کو اپنے فرقہ میں استعمال کرتا ہے جو خالص اسلامی اصطلاحیں ہیں، اس لئے غیر مسلم اقوام کو تو اپنے مذہب میں لانے میں ناکام ہے، البتہ مسلمانوں کو مرتد بنانا اس کا اصل مشن ہے، وہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، اسلامی نام پایا، اس لئے اس کے

دعویٰ نبوت کا عذاب مسلمانوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے ہی مرحلہ پر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا، اس لئے مسلمان حلقوں میں اس کی بات سنی جاتی تھی، پنجاب ہمیشہ سے جاہل اور جعلی پیروں کی جولا نگاہ رہا ہے، اس لئے بتدریج اس کی پھیلائی ہوئی ضلالت وگمراہی کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا، جب اس کے گرد وپیش کچھ افراد جمع ہو گئے تو وہ اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہوا اور پر پُرزے نکالے اور اپنے عقائد کا اعلان کیا، تب لوگوں کی آنکھیں کھلیں، تب تک رستا ہوا پانی سیلاب بن چکا تھا اور جب ۱۹۰۸ء میں اس کا انتقال ہوتا ہے تو اس وقت تک قادیانیت ایک طاقتور مذہب کی شکل اختیار کر چکی تھی"۔(احتساب قادیانیت جلد نمبر ۵۵ صفحہ نمبر: ۲۵۳)

قادیانیت کی تبلیغ سے سب سے زیادہ نقصان کا اندیشہ:

اس وقت پوری دنیا میں عموماً اور غریب ملکوں میں خصوصاً قادیانیت کی تبلیغ بہت منظم اور بھرپور طریقہ پر ہو رہی ہے۔ چونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور ظاہر بھی مسلمانوں جیسا بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ابتدا میں باتیں بھی ایسی کریں گے کہ لوگوں کو اس کے قادیانی ہونے کا شبہ نہیں ہوگا، اس اعتبار سے ان کی تبلیغ سے سب سے زیادہ لوگوں کے دین و ایمان کو نقصان پہنچ رہا ہے، اور ہزاروں ایمان والے غیر شعوری طور پر قادیانیت کا شکار ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔

قادیانیت کی منظم تبلیغ کی وسعت کی ایک جھلک:

"آج یہ (قادیانی) فرقہ دنیا کا مالدار ترین فرقہ ہے۔ اس کے دو مرکزی دفاتر ہیں۔ ایک ہندوستان کے شہر قادیان میں ہے۔ یہیں سے اس کے اشاعتی

لٹریچر تیار کر کے پورے ملک میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں اور ایک ہفتہ وار اخبار بدر کے نام سے نکلتا ہے۔ اس مرکز کے ماتحت کئی درجن باتنخواہ مشینری پورے ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت میں شب وروز مصروف رہتے ہیں۔ ان کا دوسرا مرکزی دفتر پاکستان میں چنیوٹ کے قریب اپنے آباد کردہ شہر ربوہ میں ہے۔ اس دفتر سے عالمی پیمانے پر قادیانیت کی نشر واشاعت کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ یہیں کی تربیت گاہ سے نکلے ہوئے قادیانی دنیا کے مختلف ملکوں میں جا کر اپنے مذہب کی تبلیغ کا فرض انجام دیتے ہیں۔ وہاں ان کے بہت سے مدارس اور کالج ہیں۔ ان میں سب سے اہم احمدیہ مشنری کالج ہے۔ جس میں قادیانیت کے مشنری تیار کئے جاتے ہیں۔ قادیان اور ربوہ دونوں مرکزی دفاتر کا سالانہ بجٹ گیارہ کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔''

''یہی دونوں مرکز اپنے عالمی مشنریوں کو منظم کرتے ہیں۔ ہدایات دیتے ہیں۔ ان کے دفاتر کا بجٹ پورا کرتے ہیں۔ ایک سو سے زائد مرکزی مشنری ہیں اور ۱۶۴/ لوکل مشنری کام کرتے ہیں۔ اس طرح ۲۶۴/ پر جوش، بااختیار، مالیات کی فراہمی سے بے نیاز داعی اور مشنری عالمی پیمانے پر تبلیغِ قادیانیت کے نظام کو پوری قوت سے چلا رہے ہیں۔ یہ طریقہ انہوں نے عیسائی مشنریوں سے لیا ہے اور ٹھیک اسی نہج پر وہ کام کرتے ہیں۔

ان کے نظامِ تبلیغ واشاعتِ مذہب کی وسعت اور پھیلاؤ کا اندازہ مندرجہ ذیل تفصیل سے کیا جا سکتا ہے۔

امریکہ کی چار ریاستوں میں ۹ مشن کام کرتے ہیں۔ ان کی ۱۴/ عبادت گاہیں ہیں اور تین مدرسے، پانچ اخبارات ورسائل شائع ہوتے ہیں۔ یورپ کے

ملکوں میں کینڈا، انگلینڈ، ہالینڈ، سوئز رلینڈ، جرمنی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، بلجیم، اسپین اور اٹلی میں ان کے ۲۴ مشن، ۱۳۰ مسجدیں، ۲ مدرسے ہیں اور ۹ رسالے اور اخبارات جاری ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں فلسطین، شام، لبنان، عدن، مصر، کویت، بحرین، مسقط، دبئی اور اردن میں ۱۰ مشن چار عبادت گاہیں اور ایک مدرسہ ہے اور ایک رسالہ البشریٰ عربی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ مشرقی افریقہ میں کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زامبیا میں ۲۶ مشن ۱۷ مسجدیں ۵ مدرسے ہیں اور ۵ / اخبارات ورسائل شائع ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ کامیابی ان کو مغربی افریقہ میں ملی ہے۔

وہاں نائیجریا، گھانا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائبیسیریا، ٹوگولینڈ، نائیجر، بیتن اور صومالیہ میں ۲۳۷ / مشن، ۴۶۹ / عبادت گاہیں، ۱۵۴ / مدارس اور ۲۵ / ہسپتال ہیں اور ۴ / اخبارات ورسائل شائع کئے جاتے ہیں۔ ممالک بحر ہند میں ماریشس، لنکا، برما میں ۷ مشن ۱۳ / عبادت گاہیں اور ایک مدرسہ ہے۔ ۳ / اخبارات ورسائل جاری ہیں۔ مشرق بعید میں انڈونیشیا، ملیشیا، فجی آئی لینڈ، جاپان، فلپائن، جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن میں ۳۷ مشن ۱۲۷ / عبادت گاہیں اور ۵ مدرسے ہیں، ۶ / اخبارات ورسائل ہیں۔ مشرق بعید میں سب سے زیادہ کامیابی ان کو انڈونیشیا میں حاصل ہوئی جو ایک مسلم ملک کہا جاتا ہے۔ صرف انڈونیشیا میں ۳۰ مشن مصروف کار ہیں اور ۱۱۵ عبادت گاہیں اس کے مختلف شہروں میں موجود ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ قادیانیت کی تبلیغ میں کتنی منظم اور کتنی بڑی فوج لگی ہوئی ہے اور یہ ساری فوج صرف امت محمدیہ پر حملہ آور ہے اور اس کی مدافعت میں کوئی منظم جماعت ہماری نگاہوں میں نہیں ہے۔"

(احتساب قادیانیت جلد نمبر 55، صفحہ نمبر: 254)

قرآن کریم کی آڑ میں قادیانیت کی خطرناک تبلیغ:

''ان کی سب سے کاری ضرب اسلام پر ان کے ترجمۂ قرآن سے پڑتی ہے۔ وہ اپنی تائید میں مسلمانوں کی کتاب قرآن کو استعمال کرتے ہیں۔ اس کا دنیا کی تمام اہم ترین زبانوں میں ترجمہ کرتے ہیں اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں شائع کرتے ہیں، تمام مترجمین قادیانی ہیں، انہوں نے ترجمہ میں کیا کیا بد دیانتیاں کی ہوں گی اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا، ان تراجم کو اتنے بڑے پیمانے پر تمام ممالک میں پھیلا چکے ہیں، جن کا آپ اندازہ نہیں لگاسکتے۔

قرآن کے انگریزی ترجمہ کے متعدد ایڈیشن کئی لاکھ کی تعداد میں وہ شائع کر چکے ہیں۔ انگریزی زبان میں پانچ جلدوں میں ایک تفسیر بھی شائع کی ہے جو ۳۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کا خلاصہ بھی انگریزی میں شائع کر دیا گیا ہے جو ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہالینڈ کی ڈچ زبان میں قرآن کے ترجمے کے تین ایڈیشن اب تک وہ شائع کر چکے ہیں۔ جرمنی ترجمے کے تین ایڈیشن، مشرقی افریقہ میں کینیا کی سواحلی زبان میں ترجمہ قرآن کے بھی تین ایڈیشن یعنی تین ہزار نسخے شائع ہو چکے ہیں۔ نائیجریا کی زبان یوروبا میں قرآن کا ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بھی تین ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ ڈنمارک کی زبان ڈینش میں ترجمہ کر کے اس کو دس ہزار کی تعداد میں طبع کر کے تقسیم کیا گیا۔ یوگنڈا کی زبان یوگنڈی، یورپ کی جدید زبان اسپرنٹو میں، انڈونیشیا کی انڈونیشین میں، فرانس کی زبان فرنچ میں، روسی، اٹالین، سپینش، پرتگالی، بنگلہ زبان میں قرآن کے ترجمے کرائے گئے ہیں۔ مشرقی افریقہ کی بعض دوسری زبانوں کیکویو، لوو، کیکامیہ میں بھی قرآن کا ترجمہ کیا جاچکا ہے۔ آسامی، پنجابی اور ہندی زبانوں

میں ترجمے ہو چکے ہیں جن میں سے بعض شائع ہو چکے ہیں۔ بعض طباعت کے مرحلے میں ہیں، عنقریب وہ بھی شائع ہو جائیں گے۔ مغربی افریقہ کی مقامی زبانوں میں مثلاً سیرالیون کی زبان بینڈی، گھانا کی زبان فنٹے، توائی، نائیجیریا کی ایک زبان ہاؤسا اور فجی کی زبان فجین میں ترجمہ کا کام جاری ہے۔ مستقبل قریب میں وہ بھی شائع ہو جائیں گے۔ چینی زبان میں بھی ترجمہ کی تیاریاں ہیں۔

(احتساب قادیانیت جلد نمبر ۵۵ صفحہ نمبر:۲۵۵)

قادیانیت کی بیخ کنی سے غفلت کا انجام:

''ان حالات کے پیش نظر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیانیت کی جڑیں کتنی گہرائی تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس کی مدافعت میں جتنی توانائیاں ہمیں لگانی چاہئے تھیں ہم نے نہیں لگائیں۔ ہم چند دلچسپ مباحثوں، مناظروں اور اشتہار بازیوں میں مصروف رہے اور اسے ایک حقیر اور مختصر سی جماعت سمجھ کر اس کی طرف سے بے نیازی برتتے رہے اور وہ خاموشی سے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالتے رہے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہے۔

قادیانیت کی جنم بھومی ہندوستان کی سرزمین ہے۔ یہیں کے علماء کا سب سے پہلے فریضہ تھا کہ اس نئے مذہب کی تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں سے تمام عالم اسلام کو باخبر کرتے اور ابتداء ہی سے اس کے خلاف ایک متفقہ اجتماعی پالیسی اختیار کر کے اپنے فیصلہ سے اسلامی دنیا کو باخبر رکھتے تو شاید اتنے بڑے پیمانے پر یہ تباہی نہ پھیلتی، یہ ہماری کوتاہی تھی، اسلام نے ہمارے اوپر اپنی حفاظت کی جو ذمہ داری عائد کی تھی اس کو کما حقہ ہم نے پورا نہیں کیا اور ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کی پونجی ہماری غفلت سے لٹ گئی، خدا ہماری

کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔“ (احتساب قادیانیت ج:۵۵،ص:۲۵۶)

قادیانیوں اور آر ایس ایس (RSS) کا گٹھ جوڑ:

”کثیر الاشاعت ہفت روزہ اردو نئی دہلی اپنی ۳ تا ۹ /اکتوبر ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں قادیانیت کے تعلق سے بعنوان ”قادیانی نئے جال لائے پرانے شکاری“ تحقیقاتی رپورٹ نمایاں طور پر بیان کرتا ہے کہ قادیانیوں کے تعلقات ہندو تنظیم RSS سے ہیں اور RSS کے بعض لیڈر قادیانیوں کے ایجنٹ ہیں اور دہشت گردی کی پشت پر دونوں کی سانٹھ گانٹھ ہے، نیز نئی دنیا کی دوسری اشاعت میں نئی دنیا کے ایڈیٹر شاہد صدیقی نے برسرورق دو منھے سانپ کی تصویر بنا کر جس میں ایک منھ قادیانیت کا اور دوسرا RSS کا ہے، دونوں کے گہرے تعلقات کا خلاصہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ہریانہ کے جھنجھولی میں مسلم راشٹریہ منچ کے سالانہ جلسہ کی صدارت آر ایس ایس کے بڑے لیڈر اندریش کمار کر رہے تھے، جس میں مسلمانوں کی قابلِ ذکر تعداد نظر آ رہی تھی، جس میں داڑھی ٹوپی میں ملبوس مولانا قسم کے افراد بھی خاصی تعداد میں شامل تھے، دنیا حیران تھی کہ اجمیر شریف، مکہ مسجد، اور سمجھوتہ ایکسپریس میں بم دھماکے کروانے والوں سے اتنے سارے مسلمان ہدایات لے رہے تھے؛ لیکن اب یہ راز پختہ شواہد کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں کہ اندریش کمار اور راشٹریہ مسلم منچ کی اصل طاقت مسلمان نہیں؛ بلکہ قادیانی ہیں، گذشتہ چند برسوں میں آر ایس ایس اور قادیانیوں کا رشتہ زیادہ گہرا اور پُراسرار ہوگیا ہے، سنگھ پریوار نہایت ہی شاطرانہ انداز میں قادیانیوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے، حتیٰ کہ مسلم راشٹریہ منچ کے پرانے کارکنوں اور عہدیداروں پر نو وارد قادیانیوں کو ترجیح دی جا رہی ہے، یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ قادیانی مسلمانوں کے خلاف کس

حد تک جاسکتے ہیں، قرآن کریم کی آیات واحادیث کریمہ کی من مانی تاویلات وتشریحات ہو، یا قرآن کریم میں کھلی تحریف کونشانہ بنا کر مسلمانوں سے مطالبہ کرنا کہ پہلے وہ ان آیاتِ جہاد کوقرآن سے نکالیں پھر بات ہوگی، آر ایس ایس کی مدد قادیانی علماء اوران کی کتابیں کرتی آئی ہیں، یہی لوگ RSS کواسلام اور مسلمانوں کے خلاف مواد فراہم کرتے آئے ہیں، قادیانیوں پر RSS کے اعتماد کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جن ریاستوں میں B.J.P. اقتدار میں ہیں، وہاں وقف بورڈ اور حج کمیٹیوں میں قادیانیوں کو بٹھایا گیا ہے، مسلم راشٹریہ منچ کا ایک لیڈر کہتا ہے کہ اندریش کمار جیسے لوگوں کوقرآن کی آیات کا استعمال کرنے میں قادیانی ہی مدد کرتے ہیں اور وہی ان کو اپنی مرضی کا معنی پہنانے میں مدد کرتے ہیں، قادیانیوں اور RSS کا یہ رشتہ بہت ہی پرانا ہے، یہ دونوں جماعتیں انگریزوں کے دور میں بھی ایک ہی مشن پر عمل پیرا تھیں، اگر ہماری حکومت اور سیکورٹی ایجنسیوں نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں تو یہ خطرناک گٹھ جوڑ ملک وقوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچادے گا، لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ RSS اور قادیانیوں کے رشتوں کی تحقیقات کرائے“۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ربیع الثانی، جمادی الاولی ۱۴۳۳ ہجری مطابق مارچ، اپریل ۲۰۱۲ء ص:۸)

ارتداد کا دوسرا سبب:
غربت وافلاس۔ فقر وفاقہ

مال ودولت بھی اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب نعمت ہے، اس نعمت کی زیادتی بھی انسان کوگمراہی اور غلط راستے پر جانے کا ذریعہ اور سبب بنتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ (الشوریٰ ۲۷)

(اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو روزی کی فراوانی عطا فرما دیتے ہیں تو لوگ زمین پر سرکشی کرنے لگتے ہیں) جیسا کہ اکثر مالداروں کا حال اس آیت کریمہ کی کھلی ہوئی تفسیر ہے۔

مال و دولت کا نہ ہونا بھی انسان کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے، چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جُوا جیسی قبیح حرکتوں سے بڑھ کر بسا اوقات انسان کے عقائد کو خراب کر کے اس کو کفر و ارتداد کے منہ میں پہنچا دیتے ہیں، چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا (شعب الایمان للبیهقی،قال العلامة الفتنی فی تذکرة الموضوعات :ضعیف ولکن صح من قول أبی سعید) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فقر و فاقہ آدمی کو کافر بنا سکتا ہے۔

فقر و فاقہ سے نبی ﷺ کا پناہ مانگنا اور اس کا حکم دینا:

اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ فقر و فاقہ سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(مسند احمد، حدیث ابی بکرة نفیع بن الحارث بن کلدة، قال شعیب الارنؤوط : اسناده قوی علی شرط مسلم۔ المستدرک للحاکم وقال: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجاه وقال الذهبي في التلخيص :علی شرط مسلم)

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کفر، فقر اور عذاب قبر سے)

حضرت ابوبکرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَأَمْرِكَ الْعَظِيمِ أَنْ

تُجِيْرَنِي مِنَ النَّارِ وَالْكُفْرِ وَالْفَقْرِ.(كنز العمال عن الديلمي ـجمع الجوامع للسيوطي وقال: أخرجه أيضا أبو الشيخ في طبقات المحدثين بأصبهان)

(اے اللہ! میں آپ کی معزز ذات اور آپ کے عظیم حکم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آگ اور کفر اور فقر سے پناہ دے دیجئے۔)

اللہ کے رسول ﷺ جس طرح خود فقر و فاقہ سے پناہ مانگا کرتے تھے اسی طرح دوسروں کو بھی پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ "(سنن النسائي، باب الاستعاذة من الفقر۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل وقال شعيب الأرنؤوط: حديث صحيح)

(فقر اور تنگی و ذلت اور ظالم یا مظلوم بننے سے تم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو)

غربت وافلاس اور فقر و فاقہ کی وجہ سے ارتداد:

آج پوری دنیا میں مسلمان کثرت سے جو مرتد ہو رہے ہیں اس کے اسباب میں سے ایک بنیادی سبب غربت وافلاس اور فقر و فاقہ بھی ہے، بلکہ ایک منظم سازش اور پلان کے تحت مسلمانوں پر ایسے حالات مسلط کئے جا رہے ہیں کہ وہ فقر و فاقہ سے مجبور ہو کر اپنے دین و ایمان کو خیر باد کہہ دیں۔

اسی وجہ سے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: "كان المال فيما مضى يكره، فأما اليوم فهو ترس المؤمن "یعنی زمانہ سابق میں مال کو پاس رکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا، لیکن آج یہ مال مومن کی ڈھال ہے۔ نیز انہوں نے فرمایا: "من كان في يده من هذه شيئا فليصلحه، فإنه زمان إن احتاج كان أول من يبذل دينه "یعنی جس کے پاس روپے پیسوں میں سے

کچھ موجود ہو اسے چاہیے کہ اس مال کو مناسب طریقہ پر کام میں لائے، کیوں کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ اگر کچھ حاجت پیش آگئی، تو انسان سب سے پہلے حاجت پوری کرنے کے لیے اپنے دین ہی کو خرچ کرے گا۔ (معارف القرآن شفیعی، ص ۳۰۲/۶)

افریقہ وایشیاء کے پسماندہ مسلم ممالک میں عیسائی مشنریوں کا وسیع جال پھیلایا گیا، شفاخانوں اور رفاہی تنظیموں کے قیام کی آڑ میں اپنے ناپاک مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ کے جنگلات و دور دراز علاقوں میں بسنے والے مسلمان اپنے مالی مسائل و معاشی مشکلات سے تنگ آکر ان کے جال میں پھنسنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اپنا دین چھوڑ کر مرتد بھی ہوئے، ملیشیا، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش وغیرہ کے اندر بھی ان کو اس سلسلے میں خاطر خواہ کامیابی ملی، انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ہسپتال میں داخل بے سہارا مسلمانوں کی مالی مدد کی گئی، اس سے انکا متاثر ہونا فطری امر تھا، مصیبت کے وقت یہ لوگ ان کے پاس فرشتہ بن کر آئے تھے۔ فرط مسرت سے یہ ان کو اپنا ایمان و دین بھی دے بیٹھے اور ان کی ہمدردانہ باتوں سے جس میں اسلام سے نفرت پیدا کرنے والی بعض غیر شعوری باتیں داخل تھیں متاثر ہو کر اسلام سے نکل کر عیسائیت میں داخل ہو گئے، بین الاقوامی سطح پر قائم ریڈ کراس اور جگہ جگہ قائم اس کی شاخیں اسی منصوبہ کا ایک حصہ تھیں، ضرورت مندوں کو قرضوں کی فراہمی، بے روزگاروں کو روزگار کی تلاش میں مدد، غریب طلباء کو وظیفے وغیرہ کے ذریعہ بھی پھانسنے کی کوشش کی گئی۔ (ماہنامہ الحق جون ۲۰۱۲ء ص ۳۱)

فقر و فاقہ کے شکار مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے عیسائی مشنریاں کیا کیا حربے استعمال کر رہی ہیں، اور مسلمان ان کے ارتدادی جال میں کس طرح

پھنس رہے ہیں، اور اس کی وجہ سے کیسے کیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں یہ ساری تفصیلات اوپر کے صفحات میں بیان کی جا چکی ہیں۔

ارتداد کا تیسرا سبب:
نفسانی خواہشات کی اتباع

خواہشات بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں:

انسان کے اندر خواہش کا ہونا کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، البتہ ناجائز اور حرام جگہوں میں خواہش کو استعمال کرنا یہ حرام، ناجائز اور ممنوع ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر خواہشات اور لذتیں اس لئے پیدا کی ہیں تاکہ ہم اپنے مقاصدِ زندگی کو مکمل طور پر حاصل کر سکیں، ظاہری بات ہے کہ کھانے اور پینے کی لذت اور شہوت اللہ کی نعمت ہے، دنیا میں اسی کے اوپر ہمارے جسموں کا وجود منحصر ہے، نکاح کی شہوت اور لذت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسی کے ذریعہ سے نسل انسانی باقی رہتی ہے۔ ان (جسم اور اس کی صلاحیتوں کو اور اولاد اور اپنی نسل) کو اگر اللہ کے حکموں پر چلنے میں استعمال کیا جائے تو ہم اللہ کے شکرگذار بندے ہوں گے اور یہ ہمارے لئے سراسر دنیا و آخرت کی کامیابی وسعادت کا ذریعہ بنیں گی، اور اگر ان ہی چیزوں کو اللہ کی منع کی ہوئی حرام چیزوں میں استعمال کیا جائے تو ہم اللہ کے ناشکرے اور ظالم بندے کہلائیں گے اور یہ ہمارے لئے ہلاکت و بربادی کا ذریعہ اور سبب بنیں گی۔ (الاستقامة لابن تیمیة رحمه الله، فصل یتعلق بالسماع)

خواہشات نفسانیہ گمراہی کا ذریعہ:

''نفسانی خواہشات کی پیروی بڑا خطرناک مرض ہے، جس نے ہمیشہ راہِ راست وصراطِ مستقیم سے لوگوں کو ہٹایا اور گمراہی کے غار میں ڈھکیلا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس بیماری کے شکار کتنے لوگوں کو اس نے جہنم رسید کیا ہے؟ اور اس کی جانب قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے کہ اتباع خواہشات کی وجہ سے غلو پیدا ہوتا ہے، چنانچہ فرمایا گیا: وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا (الکہف: ۲۸) (اور تم پیروی نہ کرو اس کی جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی اتباع کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے''۔ (غلو فی الدین، حقیقت، اسباب اور صورتیں ص: 137)

محمد بن سیرینؒ فرمایا کرتے تھے ''إِنَّ أَسْرَعَ النَّاسِ رِدَّةً أَهْلُ الْأَهْوَاءِ'' کہ خواہشات کے پیچھے چلنے والے سب سے جلدی ارتداد کی طرف بڑھتے ہیں۔ (القدر للفریابی)

''پتہ چلا کہ خواہشات کا اتباع اور شہوات کی پیروی کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اس کا انجام بے ایمانی و بے دینی اور ایمان و یقین سے محرومی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

کتبِ تاریخ وسیر نے یہ واقعہ محفوظ کیا ہے کہ یہودی نژاد عالم کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب، جو مدینے میں یہودیوں کے سردار تھے، وہ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف کفارِ مکہ سے ساز باز کرنے کے لیے مکہ آئے اور ابوسفیان سے ملاقات کی اور اہل ِاسلام کے خلاف مکے والوں سے تعاون کرنے کی پیش کش کی؛ مگر اہل مکہ ان

یہودیوں کی فطرت سے واقف تھے؛اس لیے انھوں نے کہا کہ تم دھوکے باز قوم ہو، اس لیے ہمیں تم پر یقین نہیں کہ تم اپنا وعدہ نبھاؤ گے؛ لہٰذا تم اگر سچے ہو تو ہمارے بتوں (جن کے نام ''جبت وطاغوت'' ہیں) کے سامنے سجدہ کرو۔اس پر ان یہودیوں نے بتوں کو سجدہ کیا؛ حالانکہ وہ اس کو شرک سمجھتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اس سے آدمی مشرک ہوکر یہودی مذہب سے خارج ہوجاتا ہے؛مگر محض ہوائے نفسانی کی بنا پر اور کفار سے ساز باز کرنے کے لیے اپنا ایمان بھی کھو دیا''۔(غلو فی الدین، حقیقت، اسباب اور صورتیں ص: 137)

خواہش نفس کی بنا پر ایک مؤذن کا ارتداد:

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص کی حکایت معلوم ہوئی ہے جو بغداد میں رہتا تھا، اسکا نام صالح تھا، یہ نیک نامی میں بہت مشہور تھا چالیس سال تک اذان دیا تھا،ایک دن اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھا اور مسجد کے پہلو میں ایک عیسائی کے گھر میں اس کی بیٹی کو دیکھا اور اسکے فتنہ میں مبتلا ہوگیا، اتر کر اس کے دروازہ پر آیا اور اسکا دروازہ کھٹکھٹایا، عیسائی لڑکی نے دروازہ کھولا اور پوچھا کون ہے؟ جب اس مؤذن کو اندر آنے کی اجازت ملی تو وہ اندر داخل ہوتے ہی اس لڑکی سے لپٹ گیا،لڑکی نے کہا تم مسلمان تو بڑی دیانت وامانت والے ہوتے ہو، ان میں حیا و پاکدامنی ہوتی ہے، یہ خیانت و بے حیائی کیسی؟ عشق کا بھوکا درندہ اس پر سوار ہوچکا تھا اس نے جواب میں کہا کہ اگر میری بات مانتی ہو تو ٹھیک ورنہ میں تمھیں قتل کردوں گا،لڑکی نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، نہ تم مجھے قتل کرسکو گے اور نہ ہی اس حال میں میری عزت لے سکتے ہو، ہاں اگر تم اپنا دین چھوڑ دو اور عیسائی ہوجاؤ تو پھر تمہاری خواہش پوری

ہوگی، اس نے کہا میں تمہاری خاطر سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہوں، یہ کہہ کر وہ کہنے لگا: میں اسلام کواور محمد کے لائے ہوئے دین کو چھوڑتا ہوں، اس کے بعد اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تولڑکی نے کہاتم یہ زبانی جملہ اس لئے کہہ رہے ہو کہ تم اپنا مقصد پورا کرلو، مقصد پورا ہوجانے کے بعد اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے، تم اپنی بے دینی کا ثبوت دینے کے لئے میری شرط مانو اور خنزیر کا گوشت کھا کر دکھاؤ، یہ کہہ کر اندر سے خنزیر کا گوشت لاکر سامنے رکھدیا، وہ فوراً اٹھا کر کھانے لگا، اس کے بعد اس نے شراب پلایا، وہ خوب سیر ہوکر شراب پیا، جب نشہ چڑھ گیا تو اس نے کہا تھوڑی دیر اوپر چڑھ کر سوجاؤ، جب میرے والد آئیں گے تو ہم دونوں کا نکاح کرادیں گے، اسکو چھت پر چڑھادیا، نشہ میں وہ چھت سے زمین پر گرا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی، وہ لڑکی دروازہ بند کر کے چل دی، تھوڑی دیر بعد جب اسکا باپ آیا تو ان کو سارا واقعہ سنایا، جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو وہ نیچے گر کر مر چکا تھا، دونوں نے اسکو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک کونہ میں رکھدیا، رات ہونے پر اس کو ایک گلی میں پھینک دیا، صبح لوگوں نے مشہور نیک صالح شخص کی لاش دیکھی اور وجہ معلوم ہوئی تو لوگوں نے اسکی لاش کو گندگی کے ڈھیر میں پھینک دیا۔ (الشہوات المہلکۃ بحوالہ: ذم الہویٰ، ص ۴۰۹)

نفسانی خواہشات کی بناپر ”بنی اسرائیل کے ایک عالم وبزرگ کی بری موت کا عبرتناک واقعہ قرآن کریم کی روشنی میں“ اور اس طرح کے دوسرے واقعات اوپر گذر چکے ہیں۔

آج کے اس بے حیائی کے زمانے میں خواہشات نفس کی بناپر، خاص طور پر اسکول وکالج کے کھلے ماحول میں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے عشق ومحبت کی

بنا پر غیر مسلموں سے شادیاں کر کے اپنے دین وایمان کو بیچنے کی خبریں دنیا بھر میں مشہور ہیں، روزانہ اس طرح کے واقعات رونما ہونا ایک عام سی بات ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس بیماری سے ہماری حفاظت فرمائے۔

ارتداد کا چوتھا سبب:
کفریہ کلمات سے جہالت وناواقفیت

قیامت کی اہم نشانی: علم کا اٹھالیا جانا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ (بخاری) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت عام ہوجائے گی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی آج بالکل صادق آرہی ہے، آج زندگی کے تمام شعبوں میں جہالت عام ہے ہی، جہالت کی انتہاء یہ ہے کہ آج کل لوگوں کو ایمان ویقین کے بارے میں بھی کچھ پتہ نہیں کہ کون سی باتیں اور کون سے کام ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو کافر اور مرتد بنادیتے ہیں، ہنسی مزاق میں، غصہ میں، لڑائی جھگڑے کے موقع پر یا ویسے ہی بعض مرتبہ انسان ایسی بات بول جاتا ہے کہ اس کا ایمان خطرہ میں پڑجاتا ہے، اس لئے حفاظتِ ایمان کے لئے ان باتوں کو معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَكُونُ فِتْنَةٌ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللهُ

بِالْعِلْمِ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، سنن الدارمی، سندہ ضعیف قالہ محققہ حسین سلیم اسد۔ المعجم الکبیر للطبرانی) کہ ایسے ایسے فتنے رونما ہوں گے کہ صبح کے وقت آدمی مسلمان ہوگا اور شام کے وقت کافر ہوجائے گا سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ علم کی برکت سے بچائے رکھیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

''علم کی برکت سے بچانے کا مطلب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ وہ کفر وایمان کی حدود سے واقف ہو، اور وہ اس چیز کو جانتا ہو کہ کس چیز سے آدمی مسلمان بنتا ہے اور کس بات سے کافر ہوتا ہے''۔ (الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۱۶۱)

زبان کا ایک بول ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بنا سکتا ہے:

ہر مسلمان کو چاہئے کہ زبان سے جو بھی بولے سوچ سمجھ کر بولے، ورنہ ہوسکتا ہے کہ زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے اس کو جہنم کا ایندھن بننا پڑ جائے جیسا کہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان) یعنی بندہ بعض مرتبہ اللہ کو خوش کرنے والی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس (کی اہمیت) کا اس کو خیال بھی نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند کردیتے ہیں۔ اور بندہ کبھی زبان سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس (کے نقصان) کا اس کو احساس نہیں ہوتا، وہ اس کو جہنم میں پہنچادیتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ والمغرب ۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان) بسا اوقات انسان کوئی ایسی بات بول دیتا ہے جس کا مطلب نہیں سمجھتا اس کی وجہ سے مشرق اور مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور جہنم میں جا گرتا ہے۔

ایک تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ۔ (مسند احمد، باب مسند ابی ہریرۃؓ، حدیث نمبر: ۷۶۹۱۷) یعنی آدمی کوئی ایسا بول بولتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اس کی وجہ سے جہنم میں ستر سال کی مسافت دور جا گرتا ہے۔

کفریہ الفاظ کو جانے بغیر دین وایمان کی حفاظت مشکل ہے:

کسی بھی چیز سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے جہاں اس کو فائدہ پہنچانے والی چیزوں کو معلوم کرنا ضروری ہے وہیں اس کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کا جاننا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے، اسی وجہ سے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور نیک لوگوں کے احوال وصفات کو بیان فرمایا ہے تو وہیں پر اللہ تعالیٰ نے برائیوں اور برے لوگوں کے احوال وصفات کو بھی بیان فرمایا ہے، اس کا مقصد خود اللہ تعالیٰ نے بیان کردیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ (الانعام/۵۵) (ہم آیات کو کھول کھول کر اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ گنہگاروں کا راستہ واضح ہوجائے) کیونکہ آدمی اگر ان برائیوں کو نہ جانتا ہو تو لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اس کا شکار ہوسکتا ہے، لہٰذا دین وایمان کی حفاظت وسلامتی کے لئے صرف

اچھائیوں کا جاننا کافی نہیں ہے، بلکہ نیکیوں کو جاننے سے زیادہ ضروری یہ جاننا ہے کہ کون کون سی وہ باتیں اور کون کون سے وہ اعمال ہیں جو دین وایمان کے لئے خطرہ کا سبب بنتے ہیں، ان کو جانے بغیر دین وایمان کا بچانا انتہائی مشکل ہے، اسی بنا پر حضرت عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے تھے: ’’یوشك أن تنقض عرى الإسلام عروة عروة إذا نشأ فی الإسلام من لا یعرف الجاهلیة". (الفوائد لابن القیم) جو شخص اسلام میں پیدا ہوا اور اس نے جاہلیت کو نہیں جانا تو ہوسکتا ہے کہ وہ اسلام کی کڑی کو ایک ایک کر کے توڑ بیٹھے۔ (یعنی دائرۂ ایمان سے نکل جائے)

کافر بنا دینے والے الفاظ کا جاننا فرض ہے:

علماء نے لکھا ہے کہ کافر بنا دینے والے الفاظ کا علم حاصل کرنا بھی نماز وروزہ کی طرح فرض عین ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: لَا شَکَّ فِي فَرْضِیَّةِ عِلْمِ الْفَرَائِضِ الْخَمْسِ وَعِلْمِ الْإِخْلَاصِ ..... وَعِلْمِ الْأَلْفَاظِ الْمُحَرَّمَةِ أَوِ الْمُکَفِّرَةِ۔ (شامی، مقدمة، مطلب فی فرض الکفایة وفرض العین، ج ۱ ص ۱۲۲) یعنی اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ جس طرح نماز روزہ وغیرہ فرائض کا علم فرض ہے اسی طرح حرام اور کافر بنا دینے والے الفاظ کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ وضو اور روزہ کے نواقض کے مسائل تو بتاتے ہیں لیکن نواقضِ ایمان نہیں بتاتے یعنی جن باتوں کی وجہ سے انسان کا ایمان ختم ہوجاتا ہے ان کو بھی بتانا چاہئے، موجودہ حالات میں اس کی ضرورت واہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

اس زمانے میں الفاظ کفریہ کی کثرت:

علامہ شامیؒ اپنے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں: وَلَعَمْرِي هٰذَا مِنْ أَهَمِّ الْمُهِمَّاتِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ، لِأَنَّكَ تَسْمَعُ كَثِيْرًا مِنَ الْعَوَامِّ يَتَكَلَّمُوْنَ بِمَا يُكَفِّرُ وَهُمْ عَنْهَا غَافِلُوْنَ۔ (حوالہ بالا) اللہ کی قسم! یہ (کفریہ کلمات کی کثرت) اس زمانے کے پیچیدہ اور اہم مسائل میں سے ہے کیونکہ تم بہت سے لوگوں کی زبانوں سے کافر بنا دینے والی باتیں سنو گے اور ان لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ اس سے غافل اور لاپرواہ ہوں گے (اور ان کو پتہ نہیں ہوگا کہ میں نے کوئی کفریہ بات کہی ہے)

یہ تو علامہ شامیؒ نے اپنے زمانے کے حالات کو سامنے رکھ کر کہا، جب کہ اُن کا زمانہ آج کے زمانے کے مقابلہ میں یقیناً بہتر تھا، اِس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج لوگوں کے دین وایمان کا کیا حال ہوگا، ہنسی مزاق میں، غصہ میں، لڑائی جھگڑے اور مقدمات کے موقعوں پر یا بلا کسی وجہ کے ویسے ہی لوگ، خاص طور پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، زبان سے ایسے الفاظ نکال دیتے ہیں جو آدمی کو ایمان سے خارج کر دیتے ہیں اور ان کو کفر سمجھنا تو دور کی بات ہے لوگ ان کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

ایمان بھی کپڑے کی طرح پرانا ہو جاتا ہے:

پیدائشی وخاندانی مسلمانوں کا ایمان بغیر کسی قربانی ومجاہدہ کے ایک لمبی مدت سے یعنی دادا، پردادا، یا اور اس کے اوپر سے چلا آرہا ہوتا ہے، نیز خود ایک مسلمان اس ایمان جیسی عظیم الشان دولت کے ساتھ ایک لمبی عمر (مثلاً ساٹھ ستر سال) گذارتا ہے تو اگر وہ ایمانی کیفیات واحساسات کے ساتھ اتنی لمبی

زندگی نہ گذارے، تو اس کا مطلب کہ اس شخص کا ایمان پرانا ہوگیا ہے، اب اس کوتجدید (اس کو نیا کرنے) کی ضرورت ہے، اور اگر خدانخواستہ اس نے ایمان کی ناقدری کے ساتھ زندگی گذاری تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پر ایمان کی تجدید ضروری ہے۔ ذیل کی دوحدیثوں میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ایمان کی تجدید مقصود و مستحسن چیز ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الإِيمَانَ لَيَخْلَقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلَقُ الثَّوْبُ الْخَلِقُ، فَاسْأَلُوا اللهَ أَنْ يُجَدِّدَ الإِيمَانَ فِي قُلُوبِكُمْ. (المستدرک للحاکم وقال رواته ثقات ووافقه الذهبی۔ وقال فی مجمع الزوائد: رواه الطبراني في الكبير وإسناده حسن۔)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک ایمان بھی تمہارے سینوں میں پرانے کپڑے کی طرح پُرانا ہوجاتا ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ کردے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ نُجَدِّدُ إِيمَانَنَا؟ قَالَ: أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (رواه احمد واسناده جيد كذا في مجمع الزوائد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ایمان کی تجدید (یعنی اُس کو تازہ) کرتے رہا کرو، صحابۂ کرامؓ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! ہم اپنے ایمان کی تجدید کیسے کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں اِرشاد فرمایا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کثرت سے پڑھا کرو۔

روزانہ تجدید ایمان اور مہینہ میں ایک بار تجدید نکاح کرنا چاہئے:

علم دین سے جہالت کی وجہ سے آدمی کو پتہ نہیں ہوتا کہ میں نے کیا بول دیا، ہوسکتا ہے کہ اس نے کوئی ایسی بات بول دی ہو جس سے اس کا ایمان ختم ہوگیا ہو، یا کفر وارتداد کے اسباب کی کثرت کی بنا پر ہوسکتا ہے کہ آدمی غیر اختیاری طور پر ارتداد کا شکار ہوگیا ہو ،اس لئے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: وَالِاحْتِيَاطُ أَنْ يُجَدِّدَ الْجَاهِلُ إِيمَانَهُ كُلَّ يَوْمٍ وَيُجَدِّدَ نِكَاحَ امْرَأَتِهِ عِنْدَ شَاهِدَيْنِ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، إِذْ الْخَطَأُ وَإِنْ لَمْ يَصْدُرْ مِنَ الرَّجُلِ فَهُوَ مِنَ النِّسَاءِ كَثِيرٌ. (شامي، مقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين، ج ١ ص ١٢٢) احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جاہل آدمی ہر دن اپنے ایمان کی تجدید کرلے اور مہینہ میں ایک دو مرتبہ اپنی بیوی سے دو گواہوں کے سامنے نکاح کی بھی تجدید کرلے کیونکہ (کافر بنادینے والی) غلطی اگر چہ کہ شوہر کی جانب سے زیادہ نہیں پائی جاتی لیکن عورتوں کی جانب سے بہت زیادہ صادر ہوتی ہے۔

ارتداد کا پانچواں سبب: یہود و نصاریٰ سے دوستی

یہودیوں اور عیسائیوں سے دل سے دوستی کرنا بھی آدمی کو کفر وارتداد تک پہنچا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دوست بنانے سے منع کیا ہے، ارشاد فرمایا: يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰٓ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. اے ایمان والو! تم یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو شخص تم میں سے ان

سے دوستی کرے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِنَّ مُوَالَاۃَ الْیَھُوْدِ وَ النَّصَارٰی تُوْرِثُ الْاِرْتِدَادَ یعنی اس آیت سے پتہ چلا کہ یہود و نصاریٰ کی محبت تم کو مرتد بنادے گی۔

آج عرب ممالک کے حکمرانوں کی یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کی بنا پر جو ارتداد و الحاد کا سیلاب ان ملکوں میں برپا کیا گیا ہے، اس سے ہر شخص باخبر ہے، نیز اوپر کے صفحات میں بھی اس کے متعلق کچھ حالات و واقعات بیان کئے جاچکے ہیں۔

ایمان کی حفاظت کے چند بنیادی اسباب

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا اس کا تعلق فتنۂ ارتداد کی خطرناکی اور اس کی ہولناکی سے تھا اور پوری دنیا میں پائے جانے والے حالات کی روشنی میں اس کا تھوڑا سا جائزہ تھا، اب دین وایمان کی حفاظت کے چند اسباب اور اس فتنۂ ارتداد و الحاد سے بچنے کا علاج اور اس کی چند تدبیریں بیان کی جاتی ہیں، اگر کوئی مسلمان واقعی سچے دل سے اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے ان تدابیر پر عمل کرے تو انشاء اللہ اس فتنہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔

ایمان والے دو طرح کے ہوتے ہیں، کچھ تو وہ ہوتے ہیں کہ جن کو ایمان کی قدر و قیمت معلوم ہے، اور وہ اپنے دین وایمان کا کسی بھی حالت میں سودا نہیں کرنا چاہتے، ایسے لوگوں کے لئے ایمان کا بچانا بہت زیادہ مشکل نہیں ہے، تاہم ان کے لئے بھی اپنے دین وایمان کے بارے میں مطمئن ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ پوری تفصیل سے اوپر کے صفحات میں اس کا بیان

ہو چکا ہے کہ آدمی چاہے کتنا بھی بڑے سے بڑا عالم اور بزرگ ہو جائے اس کو اپنے دین وایمان کے بارے میں مرتے دم تک ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا فعل صادر نہ ہو جائے یا کوئی ایسا عقیدہ نہ بنالے جس سے اس کا ایمان ختم ہو جائے۔

ایسے لوگوں کے لئے ان چند ہدایات پر عمل کرنا انشاء اللہ بے حد مفید ہوگا۔

پہلا سبب: ارتداد کے مذکورہ اسباب سے بچنا:

ایمان کی حفاظت کا پہلا سبب اور ذریعہ یہ ہے کہ ارتداد کے تمام اسباب سے اپنے آپ کو مکمل طور پر دور رکھنا چاہئے جن میں سے کچھ کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے، بار بار اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ کہیں میں کسی سبب میں مبتلا تو نہیں ہو رہا ہوں۔

دوسرا سبب: حفاظتِ ایمان کے لئے دعا کی کثرت

دین وایمان کی حفاظت وسلامتی کا دوسرا اہم اور بڑا سبب یہ ہے کہ ہر طرح کے فتنوں سے حفاظت، خاص طور پر دین وایمان کی حفاظت وسلامتی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑا کر کثرت سے دعائیں کی جائیں، عام حالات میں بھی دعاؤں کا اہتمام کرنا ضروری ہے لیکن خاص طور پر فتنوں کے زمانے میں دین وایمان کی حفاظت وسلامتی میں دعاؤں کے اہتمام کا بہت زیادہ دخل ہے، چنانچہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا مَنْ دَعَا بِدُعَاءٍ كَدُعَاءِ الْغَرِقِ. (مصنف ابن ابی شیبۃ۔مستدرک الحاکم وقال: هذا إسناد صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي في التلخيص)

ترجمہ: ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ پانی میں ڈوبنے والے کی طرح جو شخص دعا مانگے گا وہی نجات پا سکے گا۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں تَكُونُ فِتْنَةٌ لَا يُنْجِي مِنْهَا إِلَّا دُعَاءٌ كَدُعَاءِ الْغَرِقِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: ایسے ایسے فتنے ظاہر ہوں گے کہ ڈوبنے والے کی طرح (خلوص کے ساتھ مانگی جانے والی) دعاؤں کے علاوہ کوئی چیز ان سے نہیں بچا سکے گی۔

نماز کی پابندی دین و ایمان کی حفاظت کا طاقتور ترین ذریعہ:

ایمان کے بعد سب سے زیادہ اہم اور ضروری عمل نماز ہے، حتیٰ کہ بعض احادیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے جان بوجھ کر نماز کے چھوڑنے والوں کو کافر تک کہہ دیا ہے، چونکہ تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت، دین وایمان کی نعمت ہے اور اس کی حفاظت میں دعا کا بہت زیادہ دخل ہے اس لئے ہر نماز کی ہر رکعت میں دین وایمان کی حفاظت اور اس پر استقامت کی دعا مانگنا ضروری قرار دیا گیا، اور وہ دعا سورۂ فاتحہ ہے، اس سورہ میں ایک دعا اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں سے کرواتے ہیں، چاہے وہ عالم ہوں یا جاہل، قطب وابدال ہوں یا فاسق وفاجر، اور وہ دعا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہے یعنی اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلا، اور دین و ایمان کی حفاظت کا بھی یہی مطلب ہے۔ ۲۴ر گھنٹہ کی پانچ نمازوں میں ۱۰ مرتبہ (کیونکہ فرض نمازوں کی صرف پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے، بعد کی رکعتوں میں ضروری نہیں ہے، جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ مشہور ہے) اور وتر جو واجب ہے اس کو شامل کر کے کم سے ۱۳/ مرتبہ ہدایت اور دین وایمان پر استقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم کر دیا گیا، گویا یہ دین وایمان کی حفاظت کے لئے روحانی غذا بتلا دی گئی

اور اس کی خوراک بھی مقرر کردی گئی کہ ۲۴ گھنٹے میں کم از کم ۱۳/ مرتبہ یہ غذا ہر حال میں استعمال کی جائے تو ایمان مضبوط بھی رہے گا اور محفوظ بھی، اور اگر اس میں کچھ کمی کوتاہی ہو تو پھر ایمان خطرہ میں ہے۔ قربان جائیں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کہ اس نے نماز کے ذریعہ ہمارے دین وایمان کی حفاظت کا خود انتظام کردیا، مگر افسوس ہم مسلمانوں پر کہ اولاً تو نماز ہی زندگی سے غائب ہوگئی اور اگر کچھ لوگوں میں بچی بھی ہے تو اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ بہت بری نماز پڑھتے ہیں، دنیا کی ہر چیز کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں لیکن نماز کے موٹے موٹے مسائل بھی معلوم نہیں، حتیٰ کہ نماز پڑھتے پڑھتے عمر کا ایک بڑا حصہ گذر گیا لیکن ان کو نماز کے اندر پڑھی جانے والی سورتوں اور دعاؤں کا معنیٰ ومطلب بالکل نہیں معلوم، اگر صرف نماز کی پابندی کرلی جائے اور ذرا دھیان وتوجہ سے نماز کے اندر اللہ کی طرف متوجہ ہوکر سورۂ فاتحہ سمجھ کر پڑھنے کے دوران اللہ سے ہدایت اور دین وایمان پر استقامت کی بھیک مانگی جائے تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود ہمارے ایمان کی حفاظت ہوجائے گی اور جس کے ایمان کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمائیں اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے، جیسا کہ بہت ساری صحیح احادیث میں اچھی طرح سے وضو کرکے دھیان وتوجہ سے نماز پڑھنے والے کی حفاظت ومغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے، اور بے نمازی کی کسی بھی طرح کی ذمہ داری لینے سے براءت کا اظہار کیا گیا ہے۔

دعا سب سے بڑا سبب ہے:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

”دنیا کی کوئی بھی تدبیر تقدیر کا مقابلہ نہیں کرسکتی، مگر حدیث شریف میں وارد ہے کہ دعا میں اللہ نے تقدیر کے مقابلے کی طاقت رکھی ہے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ'' (رواہ الترمذی وقال: ھذاحدیث حسن ،ابوب القدر ،باب لایرد القدر الاالدعاء) یعنی تقدیر کو اگر کوئی چیز بدل سکتی ہے تو وہ دعا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ دعا میں اس ذات سے درخواست ہوتی ہے جس کے قبضے میں تقدیر ہے، باقی اسباب اور تدبیر کا درجہ صرف اتنا ہے جیسے کہ ریلوے کا ملازم جھنڈی دکھادے جس سے ریل گاڑی فوراً رک جاتی ہے، ظاہر ہے کہ لال جھنڈی میں تاثیر کی قوت نہیں ہے، اگر ڈرائیور انجن نہ روکے تو ہزار لال جھنڈیاں بھی کچھ نہ کرسکیں، پس لال جھنڈی کا درجہ صرف اتنا ہے کہ ڈرائیور نے یہ اصطلاح مقرر کرلی ہے کہ ہم ایسی جھنڈی سے گاڑی روک دیں گے، لیکن اگر وہ کسی وقت اس تجویز کے خلاف کرنا چاہے تو جھنڈی میں گاڑی روکنے کی بالکل طاقت نہیں ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر فرمادیا ہے کہ جو شخص اسباب کو اختیار کرلے گا ہم اس پر مسبب (یعنی نتائج) مرتب کردیں گے، لیکن وہ اگر کسی وقت نتیجہ نہ پیدا کرنا چاہیں تو اسباب سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

اصل کرنے والی ذات اللہ کی ہے، اور دعا کے ذریعہ ایسی ذات کو منایا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، پس اسباب تو تقدیر کو نہیں بدل سکتے لیکن دعا میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو منا کر نوشتۂ تقدیر میں تبدیلی لادے، لہٰذا معلوم ہوا کہ دعا کا درجہ مرادوں کے حل کرنے کے لئے اسباب وتدبیر سے بھی آگے ہے۔ (احکام الدعاء علامہ تھانویؒ) (بحوالہ: در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا، ص: ۷۳)

اللہ کی طرف متوجہ ہوکر دھیان توجہ سے معنیٰ ومطلب سمجھ کر اس دعا کا بھی زیادہ سے زیادہ اہتمام فرمانا چاہئے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو ایک ایسی دعا نہ بتا دوں کہ اگر تم اس کو پڑھا کرو تو چھوٹے بڑے ہر طرح کے شرک سے تم بچے رہو گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ۔ (مسند ابی یعلی) اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں کسی چیز کو تیرے ساتھ شریک کروں حالانکہ میں اس کو جانتا ہوں اور بخشش چاہتا ہوں تجھ سے ان گناہوں کی کہ جن کو میں نہیں جانتا۔

تیسرا سبب: علماء ومشائخ کی صحبت اختیار کرنا

تقویٰ کی وجہ سے ایمان کی حفاظت:

اگر انسان میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے تو پھر ایمان کی حفاظت اور ہدایت اور صراط مستقیم پر استقامت خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی رہتی ہے، اور شیطان اس کو گمراہی کے دلدل میں نہیں پھنسا پاتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ البقرۃ: ۲) اس کتاب میں کوئی شک نہیں، یہ متقیوں کو ہدایت دینے والی کتاب ہے۔

تقویٰ کی بنا پر اللہ تعالیٰ انسان میں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی صفت وصلاحیت پیدا کر دیتے ہیں اور ایک مخصوص روشنی عطا فرما دیتے ہیں جس کی وجہ سے حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا انسان پر واضح ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کی عطا کی ہوئی روشنی میں زندگی گذار رہا ہوتا ہے جس کی بنا پر اس کا دین و ایمان محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (سورۃ الانفال: ۲۹) اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ

اختیار کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کی صفت عطا فرمادیں گے۔ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (سورۃ الحدید:۲۸) اے ایمان والو! تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تم پر دوگنا اپنی رحمتیں برسائے گا اور تمہیں ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے)

اس جیسی دسیوں آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ ایسی صفت ہے جس کی بنا پر دنیا وآخرت کی کامیابی بہت آسانی سے حاصل ہوجاتی ہے۔

تقویٰ کے حصول کا راستہ:

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس صفت کو کیسے حاصل کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی وضاحت کردی اور بتادیا کہ تقویٰ کہاں ملتا ہے، ارشاد فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ التوبۃ:۱۱۹) اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

اس آیت کریمہ میں بتادیا گیا کہ تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ واقعۃً جو لوگ نیک اور سچے بزرگ ہیں زیادہ سے زیادہ ان کی صحبت اختیار کی جائے اور ان کے قریب رہنے کی کوشش ہونی چاہئے۔

اس آیت سے پہلے کی آیتوں میں چند صحابہؓ کرام سے سنگین قسم کی غلطی صادر ہونے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور پھر ان صحابہؓ کرام کی توبہ کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متوجہ ہونے کا تذکرہ ہے، معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ فرماتے ہیں: ''اس میں شاید یہ اشارہ بھی ہو کہ جن حضرات سے یہ لغزش ہوئی اس میں منافقین کی صحبت ومجالست اور ان کے مشورہ

کو بھی دخل تھا، اللہ کے نافرمانوں کی صحبت سے بچنا چاہیے اور صادقین کی صحبت اختیار کرنا چاہئے'' (معارف القرآن ص ۸۵ ۴ ج ۴)

اللہ والوں کی صحبت کی اہمیت اکابر کے اقوال کی روشنی میں:

چند اکابر علماءؒ کے اقوال و بیانات پیش کئے جاتے ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دین وایمان کی حفاظت وسلامتی میں اللہ والوں کی صحبت کا کتنا زیادہ اثر وفائدہ ہوتا ہے، اور اس کے لئے علماء ربانیین وبزرگان دین کی صحبت کتنی زیادہ ضروری ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:

میں تو اس زمانہ میں اہل اللہ کی صحبت کو فرض عین کہتا ہوں اور فتوی دیتا ہوں کہ اس زمانہ میں اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت اور ان سے تعلق رکھنا فرض عین ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ فرض عین ہیں، اس لیے کہ ایمان کی سلامتی کا جو ذریعہ ہوگا اس کے فرض عین ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہوسکتا ہے اور یہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ آج کل ایمان کی سلامتی کا ذریعہ صرف اہل اللہ کی صحبت ہے اس تعلق کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ کوئی جادو اثر نہیں کرتا۔ (ملفوظات حکیم الامت ۳۶/۹)

حضرت تھانویؒ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

افسوس جتنی ضروری چیزیں ہیں آج کل ان سب سے ذہول اور غفلت ہے، چنانچہ آج کل بڑی ضرورت کی چیز صحبت ہے اہل اللہ اور خاصان حق کی، یہ صحبت میرے نزدیک اس زمانے میں فرض عین ہے، بڑے ہی خطرہ کا وقت ہے، جو چیز مشاہدہ سے ایمان کی حفاظت کا سبب ہو اس کے فرض عین ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے، ایسی چیز کا اہتمام تو ابتداء ہی سے ہونا چاہئے، مگر لوگوں کو

اس طرف سے بڑی غفلت ہے۔(ملفوظات حکیم الامت، ششم ۸۰)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات میں یہ بات بھی ہے کہ اللہ والوں سے لپٹا رہے، اگر ان کی محبت دل میں ہوگی تو ان شاء اللہ خاتمہ کبھی خراب نہ ہوگا، اور دل میں اگر اللہ والوں سے بغض ہوا تو خاتمہ خراب ہونے کا بہت اندیشہ ہے۔(تاریخ مشائخ چشت ۳۱۹)

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

دیکھیے! اس سے معلوم ہوا کہ شریعت پر عمل کرنے کے لیے قلب میں اتباع شریعت کا داعیہ پیدا کرنا ضروری ہے، اور اس میں جو چیز مزاحم ہے، یعنی انسان کی ہویٰ (خواہشات) اور اس کا نفس، اس سے خلاصی لازم ہے، چوں کہ اس کا ذریعہ صحبت ہے اس لیے ''مقدَمُ الواجبِ واجبٌ'' (واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے) کے قاعدے سے اس کا ضروری ہونا بھی ثابت ہوگیا، اور حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد وَيُزَكِّيهِمْ سے اس کا اشارہ نکلتا ہے۔(تصوف اور نسبت صوفیہ ۳۲)

اس کے بعد حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی طرف سے لکھتے ہیں کہ دین کامل کی تحصیل کے لیے مشائخ اہل حق کی صحبت اور ان کی تربیت اور تزکیہ ناگزیر ہے، اور یہ مقصد محض مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہوسکتا، اگر ایسا ہوتا تو افضل الکتب یعنی کلام اللہ تنہا نازل فرمادیا جاتا۔(تصوف اور نسبت صوفیہ)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

انسانی زندگی کی تکمیل انسانی زندگی سے ہوتی ہے۔اللہ کا قانون ہے کہ

انسانی زندگی کا چراغ انسانی زندگی کے چراغ سے روشن ہوا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا، نہ اس کے خلاف ہوا ہے اور نہ ہوگا، انسان ہی انسان کے لیے سب سے بہترین نمونہ ہے جس میں وہ اپنے ہر ہر عمل کو دیکھ سکتا ہے، وہ اپنے ہر ہر نقص کو جانچ سکتا ہے اور پھر اس کو پورا کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔

(طالبان علوم نبوت کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں، اول ۱۹۲)

اور آگے فرماتے ہیں: عزیزو! جس طرح دنیا میں ہر چیز کا ایک نظام ہے، اسی طرح یہ بھی ایک نظام ہے، جان لو، انسان انسان سے بنتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو صحابۂ کرامؓ آج دنیا میں سب سے افضل نہ ہوتے، یہ صحبتِ رسول ہی کی کیمیا اثری ہے ورنہ متاخرین میں بھی بہت بڑے بڑے عباد وزہاد گزرے ہیں۔ (ایضاً ۱۹۷)

ایک اور مقام پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

انسان انسان کی صحبت سے بنا ہے اور اسی سے بنے گا، یہی ایک آئینہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہے، دنیا کا ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، انسان کی ہم نشینی سے اخلاق رذیلہ کا ذہول ہوتا ہے، اور ایک عزم پیدا ہوتا ہے، آپ سے نماز میں سستی ہوتی ہے لیکن آپ ایک ایسے آدمی کے ساتھ رہیں جو کڑاکے کی سردی میں تہجد کی نفلیں نہیں چھوڑتا، وہ برابر اسی سردی میں وضو کرتا ہے، نماز عشاء و فجر با جماعت ادا کرتا ہے، اس کے علاوہ نفلوں اور سنن میں ہر وقت مشغول رہتا ہے، تو آپ سے کیسے ہوگا کہ آپ دوپہر کے وقت ظہر کی نماز بھی نہ پڑھ سکیں؟۔ ان کے پاس بیٹھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کس چیز کا نام ہے، اور اسلام کس کو کہتے ہیں، اگر آپ ان کی نمازوں پر غور کریں تو آپ کہہ اٹھیں گے کہ خدا کی قسم! اگر ہماری نماز نماز ہے، تو ان کی نماز نماز نہیں بلکہ کچھ اور ہے،

اور اگر ان کی نماز نماز ہے تو خدا کی قسم ہماری نماز نماز نہیں ہوسکتی، ان کے یہاں دشمن کے ساتھ محبت ہے، وہ قاتل کو سینے سے لگاتے ہیں، جو ان کے پاس قتل کے ارادے سے آئے، وہ اس کو دوست بنالیتے ہیں، جو ان کی عیب جوئی کرے، اس کو اپنا محسن مانتے ہیں، اور اپنی برائیوں پر غور کرتے ہیں، جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں، جو شخص ان کے پاس سے گزر جائے خواہ وہ سینے میں ان کی عداوت لیے ہو، خواہ ان کی برائی کرتا پھر رہا ہو، خواہ وہ ان کے قتل کے ارادے سے آیا ہو، وہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں، اور اس کا گزرنا بھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا ہے، اسے کچھ نہ کچھ حاصل ہوجاتا ہے۔ (طالبان علوم نبوت کا مقام اوران کی ذمہ داریاں، اول ۱۹۴)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے، صحابہ سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین اور اسی طریقہ سے آخر دم تک دین اس طرح پھیلا ہے اور پہنچا ہے، جن کی زندگیاں تقویٰ کے سانچے میں ڈھلی ہوتی ہیں، جو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تقاضوں کو جاننے اور سمجھنے والے ہوتے ہیں، ان کی صحبت سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے، یہ کتابیں پڑھنے سے نہیں آتی، یہ محض تقریر سن لینے سے یا کر لینے سے نہیں آتی، یہ آتی ہے کسی اللہ والے کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے سے، اس کا طرز عمل دیکھنے سے، اس کی زندگی کی ادا کو پڑھنے سے اور اس طرح دین کا یہ رنگ انسان کے اندر منتقل ہوتا ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں کتابیں پڑھ کر دین حاصل کرلوں گا تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ (اصلاحی خطبات ۱۴/ ۱۱۲)

مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یاد رکھئے! علم اور چیز ہے، تربیت اور چیز ہے، امراضِ روحانی کا فقط ایک علاج ہے، اور وہ اللہ والوں کی صحبت ہے، ان کی صحبت میں اللہ کے پاک نام کی برکت سے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، میں کیا عرض کروں، ان کے جوتوں کی خاک کے ذروں میں وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ملتے، بشرطیکہ عقیدت، ادب اور اطاعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

(حصول ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع ۹۲)

(حضرت تھانویؒ کے قول سے یہاں تک کا مضمون مولانا سعید احمد مجادری قاسمی کی کتاب ''کاروان جنت کی رفاقت'' سے لیا گیا ہے۔)

چوتھا سبب: اولاد کی تعلیم وتربیت کا بہتر انتظام کرنا:

اولاد اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے یہ ان لوگوں کو زیادہ اچھی طرح معلوم ہے جن کی شادیوں کے ۵۰، ۶۰ سال گذر گئے اور ان کی گود اولاد سے کی نعمت سے ہری بھری نہیں ہوئی، جن کو اولاد مل گئی ان کو اولاد کی نعمت کا زیادہ احساس نہیں ہوتا کیونکہ جو نعمتیں موجود ہوتی ہیں آدمی ان کے بارے میں زیادہ نہیں سوچتا، جو نعمتیں نہیں ملی ہیں ان کے حصول کی فکر کا سودا دل و دماغ پر دن رات سوار رہتا ہے۔

اولاد ماں باپ کے حق میں نعمت بھی اور وبالِ جان بھی:

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ماں باپ کے حق میں اولاد اسی وقت نعمت بنیں گی جب ان کو صحیح تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا جائے، اور اگر اولاد کی تعلیم وتربیت کا معقول انتظام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے وہ دین سے

دور اور آخرت سے غافل رہی تو یہی اولاد ماں باپ کے حق میں وبال جان بن جائے گی ، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِنَّ مِنۡ أَزۡوَاجِكُمۡ وَأَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوهُمۡ (التغابن:۱۴) ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہیں تو ان سے محتاط رہا کرو۔

قیامت کے دن نافرمان اور بدکار اولاد کو جب جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ اپنا سارا الزام اپنے ماں باپ پر اور اپنے بڑوں پر ڈال دیں گے، کہیں گے رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَآ ءَاتِهِمۡ ضِعۡفَيۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَبِيرًا (سورۃ الاحزاب:۶۷) اے پروردگار! ہم نے اپنے ذمہ داروں اور اپنے بڑوں کی بات مانی تھی، انھوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کردیا تھا، اے اللہ !ان کو ڈبل سزا دے اور ان پر خوب زیادہ اپنی لعنت کی بارش فرما۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:أَعۡدَى عَدُوِّكَ وَلَدُكَ الَّذِي خَرَجَ مِنۡ صُلۡبِكَ . ثُمَّ أَعۡدَى عَدُوٍّ لَكَ مَالُكَ الَّذِي مَلَكَتۡ يَمِينُكَ .(المعجم الکبیر للطبرانی۔قال المناوی فی التیسیر: اسنادہ حسن وقال الھیثمی فی المجمع:ضعیف)

یعنی تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہاری وہ اولاد ہے جو تمہاری پشت سے پیدا ہوئی ہے، اس کے بعد تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا وہ مال ہے جس کے تم مالک ہو۔

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ اگر اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کا انتظام نہیں کیا گیا تو یہی اولاد ماں باپ کی دشمن اور ان کے لئے وبالِ جان بنے گی۔

اولاد کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں والدین کی ایک سنگین غلطی:

دین دار گھرانوں میں الحاد وارتداد کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ عموماً بچیوں اور بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں یہ غلطی ہوتی ہے کہ بچوں اور بچیوں کو کہاں تعلیم دلانی ہے اور کن لوگوں سے تعلیم دلانی ہے، یہ بالکل نہیں دیکھا جاتا، حالانکہ یہ انتہائی اہم اور ضروری چیز تھی، محض تعلیم وتربیت کے نام پر خانہ پری کر کے خاطر خواہ نتیجہ کا انتظار کرنا یہ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے، یہی لوگ اگر گھر میں کسی کو بڑی بیماری لگ جائے تو جسمانی علاج کے لئے ایسا کبھی نہیں کرتے کہ آنکھ بند کر کے کسی بھی ڈاکٹر سے علاج کروالیتے ہوں، بلکہ اس لائن کے لوگوں سے مشورہ کرتے ہیں، بہت غور وفکر کرنے کے بعد کسی اچھے ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں، نعوذ باللہ! دین ہی اتنا سستا ومعمولی ہے کہ آنکھ بند کر کے جہاں من میں آیا اپنے بچوں کو ڈال دیا اور جس کے پاس جی چاہا اپنی اولاد کو بیٹھا دیا۔

دین کن لوگوں سے سیکھنا چاہئے؟

حالانکہ دین کن لوگوں سے سیکھنا چاہئے یہ انتہائی اہم فیصلہ ہوتا ہے، اگر اس انتخاب میں غلطی ہوگئی تو ہوسکتا ہے کہ علم کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ یہ غلط انتخاب اولاد کی تباہی وبربادی کا ذریعہ اور سبب بھی بن سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام میں دین کا علم حاصل کرنے کے سلسلے میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ جن سے دین حاصل کیا جائے، وہ علم وعمل اور نظر وفکر کے لحاظ سے صحیح اور قابلِ اعتبار ہوں، چنانچہ امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالی کا قول نقل کیا ہے کہ اَلْإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْلَا

الإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ ۔ (مقدمة الصحيح للمسلم، باب فِی أَنَّ الإِسنَادَ مِنَ الدِّينِ) سند دین کا ایک جزو ہے اور اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا، تو ہر کوئی دین میں جو چاہتا کہہ دیتا۔

یعنی جس سے دین سیکھا جائے وہ ایسا معتبر و مستند عالم ہونا چاہئے جس نے معتبر و مستند علماء سے علم حاصل کیا ہو، اور یہ سلسلہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو، سند سے مراد آج کل کی مدرسہ کی مروجہ سند مراد نہیں ہے۔

نیز ان ہی ابن مبارکؒ کا قول ہے کہ وہ علی الاعلان فرمایا کرتے تھے کہ عمرو بن ثابت کی حدیث کو چھوڑ دو کیوں کہ وہ اسلاف کو برا بھلا کہتا تھا۔ (ایضا)

اور امام محمد ابنِ سیرین رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ’’پہلے پہل علماء حدیث کی سند نہیں پوچھتے تھے، لیکن جب گڑبڑی واقع ہونے لگی، تو پھر وہ پوچھنے لگے کہ تمہارے استاد کون ہیں؟ تا کہ استاد اگر اہلِ سنت میں سے ہے، تو اس کی حدیث لی جائے اور اگر اہلِ بدعت میں سے ہو، تو اس کی حدیث نہ لی جائے‘‘۔ (ایضا)

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ. (یہ علم تو دین ہے؛ لہٰذا یہ دیکھ لو کہ تم کس سے دین حاصل کر رہے ہو۔ (ایضا)

اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اسلاف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جب کسی شخص کے پاس علم حاصل کرنے جاتے، تو اس کی نماز اور اس کا طریقہ اور اس کی حالت دیکھتے؛ پھر اس سے علم حاصل کرتے۔

(سنن الدارمي۔ الجامع لأخلاق الراوي للخطيب۔)

اسی طرح حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالی جو مشہور محدث ہیں، انہوں نے

فرمایا کہ: ہم کسی کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے جاتے، تو ہم اس کی نماز کو دیکھتے ،اگر اس کی نماز اچھی ہوتی تو ہم اس کے پاس (علم حاصل کرنے کے لئے) بیٹھتے، ورنہ واپس چلے آتے۔ (سنن الدارمي)

ان تمام روایات وآثار سے معلوم ہوگیا کہ دینی تعلیم کا مسئلہ انتہائی اہم مسئلہ ہے، مکتب یا مدرسہ کا ماحول جیسا ہوگا اور جیسے مہتمم حضرات اور اساتذۂ کرام ہوں گے بچوں کے اوپر اسی طرح کے اچھے یا برے اثرت آٹو میٹک مشین کی طرح پڑیں گے۔

جدید نفسیاتی تحقیق کے مطابق مصنف ومؤلف کے اخلاق کا بھی اثر جب پڑھنے والوں پر پڑتا ہے تو کسی استاذ کی ذہنیت وکردار کا اثر کیونکر طالب علم پر نہیں پڑے گا۔

تھوڑا سا موجودہ مکاتب ومدارس کے بارے میں:

آج دینی تعلیم کے لئے ہر طرح کے ادارے، مدارس اور مکاتب اور اچھے اور برے ہر قسم کے مدارس چلانے اور پڑھانے والے لوگ مارکیٹ میں موجود ہیں، اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کوئی بات کہنا چھوٹا منھ بڑی بات ہو گی، چند اکابر کی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے مدارس ومکاتب کی اندرونی صورت حال کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید محمد صدیق صاحب باندویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اب تو لوگوں نے اپنی جیب بھرنے اور پیٹ پالنے کے لئے مدارس اور مکاتب کھول رکھے ہیں، ہر شخص اپنی دو اینٹ کی مسجد علیحدہ بنائے ہوئے

ہے اور شہروں میں جا جا کر چندہ کر کے اپنی کوٹھیاں بنائی ہیں، ان کی نگرانی محاسبہ کرنے والا تو کوئی نہیں، خدا کا خوف بھی نہیں، من مانی جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ (ایضا) (محمود الفتاویٰ ج ۵، ص: ۵۷۴)

مدارس اور علم کی کثرت کے باوجود اتنا زیادہ ارتداد کیوں؟

حضرت شیخ الہندؒ کا ایک سبق آموز ملفوظ نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ ناقل ہیں، فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ بندہ حاضرِ خدمت تھا، آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: مولوی عاشق الٰہی! ایک بات کہوں، ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ ہندوستان میں علم کی کمی اتنی تھی کہ دور کیوں جاؤ، خود ہمارے اضلاع میں بھی جنازہ کی نماز پڑھانے والا مشکل سے ملتا تھا، اور آج علم کی کثرت کا یہ حال ہے کہ شہر تو شہر کوئی قصبہ بلکہ شاید کوئی گاؤں بھی ایسا نہ ہو جہاں کوئی مولوی نہ مل جائے، اس کے بعد ذرا دوسرا پہلو دیکھو، غدر کا زمانہ گذرے کچھ مدت نہیں ہوئی کہ ابھی اس کے دیکھنے والے بھی زندہ ہیں اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ پھانسی گڑی ہوئی تھی اور ان ناکردہ مظلوموں کا پرّا بندھا ہوا تھا (لائن لگی ہوئی تھی) جن کو پھانسی کا حکم دیا جا چکا تھا، وہ لوگ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ ایک نعش کو اتارا جا رہا ہے اور دوسری زندہ کو چڑھایا جا رہا ہے، اس طرح موت ان کی نظر کے سامنے تھی اور ان کو عین الیقین تھا کہ چند منٹ کے بعد میرا شمار مردوں میں ہوا چاہتا ہے، بایں ہمہ کوئی جھوٹوں بھی ان کے متعلق ضعفِ ایمان کا یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ کسی بچہ نے بھی موت سے ڈر کر اسلام سے انحراف یا تبدیلِ مذہب کا خیال کیا ہو، باوجود قلتِ علم اور غلبۂ جہالت کے ان کا ایمان اتنا پختہ تھا کہ مرنا قبول تھا

مگر مذہب پر حرف آنا قبول نہ تھا، اور آج باین کثرتِ علم، ضعفِ ایمان کا یہ حال ہے کہ ذرا ڈنڈے کے خوف یا دو پیسہ بلکہ دو حرف انگریزی کے عطیہ کی لالچ دلا کر جو چاہے کہلوا لو اور جو چاہے کرا لو، عجیب بات ہے کہ قلتِ علم کے وقت ایمان میں اتنی قوت اور کثرتِ علم کے زمانے میں ایمان کی اتنی کمزوری! اس کے بعد فرمایا: سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک جگہ علامتِ قیامت کو بیان کیا علم کا کم ہونا، اور دوسری جگہ فرمایا کہ قیامت کے قریب علم زیادہ ہو جائے گا، اہل باطن نے بغیر دیکھے نورِ فراست سے تطبیق دی تھی، مگر ہم بدنصیبوں نے اس وقت کو آنکھوں سے دیکھ لیا کہ صورتِ علم کثیر ہو گئی، مگر حقیقتِ علم قلیل ہو گئی اور یہی خاص علامت ہے قربِ قیامت کی۔ (محمود الفتاوی ص ۱۷۵، ج ۵ بحوالہ تذکرۃ الخلیل ص ۱۶۸ تا ۱۷۱)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ایک واقعہ جو بہت پہلے کسی کتاب میں پڑھا تھا اس وقت تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا لیکن مفہوم یاد ہے، امید ہے انشاء اللہ مفہوم میں غلطی نہیں ہو گی، واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ:

حضرت تھانویؒ کسی مرکزی ادارہ میں تشریف لے گئے، مدرسہ کی تعمیری اور ظاہری ترقی اور طلبہ کے تعلیمی و تربیتی انحطاط و بگاڑ کو دیکھ کر حضرت تھانویؒ نے ذمہ داروں سے بہت صاف لفظوں میں ارشاد فرما دیا تھا کہ اگر مدرسہ کا یہی حال رہا تو بعید نہیں کہ اس بگاڑ کے اندر جب سڑاند پیدا ہو گی تو اس کی بدبو دور دور تک پھیلے گی۔ او کما قال

دنیا میں سب سے زیادہ سستی اور بے قیمت اگر کوئی چیز ہے تو وہ مدارس اسلامیہ کے طلبہ کی زندگیاں ہیں، ان کو رہنے کی جگہ اور کھانے کا معقول انتظام

مل جائے تو وہ اپنی زندگی کے دس پندرہ سال فارغ کر کے مدرسوں میں پڑے رہنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور چاہے کچھ بھی نہ پڑھیں، حتی کہ نماز وغیرہ سے بھی چھٹی لے لیں، صرف نماز سے چھٹی نہیں بلکہ مدرسہ کے چہار دیواری کے اندر رہ کر بے حیائی اور خباثت وشیطانیت کے سارے کام کریں تب بھی بعض ذمہ دارانِ مدارس کے یہاں نہ صرف یہ کہ یہ قابلِ گرفت نہیں بلکہ ذمہ دارانِ مدارس انہیں حالات وصفات کے ساتھ ان کو آخری منزل تک پہنچا کر اوران کو سند ودستار سے نواز کر اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں اور بوقت ضرورت فخر سے اس کو بیان بھی کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے، کیا چیز مر رہی ہے

بہر حال یہ انتہائی دلخراش داستان ہے ع

کبھی فرصت سے سن لینا عجب ہے داستاں میری

یہ ہر مدرسہ کے بارے میں نہیں ہے بلکہ چند مخصوص مدارس کے حالات کو سامنے رکھ کر کہا گیا ہے، ابھی تک تو مدارس سے فارغ ہونے والے حفاظ وعلماء کرام کے بارے میں یہ باتیں سننے کو ملتی تھیں کہ ان میں صلاحیت نہیں ہوتی، ان کی صحیح تربیت نہیں ہوئی، بہت بداخلاق ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن افسوس صد افسوس اب عالم، مفتی وحافظ اور مدارس کے طلبہ کے ارتداد کے واقعات پیش آرہے ہیں جیسا کہ اوپر کے صفحات میں اس طرح کے تازہ واقعات بیان کئے جاچکے ہیں، اگر ان مدارس کا یہی حال رہا اور بظاہر اس سے بھی بدترین صورت حال کا اندیشہ ہے تو اگر علماء ومفتیان کرام وحفاظ عظام کی کھیپ کی کھیپ ارتداد

والحاد کا شکار ہونے لگے تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ جب سارے اسباب وحالات موجود ہیں تو پھر نتیجہ کیوں وجود میں نہیں آئے گا؟

خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر کی نعمت سے نوازا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف مکتبوں اور مدرسوں میں بچوں کو داخل کر کے مطمئن نہ ہوجائیں، مذکورہ تمام پہلوؤں سے بھی بار بار جائزہ لینا ضروری ہے، اکابر علماء کرام وبزرگان دین کی تعلیم وتربیت کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کا بار بار مطالعہ کیا جائے تو انشاء اللہ اس سے بھی بڑی رہنمائی حاصل ہوگی اور بہت نفع ہوگا۔

پانچواں سبب: جس جگہ ایمان خطرہ میں ہو اس کو چھوڑ کر اطمینان کی جگہ قیام کرنا:

اگر مسلمان ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں رہ کر دین وایمان کا بچانا مشکل معلوم ہوتا ہو، اوران کا یاان کی نسلوں کا ایمان خطرہ میں ہو تو ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی ایسے مقام پر قیام کریں جہاں دین وایمان کی سلامتی کا سامان موجود ہو، اوران کے اوران کی نسلوں کے دین و ایمان کو کسی قسم کا خطرہ نہ ہو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین وایمان کو بچانے کے لئے خطرہ کی جگہ سے آدمی کو پُرامن مقام کی طرف ہجرت کرلینا چاہئے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : مَنْ جَامَعَ

الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ . (سنن ابی داؤد) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مشرکین کے ساتھ رہے گا تو وہ اسی کے جیسا ہو جائے گا۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ .(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

(حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے)

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ، وَلَا تُجَامِعُوهُمْ، فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَلَيْسَ مِنَّا.
(ترمذی۔المستدرک للحاکم وقال هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم)

(حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ سکونت اختیار مت کرو جو شخص ان کے ساتھ رہائش اختیار کرے گا وہ ہم میں سے ہوگا)

مغربی وعیسائی ملکوں کے مسلمانوں کی نسلیں ارتداد کے دہانے پر:

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

"اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مغربی ممالک نے عرب اور اسلامی ممالک اور مختلف علاقوں میں بسنے والے تارکین وطن مسلمانوں کے لئے فراخ دلی کے ساتھ اپنا دامن کھول رکھا ہے، انہیں شہریت دی جاتی ہے، انھیں ملازمت اور مزدوری کے

مواقع ملتے ہیں اورانہیں اپنے ملکوں سے بڑھ کر شہری حقوق دئے جاتے ہیں ،تارکینِ وطن خوش ہیں کہ انھیں پھلنے، پھولنے اورآگے بڑھنے کے بھرپور مواقع ہاتھ آرہے ہیں،لیکن انھیں نہیں معلوم کہ وہ ان ممالک کے ہاتھوں اپنی اگلی نسلوں کا سودا کرر ہے ہیں ،چنانچہ لاکھوں عرب اور فلسطینی جو پچاس سال پہلے امریکہ گئے ،اب ان میں اپنے مسلمان ہونے کی پہچان بھی باقی نہیں رہی ،مذہبی شعور رخصت ہوا،رہن سہن بدل گیا،زندگی کے طور وطریق تبدیل ہوگئے،یہاں تک کہ ان کے نام میں بھی مسلمانیت کی کوئی بو باقی نہیں رہ گئی ہے ،حالانکہ ان کے آباء واجداد راسخ العقیدہ مسلمان اورعرب تہذیب کے علم بردار بن کر یہاں آئے تھے ،اگرآج ان گذری ہوئی روحوں کو دوسری زندگی دے دی جائے توشاید ہی وہ خوداپنی نسل اوراپنی اولادکو پہچان سکیں ۔یہ ہے اس تہذیبی ارتداد کا وہ اثر جو بہ تدریج افراد واقوام کو فطری اوراعتقادی ارتداد کی طرف لے جاتا ہے۔‘‘

(www,madarisweb.com بعنوان تہذیبی ارتداد)

دین وایمان کو بچانے کے لئے جان کو بھی قربان کردے:

مفکراسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

’’آپ سب جانتے ہیں کہ دین وایمان کے لئے پہلے لوگوں نے جان دی، جان سے بڑھ کرکوئی چیز قیمتی نہیں ،اس کے بعد وطن چھوڑا،دولت چھوڑی ،اور بہت سے لوگوں نے حکومت بھی چھوڑی ،ایسے اللہ کے بندے بھی گذرے ہیں جو ولی عہد تھے،شہزادہ تھے،ان کو امارت وریاست حاصل تھی ،لیکن ان کا دل مطمئن نہیں تھا،وہ سمجھتے تھے کہ اس میں بہت سے کام غلط کرنے پڑتے ہیں ،ہمیں آخرت کی جو تیاری کرنی چاہئے وہ تیاری یہاں رہ کر نہیں ہوسکتی ،حضرت ابراہیم ادہمؒ ایسے ہی تھے،اور

کئی ایسے بزرگ تھے، رکن الدین علاء الدولہ سمنانیؒ، سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ بھی ایران میں امارت وریاست کے مالک تھے اور اس کو لات مار کر آئے اور راہِ خدا میں نکل کھڑے ہوئے اور کہا ہم معرفت حاصل کریں گے اور اس کی رضا کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی۔" (تحفۂ کشمیر ص:۵۷)

ایمان بچانے کے لئے وطن کو بھی چھوڑ دینا چاہئے:

ٹورنٹو، کناڈا میں پاکستانی اور ہندوستانی مسلمانوں اور عربوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا تھا:

"اگر تم کو یہ معلوم ہوجائے کہ آئندہ ہماری نسل کا (یہاں) اسلام پر باقی رہنا مشکوک ہے اور اس کا ایمان خطرہ میں ہے تو میں تم کو فتویٰ دیتا ہوں کہ چاہے تم کو اپنے وطن تک پیدل جانا پڑے تم کو یہاں سے چلے جانا چاہئے، ساری ملازمتیں، عہدے، اور ساری ترقیاں چھوڑ کر تم کسی اسلامی ملک کی طرف کوچ کرو اور چلے جاؤ، ہم تو مسلمان ہیں لیکن آئندہ نسلوں کے بارے میں اطمینان نہیں کہ ہمارے بیٹے پوتے بھی اسلام پر قائم رہیں گے یا نہیں؟ اب اگر تم کو خطرہ ہو کہ تمہاری اولاد اور تمہاری اولاد کی اولاد خدانخواستہ ارتداد میں مبتلا ہوجائیں گے تو تمہارے لئے یہاں رہنا حرام ہے، تمہارے لئے اس سرزمین پر ایک دن بھی رہنا جائز نہیں، چاہے تم پر آسمان سے سونا برسے، یا زمین سونا اُگلے۔" (تحفۂ کشمیر ص:۶۲)

ایک دوسری جگہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

"مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اگر کسی طریقہ سے یہ معلوم ہوجائے کہ اس کے بچے کی تقدیر میں اسلام نہیں ہے یا خدانخواستہ مسلمان نہیں رہے گا تو دعا کرے کہ اللہ اس کو خیر وعافیت سے اٹھالے، یہ مسلمان کی شان ہے۔

(آئندہ نسلوں کے اسلام کی ضمانت اور ایمان کی حفاظت کی ذمہ داری، ص۱۵)

چھٹا سبب:
ایمان پر حملہ کرنے والے مضامین وبیانات سے بچنا

کسی بھی کتاب یا مضمون کو پڑھنے یا کسی بھی بیان کو سننے سے پہلے کتاب کے مصنف یا مضمون نگار یا بیان کرنے والے کے عقائد کو معلوم کرنا ضروری ہے، اگر اہل سنت والجماعت سے اس کا تعلق ہو تو اس کی کتاب اور تحریر کو پڑھنا اور اس کے بیان کو سننا چاہیے، اور اگر اس کا تعلق اہل سنت والجماعت سے نہیں ہے تو اس کو نہیں پڑھنا چاہیے اور نہ سننا چاہیے، یہ بات اس لئے بہت زیادہ اہم ہے کہ آج مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ہر طرح کی کتابیں اور مضامین وبیانات مارکیٹ میں ہول سیل میں موجود ہیں، ایک منظم سازش کے تحت باطل کی طرف سے باقاعدہ یہ چیزیں تیار کی گئی ہیں، عنوان اور نام بڑے خوبصورت اختیار کئے گئے ہیں تاکہ مسلمان آسانی سے اس کو قبول کرلیں، خاص طور پر آج انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی دنیا میں زیادہ تر ایسے ہی مضامین اور بیانات ملیں گے، بسا اوقات بیان کرنے والے کی ظاہری شکل وصورت بڑی دلکش اور انداز بیان بڑا دلپذیر ہوتا ہے مگر درحقیقت وہ شیطان اور دجال کے ایجنٹ اور آلۂ کار ہوتے ہیں، ان کا مقصد مسلمانوں کے عقائد کو خراب کرکے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کرکے دائرۂ اسلام سے خارج کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا عام لوگوں پر فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے بیانات ومضامین سے مکمل طور پر دور رہیں، ورنہ کبھی بھی دین وایمان سے ہاتھ دھونا پڑسکتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ آدمی کو اس کا پتہ بھی نہیں چلے۔

روایت میں آتا ہے: عَنْ جَابِرٍ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ. فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ، أَمَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ : أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَ غَضَبِ رَسُولِهٖ ، رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسٰى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي .(سنن الدارمی ،قال محققه حسین سلیم أسد: إسناده ضعیف لضعف مجالد ولکن الحدیث حسن)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اِدھر حضرت عمرؓ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور اُدھر (غصہ کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے عمرؓ! تمہارا ناس ہو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر غصہ کے آثار تمہیں دکھائی نہیں دیتے! حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھا اور کہا: میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، ہم اللہ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین تسلیم کرنے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے پر راضی وخوش ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام

زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میری اتباع کرتے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات کے پڑھنے کو ناپسند اس لئے کیا کہ قرآن کریم کے ذریعہ سے تورات منسوخ ہو چکی ہے، پھر یہودی علماء نے جب تورات میں تحریف اور تبدیلی کردی تو اب پتہ نہیں کیسی کیسی گمراہی کی باتیں اس میں ڈال دی ہوں، اگر ایمان والا اس کو پڑھے گا تو ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہو جائے، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پڑھنے کو سخت ناپسند فرمایا۔

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ جیسے جلیل القدر صحابی شیطان جن کو دیکھ کر راستہ بدل لیتا تھا جب ان کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات پڑھنے سے منع کردیا تو کون ایسا ہوگا جو باطل کی کتابیں اور ان کے بیانات کو پڑھے اور سنے اور اس کے نقصانات سے بچ جائے۔ اسی لئے ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ گمراہ فرقوں کی کتابیں پڑھنے اور ان کے بیانات کو سننے سے سختی سے منع فرمایا ہے، آج کے اس کفر وارتداد کے دور میں اس کی ممانعت اور زیادہ ہوگئی ہے۔

ایمان کی حفاظت کے بقیہ اسباب

ذیل میں بیان کردہ ایمان کی حفاظت کے اسباب حضرت مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی مدظلہ کے تحریر کردہ ہیں، افادۂ عام کی غرض سے بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے والدین اور سرپرستوں میں اس حساس مسئلہ اور ایمانی المیہ کے تئیں بیداری پیدا کی جائے کہ غیر محسوس طریقہ پر ہماری نسل کس طرح اسلام سے دور ہو کر شرک و کفر کی دلدل میں پھنستی جارہی ہے۔ جمعہ کے

خطبات اور جلسوں سے زیادہ اب سوشل میڈیا سے بھی ہمیں اس سلسلہ میں فائدہ اٹھانا چاہیئے ، اس طرح کے ہوش ربا واقعات کی چھوٹی چھوٹی کلپ بنا کر واٹس ایپ میں عام کی جائے اور اس پر مختصر تجزیاتی دعوتی گفتگو کے ذریعہ مثبت انداز میں حکمت کے ساتھ اس کو روکنے کی ممکنہ عملی کوششوں سے والدین وسرپرستوں کو آگاہ کیا جائے ۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے الفاظ میں ان کو بتایا جائے کہ ''شرک وکفر صرف مندروں میں جا کر گھنٹی بجانے اور بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا نام نہیں، بلکہ نماز روزوں کے ساتھ اسلام کے ابدی قوانین پر ہلکے سے شک وشبہ سے بھی صاحب ایمان ایمان سے نکل کر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۲) آن لائن دینی تعلیم کے جو کامیاب نظام سوشل میڈیا کے ذریعہ چل رہے ہیں گھر بیٹھے ان سے اپنے بچوں کو منسلک کریں تا کہ روزانہ آدھ یا پون گھنٹہ ہی سہی وہ گھر بیٹھے قرآنی ودینی تعلیم حاصل کریں ۔ اس سلسلہ میں ہمارے فارغین جامعہ کی طرف سے لرن (Learn Quran) کے نام سے جاری کردہ آن لائن نظام سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(۳) بابری مسجد کی شہادت کے بعد ہمارے ملک میں مسلمانوں میں تعلیمی بیداری میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے ،تقریباً ہر شہر میں مسلمان اپنے تعلیمی اداروں کے قیام میں خود کفیل ہو گئے ہیں اور اچھے معیاری اسکولس بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ قائم ہو گئے ہیں ، والدین طے کریں کہ کم از کم بارہویں تک ہر حال میں مجھے میری اولاد کو مسلم اور ملی اسکولوں ہی میں پڑھانا ہے، چاہے اس کے لئے ایمان واخلاق کی بقا میں کچھ قربانی دینی پڑے۔

(۴) ہمارا کوئی مسلم محلہ جز وقتی مکاتب سے خالی نہ ہو، گاؤں اور شہروں

میں قائم شبینہ وصباحی مکاتب میں صرف ناظرۂ قرآن پڑھانے پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ ہفتہ میں کم از کم دو تین دن ایمانیات اور فقہ اسلامی و سیرت نبوی کے اسباق کا بھی نظم کیا جائے اور طلباء کی نفسیات وضروریات کے مطابق ملک بھر میں اس سلسلہ میں جو نصابی کتابیں اسلامیات و دینیات کی تیار کی ہوئی ہیں ان سے مدد لی جائے۔

(٦) مسلم اسکولوں کے ذمہ داران بھی کم از کم روزانہ ایک گھنٹہ اپنے تعلیمی اداروں میں ناظرۂ قرآن کے علاوہ عقائد، سیرت اور فقہ وغیرہ کے لئے خاص رکھیں، چاہے اس کے لئے اپنے موجودہ نظام تعلیم کے اوقات میں شروع یا اخیر میں ایک آدھ گھنٹہ کا اضافہ کرنا پڑے جیسا کہ کیرلا اور گجرات کے اکثر مسلم اسکولوں میں اس پر توجہ دی گئی ہے۔

(٧) مسلم کالجس اور ہائی اسکولوں میں ہفتہ میں کم از کم ایک گھنٹہ کے لئے جمعرات یا سنیچر کو علماء کے محاضرات رکھے جائیں جس میں اسلام و ایمان کی وحرام کی تفصیلات کے ساتھ اسلام کی برتری اور اس کے قوانین کے منطقی وعقلی ہونے پر طلباء سے خطاب کیا جائے۔

جو طلباء گھروں سے دور مختلف شہروں میں زیر تعلیم ہیں مسلم اداروں کی طرف سے ان شہروں میں ہوسٹلوں کا خود نظام کیا جائے تا کہ ان کو اپنے پاس اپنی نگرانی میں رکھ کر اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ان کی اخلاقی ودینی تربیت کی جاسکے، اس کے لئے ان ہوسٹلوں میں نماز باجماعت کے اہتمام کے ساتھ روزانہ ایک گھنٹہ کے دروس کے ساتھ ان کی ذہن سازی کا بھی کام کیا جائے۔ یاد رہے کہ عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کی طرف سے گذشتہ کئی

سالوں سے خاموشی سے مسلم طلباء کو دین سے دور کرنے کی غرض سے پورے ملک میں اس کا جال پھیلایا جارہا ہے۔

(۸) شہروں میں پہلے سے قائم اس طرح کے مسلم ہاسٹلوں یا اقامت گاہوں کے ذمہ داران سے اجازت لے کر ہفتہ میں دو تین دن عشاء بعد یا کسی اور مناسب وقت میں ان کی دینی تعلیم کا نظم کیا جائے اور اس کے لئے اچھے معیاری علماء و عالمات کا انتخاب کیا جائے جو اِن نوجوانوں و بچیوں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر ان کی دینی تربیت کا فریضہ انجام دے سکیں۔

(۹) اگر مسلم اسکولوں یا کالجس کے ذمہ داران اپنی سیکولر امیج کی بقا کی فکر میں اپنے یہاں زیر تعلیم طلباء کی دینی تعلیم کے لئے نظم کرنے اور اس کے لئے علماء کی تقرری پر آمادہ نہ ہوں تو ان سے کہا جائے کہ ہمارا ادارہ اپنے خرچ پر دینی تعلیم کے معلمین آپ کو فراہم کرنے کے لئے تیار ہے، آپ صرف اس کے لئے اسکول شروع ہونے سے پہلے ہمیں آدھے گھنٹہ کا وقت دیں اور بچوں کو صبح میں صرف آدھ گھنٹہ جلدی لانے کا نظم کریں، ملک کے مختلف مسلم اداروں کی طرف سے تنخواہیں دے کر دوسرے مسلم اسکولوں میں اسلامیات کے معلمین فراہم کرنے کا کامیاب تجربہ الحمدللہ ملک کے مختلف شہروں، کوکن، اورنگ آباد، حیدرآباد وغیرہ میں ہورہا ہے۔ اب اس تجربہ کو دوسرے شہروں تک وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) سول سروس میں مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے جو ادارے مثلاً جے پور کی کریسنٹ اکیڈمی، دہلی کی ہمدرد یونیورسٹی یا بمبئی کا حج ہاؤس وغیرہ سیکڑوں مسلم طلباء کو کامیاب تربیت دے رہے ہیں، وہاں زیر تعلیم طلباء کی دینی

ذہن سازی کا کام وہاں کے مقامی علماء یا دینی اداروں کی طرف سے ابھی سے کیا جائے تاکہ مستقبل قریب میں ملک میں بڑے سرکاری مناصب پر فائز ہونے کے بعد بھی ان کی دینی شناخت باقی رہ سکے اور وہ ملک کی انتظامیہ میں بھی پہنچ کر اسلام کی صحیح ترجمانی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

(۱۱) مشنری، غیر اسلامی اور سرکاری اسکولوں میں زیرِ تعلیم طلباء کے لئے سنڈے کلاسس کا اچھے پیمانے پر خود ہمارے دینی مدارس میں نظم کیا جائے، اس کا ہم نے سنگاپور کے گذشتہ سفر میں مشاہدہ کیا، الحمدللہ یہ بڑا کامیاب تجربہ ہے، یونیفارم کے ساتھ اتوار کے دن تین گھنٹے کے یہ کلاسس ہوتے ہیں جو بڑے کامیاب ہیں اور اسلامیات کے امتحانات کے بعد ان کو ترغیبی انعامات گولڈ میڈل وسلور میڈل وغیرہ کی شکل میں دئے جاتے ہیں۔

(۱۲) اسکولوں وکالجس کی سالانہ چھٹیوں میں مختصر مدتی ہفت روزہ، پندرہ روزہ دینی کورسس کا نظم خود ہمارے علماء یا ذمہ داران خود اپنے مدارس کی چہار دیواری میں یا شہروں میں اچھی اور پُرکشش جگہوں میں کریں، اگر ممکن ہو تو مدارس میں قیام کرواکر ان بچوں کی دینی تربیت بھی کی جائے، اس دوران ان کی دلچسپی وترغیب کے لئے کھیل کود کے مقابلے بھی رکھے جائیں اور کیمپ کے اختتام پر ان کو ایک آدھ دن کے لئے شہر سے دور تفریح کے لئے لے جاکر اس دوران ان پر ہونے والی تربیتی وتعلیمی محنت کا جائزہ بھی لیا جائے۔

(www.bhatkallys.com بعنوان نئی نسل میں ارتداد کا طوفان)

علماء ومشائخ اور اربابِ مدارس کی ذمہ داریاں

مدارس حفاظتِ اسلام کے قلعے ہیں ،اور اللہ تعالیٰ نے ظاہری اسباب میں اسلام کی حفاظت کا سہرا اہلِ مدارس کے سر باندھا ہے کہ دنیا میں دینی لائن سے جو بھی حرکت ومحنت ہورہی ہے اس کو انجام دینے والے یہی مدارس کے فضلاء اور فارغین ہیں ،اس لئے ایسے سخت اور نازک ترین حالات میں علماء ومشائخ واہل مدارس کی ذمہ داریوں کا دائرہ بہت وسیع ہوجاتا ہے،ان کی ساری کوششوں میں فتنۂ ارتداد سے امت کو بچانے کی کوشش اولین کوششوں میں ہونی چاہئے ،یہی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ رہا ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب میں ارتداد کا فتنہ بھیانک شکل میں پھوٹ پڑا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے کاموں کو پیچھے کرکے اس فتنہ سے مقابلہ کے لئے کیسے کمر بستہ ہوکر میدان میں اتر آئے ،یہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔

ماضی قریب میں ام المدارس دارالعلوم دیو بند اور اکابر دیو بند نے فتنۂ ارتداد کا کس طرح سختی کے ساتھ مقابلہ کیا،اور اس کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں بطور نمونہ کے چند حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

فتنۂ ارتداد کی بیخ کنی کے لئے دارالعلوم دیوبند کی جدوجہد:

فتنۂ ارتداد سے مقابلہ کرنا اور امت مسلمہ کو اس سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ام المدارس ازہرِ ہند دارالعلوم دیو بند کا طرۂ امتیاز رہا ہے ،جب ۱۳۴۱ھ میں ہندوستان کے مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے مرتد بنانے کا سلسلہ

شروع ہوا تو اس وقت دارالعلوم دیوبند کا کیا کارنامہ رہا، تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اول میں لکھا ہے:

''۱۳۴۱ھ و ۴۲ھ کے حالات میں سب سے زیادہ اہم واقعہ شدھی اور سنگھٹن (تحریکوں کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد بنانے) کا وہ افسوسناک واقعہ ہے جس نے دارالعلوم کی تمام تر توجہ داخلی حالات سے ہٹا کر اپنی طرف مبذول کرالی''۔ (ج۱،ص۲۶۱)

''اس نازک ترین موقع پر دارالعلوم نے وہی کیا جو ایک دینی و مذہبی ادارے کے شایانِ شان تھا'' (ص ۲۶۲)

''دارالعلوم میں جب خطوط اور اخبارات کے ذریعہ پے درپے آریہ سماج کی ناگوار فرقہ وارانہ سرگرمیوں اور مسلمانوں کے ارتداد کی خبریں موصول ہوئیں تو ۱۲/ جمادی الاخریٰ کو دارالعلوم سے مبلغین کا ایک وفد روانہ کیا گیا، وفد کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کی تحریک نہایت منظم اور وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے، جس کے ازالے کے لئے مزید اور کافی مبلغین کی سخت ضرورت ہے، اس پر دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے پے درپے متعدد وفد روانہ کئے گئے، آگرہ کو تبلیغی کاموں کا مرکز قرار دے کر علمائے دیوبند کا دفتر کھولا گیا، مولانا میرک شاہ صاحب مدرس دارالعلوم دفتر کے نگراں بنائے گئے، موصوف جہاں ضرورت ہوتی مبلغین کو بھیجتے، بحمداللہ مبلغین کی انتھک مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بے شمار مرتدین تائب ہو کر اسلام میں واپس ہو گئے، جن مقامات پر آریہ سماج کی تحریک جاری تھی، وہاں کے مسلمان عموماً دین سے ناواقف اور سادہ لوح تھے، اس لئے آسانی سے مخالفین کا شکار ہو جاتے تھے، مبلغین نے وعظ و تبلیغ کے

ذریعہ ملکانہ راجپوتوں کو اسلام سے روشناس کرایا، ان کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا اور جگہ جگہ مدارس کھولے گئے، اکثر مقامات پر آریہ مبلغین سے مناظرے ہوئے، جن میں بالعموم دار العلوم کے مبلغ کامیاب رہے"۔ (ص ۲۶۴)

"اخبار" "سیاست" لاہور نے اپنی ۲۷ / جون ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ: "اگر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کرلیا جائے جو آریہ سماج نے اسلام کے خلاف کیں تو آپ کو روز روشن کی طرح نظر آجائے گا کہ ان مساعی کے مقابلے میں سب سے نمایاں طریق پر جو سینہ سپر ہوا وہ مدرسہ عالیہ (دار العلوم) دیوبند ہی ہے"۔ (۲۶۵)

"روزنامہ" "زمیندار" لاہور نے لکھا تھا کہ: "یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ دار العلوم فتنۂ ارتداد میں بھی کس قدر قیمتی خدمات انجام دے رہا ہے، اس کے اساتذہ وطلبہ غایت انہماک کے ساتھ اس مقصد کی تکمیل میں سرگرم ہیں، اور یہ کھلی حقیقت ہے کہ حقیقی درسگاہ وہی ہے جو وقت پر میدانِ عمل میں اترے"

(تاریخ دار العلوم دیوبند جلد اول ص ۲۶۶)

فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کرنے والوں کو سخت حالات کا سامنا:

"مبلغین نے وقتاً فوقتاً جو اطلاعیں بھیجیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں جاہل اور اکھڑ ملکانوں کی کج اخلاقیوں اور سختیوں سے بڑی بڑی اذیتیں اٹھانا پڑیں، ریاست الور کے ایک گاؤں تسئی میں جب ابتداءً مبلغین پہنچے تو ملکانوں نے ٹھہرانے سے انکار کردیا، وہ مبلغین کے وضو کا مذاق اڑاتے تھے، پانی مانگتے تو اینٹوں سے جواب دیتے، مبلغین نہایت ہمت اور پامردی کے ساتھ مسجد میں ٹھہر کر ان کی ایذاء رسانیوں کو مدت تک برداشت کرتے

رہے، جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور کامیابی کی کوئی شکل نظر نہیں آئی تو بادل ناخواستہ واپسی کا ارادہ کیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ متبسّمانہ انداز میں فتنۂ ارتداد کے انسداد میں مصروف ہیں، اس بشارتِ کبریٰ سے ہمتیں ازسرنو بندھ گئیں، ادھر ملکانوں کی حالت بھی تقدیرِ الٰہی سے اچانک بدل گئی اور ان کی ایذاء رسانی مبدل براحت رسانی ہو گئی''۔(۲۶۵)

فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لئے علماء اور طلباء کی تیاری کا انتظام:

''آریہ سماج کا یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ اس کی مدافعت کے لئے صرف ''دفاعی انداز'' کافی نہ تھا، اس لئے اقدامی طریق کار کے طور پر مبلغین کو آریہ مذہب سے براہِ راست واقفیت پیدا کرنے کے لئے سنسکرت کا انتظام کیا گیا، مولوی ابورحمت صاحب میرٹھی جو سنسکرت میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے، ان کو بلا کر مبلغین کی تعلیم کا کام سپرد کیا گیا، اس زمانے میں اتفاق سے ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے بھی اپنی خدمات پیش کیں، موصوف آریہ سماج کے تبلیغی مشن کے زبردست رکن اور سنسکرت کے نامور فاضل تھے، اور اسی زمانے میں اسلامی محاسن سے متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تھے، ڈاکٹر صاحب کی توجہ اور محنت سے بہت تھوڑے عرصے میں دارالعلوم کے طلبہ میں ایسے مبلغین کی جماعت تیار ہو گئی جو فنِ مناظرہ کے ساتھ سنسکرت میں بھی کافی دخل رکھتی تھی اور مخالفین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے کے علاوہ ان کے مذہب پر براہ راست حملہ آور ہو کر خود ان کو ہی مدافعت پر مجبور کر دیتی تھی، اس کا یہ اثر ہوا کہ زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ مخالفین کی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں اور آریہ سماج کے مشن نے ملک میں جو ناگوار فرقہ وارانہ مذہبی فضا پیدا کر دی تھی وہ ختم

ہو کر حالات سابقہ معمول پر لوٹ آئے۔" (ایضاص ۲۶۶)

فتنۂ ارتداد پر لوگوں کو توجہ دلانے سے دارالعلوم کا مالی خسارہ:

دارالعلوم دیوبند نے فتنۂ ارتداد سے مقابلہ کرنے کے لئے لوگوں کو متوجہ کیا، اوراس کے لئے ہر طرح سے جانی و مالی قربانی دینے کی ترغیب دی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود دارالعلوم کو بھی مالی خسارہ و بحران سے گزرنا پڑا، چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے صاحبزادے مہتمم خامس دارالعلوم دیوبند (۳۵ سالہ دور اہتمام) حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کی سوانح "عکس احمد" میں لکھا ہے:

"دارالعلوم ایک ادارہ ہی نہیں ؛ بلکہ ایک تحریک ہے، ملتِ اسلامیہ کے ہر درد وغم کے لیے تڑپنا اوراس کے مداوا کی کوشش اس کا نمایاں امتیاز ہے، بارہا ایسا ہوا کہ ملتِ اسلامیہ کے مسائل کے حل کرنے کے لیے دارالعلوم نے مسلمانوں سے چندے کی اپیل کی، تاکہ مسلمان دیگر ضروری مصارف میں اپنے پیسے استعمال کریں، کبھی ایسا بھی ہوا کہ اس کے نتیجہ میں خود دارالعلوم کا مالیہ متأثر ہوا مگر دارالعلوم نے اس کی پرواہ نہیں کی، چنانچہ شدھی سنگھٹن کے زمانے میں جب مسلمان شدید ارتداد کے فتنے میں آنے لگے تھے، دارالعلوم نے مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ وہ اپنے صدقات وعطیات ان غریب مسلمانوں کو عطا کریں جو غربت کی وجہ سے ارتداد کا شکار ہو رہے ہیں، اس کے نتیجے میں مسلمان اس بڑے فتنے کی طرف متوجہ ہوئے، دارالعلوم کا مالیہ بھی متأثر ہوا، مگر اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کے احوال پھر اچھے کر دیئے"۔ (عکس احمد صفحہ نمبر: 192)

تفصیل کے لئے تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اول کی طرف رجوع کیا جائے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور فتنۂ ارتداد:

جب انگریزوں کے دورِ اقتدار میں ہندوستان میں حکومت کے تعاون سے عیسائیت کی تبلیغ شروع ہوئی، اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کو عیسائی بنایا جانے لگا تو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء کرام نے کس طرح سے ان کا تعاقب کیا، اور جگہ جگہ ان کے پادریوں سے مناظرے کئے اور ہندوستانی مسلمانوں کو عیسائیت کی بھینٹ چڑھنے سے بچایا، یہ سارے حالات وواقعات مشہور ہیں، اگر ان کو تفصیل سے بیان کیا جائے تو یہ کتاب بہت ضخیم ہو جائے گی، اس لئے ان کو ترک کیا جاتا ہے، تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ١١٦ تا ص ١٢٠ پر ان کی تفصیلات موجود ہیں، تفصیل کے لئے وہاں رجوع کیا جاسکتا ہے۔

ارتداد کا فتنہ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی فکر و پریشانی:

محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اپنے تمام تصنیفی وتدریسی کاموں اور دیگر مصروفیتوں کے باوجود فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کیسے کرتے تھے، ان کے حالات میں لکھا ہے:

''حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے تعلیمی اور تعمیری صلاحیتوں کے علاوہ دین کا درد اور جذبہ بھی عطا فرمایا تھا اور جب بھی کہیں اسلام اور دین کے خلاف کوئی شورش ہوتی تو آپ فکر مند ہوجاتے اور دوسرے اہل فکر اور دردمند علماء کے ساتھ شریک ہوجاتے، کبھی آپ حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ ملک کی آزادی کی کوشش میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی حضرت تھانویؒ کے ساتھ تبلیغ ودعوت اسلامی کے کام میں مشغول پائے جاتے ہیں، ١٣٤١ھ میں جب راجپوتانہ اور آگرہ سے ارتداد کی خبریں

آنی شروع ہوئیں تو حضرت تھانویؒ کو اس کی فکر ہوئی اور انہوں نے وفود بھیجنے شروع کئے، مظاہر علوم سے حضرت مولانا (خلیل احمد سہارنپوریؒ) کے تلامذہ اور متعلقین جن پر آپ کو اطمینان تھا اس مبارک کام کے لئے منتخب ہوئے، جن میں مولانا اسعد اللہ صاحب مدظلہٗ، مولانا عبدالکریم صاحب گمتھلوی اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی جو حضرت مولانا ہی سے مجاز تھے قابل ذکر ہیں۔ جتنی مدت تک یہ حضرات تبلیغ واشاعت دین کا کام کرتے رہے حضرت مولانا پوری طرح باخبر رہے اور فکر مند و پریشان، اس کام کے لئے انجمن ہدایت الرشید کی تشکیل فرمائی تھی اور اس انجمن نے ان اطراف میں خصوصاً علی گڑھ و متھرا کے اطراف میں چودہ مدارس قائم کئے ہیں، جن میں بیک وقت مجموعی طور پر ساڑھے تین سولڑکوں نے قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی، اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ اور مولانا محمد الیاسؒ صاحب کی انتھک محنتوں اور کوششوں نے بڑا مفید کام انجام دیا"۔ (حکایات خلیل حصہ اول صفحہ نمبر:216)

فتنۂ ارتداد اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی زندگی کس قدر مصروف رہتی تھی، کم از کم علماء کرام اس کو اچھی طرح جانتے ہیں، اس مصروفیت کے باوجود فتنۂ ارتداد کی خبر سے وہ کتنا بے چین رہتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جب ایک شخص نے آکر بتایا کہ فلاں شہر سے ارتداد کی خبریں سننے میں آرہی ہیں تو آپ بے چین و بے قرار ہو گئے، اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اس جگہ جا کر مسئلہ کی تحقیق کی، اس کے بعد بھی کئی دنوں تک حضرت مولانا پر اس کا اثر رہا، فرماتے کہ اس خبر کو جب بھی سوچتا ہوں تو دسترخوان پر مجھ سے کھایا نہیں جاتا اور بھوک اڑ جاتی ہے، رات کو جب بستر پر لیٹتا ہوں تو نیند نہیں آتی۔

حضرت تھانویؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''میں ایک دفعہ کانپور گیا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ کانپور کے اطراف میں بعض دیہات میں نومسلم راجپوت مرتد ہونے والے ہیں۔آریہ ان کو بہکارہے ہیں تو میں نے اپنے احباب میں سے کچھ علماء اور رؤساء کو ساتھ لیا، اور'' گجنیر'' (ضلع کانپور) میں قیام کیا جو دیہاتوں میں سب سے بڑا گاؤں تھا۔پھر وہاں سے دو، دو، تین، تین عالموں کو متفرق دیہات میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا۔

(ہم لوگوں نے) کھانے پینے کے سامان کے علاوہ خیمہ وڈیرہ وغیرہ کا بھی تمام سامان ساتھ کرلیا، لوگوں کو اس کی اطلاع ہوگئی، تو اچھا خاصہ مجمع ساتھ ہوگیا۔ وہاں پہونچ کر ان کے چودھریوں کو بلایا۔حالت ان کی یہ تھی کہ ان کے نام ہندوؤں جیسے تھے۔چنانچہ ایک چودھری کا نام نونسگھ تھا، اور دوسرے چودھری کا نام ادھار سنگھ تھا، ان کے سروں پر چوٹی بھی تھی، نونسگھ اور ادھار سنگھ میں سے دونوں کو یکے بعد دیگرے بلایا گیا تاکہ دونوں کے خیالات آزادی سے معلوم ہوسکیں، گرمی کا زمانہ تھا، اس واسطے ان کو شربت پلانا چاہا، مگر انہوں نے عذر کردیا کہ ہم مسلمانوں کے ہاتھ کا نہیں کھاتے پیتے۔اور بھی بیہودہ رسمیں معلوم ہوئیں، جہالت کی یہ حد تھی کہ ان سے پوچھا گیا کہ تم ہندو ہو؟ کہا نہیں۔پوچھا گیا کہ مسلمان ہو؟ جواب دیا نہیں۔کہا گیا آخر کون ہو؟ بتلایا کہ ہم نومسلم ہیں۔

میں نے کہا کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ تم آریہ ہونے والے ہو، اگر اسلام میں کوئی شبہ ہو دور کرلو، ایک نے جواب دیا کہ ہم آریہ کیوں ہوتے، ان کے یہاں تو نیوگ کا بڑا فحش (گندہ) طریقہ ہے، جسے کوئی شریف آدمی ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا، پھر ہم نے کہا کہ ہاں بھائی بس، تم مسلمان رہنا، وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمان بھی نہیں

ہوتے ہم تو نومسلم ہی اچھے رہیں گے، میں نے کہا اچھا تم نومسلم ہی رہو۔

پھر باتوں باتوں میں بڑے چودھری سے کہا گیا کہ کلمہ بھی آتا ہے؟ کہنے لگا ہاں آتا ہے، کہا گیا سناؤ، کہنے لگا: بس سنومت، گاؤں کے لوگ یہ کہیں گے کہ بڈھا سٹھیا گیا جو کلمہ پڑھت (پڑھ رہا) ہے، ان کو کلمہ پڑھنے سے بھی رکاوٹ تھی، وہ ایسے مسلمان تھے، بس اسلام کی چند باتیں ان کے اندر موجود تھیں، ایک تو یہ ہے کہ وہ ختنہ کراتے تھے، دوسرے مُردوں کو دفن کرتے تھے، تیسرے نکاح قاضی سے پڑھواتے تھے، مگر ساتھ ہی ہندوؤں کی طرح پھیرے بھی کرتے تھے۔

اور ایک بات اسلام کی (ان کے عقیدہ کے مطابق) یہ تھی کہ وہ محرم میں تعزیہ بناتے تھے، اور اس کو اتنا بڑا اشعار سمجھتے تھے...... کہ ادھار سنگھ نے کہا کہ ہم آریہ کیسے بنت (بن سکتے ہیں) ہمارے یہاں تو تاجیہ (تعزیہ) بنت (بنتا) ہے، میں نے یہ سن کر کہا کہ دیکھو تعزیہ مت چھوڑنا، کہنے لگے جی بھلا اسے ہم کب چھوڑنے لگے۔ بعض علماء کو میری اس بات پر خیال ہوا کہ اس نے ایک بدعت کی اجازت دے دی، میں نے کہا، بس چپکے بیٹھے رہو۔ یہ کانپور لکھنؤ ہی میں بدعت ہے۔ مگر یہاں فرض ہے، کیوں کہ اس جگہ تعزیہ ہی ان لوگوں کے دین کا وقایہ (بچانے کا ذریعہ) ہے، ابھی تو ان لوگوں کا تعزیہ بناتے رہنا ہی ان کے اسلام کا محافظ ہے، پھر رفتہ رفتہ (جب) یہ پکے مسلمان ہوجائیں گے اس وقت سنت وبدعت کی تعلیم دیدینا۔

اگر کسی جگہ بدعت ہی لوگوں کے دین کی حفاظت کا ذریعہ ہوجائے تو وہاں اس بدعت کو غنیمت سمجھنا چاہیے جب تک کہ ان کی پوری اصلاح نہ

ہو جائے (چونکہ) یہ بدعت ان کے لئے کفر سے وقایہ (محفوظ رہنے کا ذریعہ) ہے۔اس لئے ان کو اس سے منع کرنا مصلحت نہیں۔

اس کے بعد عام مجمع میں بیانات ہوئے،اور وہاں کے لوگوں کی سمجھ کے مناسب اعلان کے لئے یہ الفاظ تجویز ہوئے،کہ ''مسلمانوں کی کتھا ہوگی'' اور بیان کے لئے ذکر میلاد شریف تجویز ہوا۔اور شیرینی بھی تقسیم ہوئی اور یہ سب کچھ مقامی رعایت کے سبب ہوا۔اور جب انہوں نے خوب اچھی طرح وعدہ کرلیا کہ ہم مرتد نہ ہوں گے،تب واپسی ہوئی''۔(خیر الارشاد لحقوق العباد ملحقہ حقوق وفرائض:ص ۲۶۰،اشرف السوانح:ص ۲۳۱ رج ۳)''(بحوالہ: دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام۔تصحیح شدہ جدید ایڈیشن،صفحہ نمبر:105)

اس کے علاوہ حضرت تھانویؒ نے با قاعدہ اپنی نگرانی میں علماء کرام کے ذریعہ سے سالہا سال تک فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کا کارنامہ انجام دیا اور اس کے لئے ہر طرح کا تعاون پیش فرمایا،جس کے زبردست اثرات ونتائج سامنے آئے،اس کام سے حضرت تھانویؒ کو اس قدر تعلق تھا کہ جن علماء کے ذریعہ سے آپ یہ کام کررہے تھے ان میں سے بعض کو نفلی حج کا سفر درپیش ہوا تو حضرت تھانویؒ نے ان کو سفر حج سے یہ کہہ کر منع کردیا کہ جس کام میں یہاں مشغولی ہے وہ حج نفل سے مقدم اور افضل ہے۔(ماخوز از اشرف السوانح)

فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لئے حضرت تھانویؒ کی کوششوں کا تفصیلی بیان اشرف السوانح جلد ۳ صفحہ ۳۲۴ تا صفحہ ۳۳۹ پر موجود ہے،یہاں گنجائش نہ ہونے کی بنا پر اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

دنیا میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے یا ارتداد؟

اوپر کے صفحات میں امت مسلمہ کے اندر سیلاب بلاخیز کی طرح ارتداد کے پھیلے ہوئے حالات وواقعات کو تفصیل سے پڑھنے والوں کے ذہن میں ایک خلجان اور اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو تصویر کا ایک رخ جو بھیانک اور سنگین تھا اس کو بیان کیا گیا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں ارتداد تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے، تصویر کا دوسرا رخ جو بڑا خوبصورت واطمینان بخش ہے اس کو بیان نہیں کیا گیا، کیونکہ اگر ایک طرف بہت سے مسلمان دائرۂ اسلام سے نکل رہے ہیں تو دوسری طرف بہت بڑی تعداد میں غیر مسلم اسلام قبول کر رہے ہیں اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔

اس سلسلہ میں دو باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو لکھا گیا ہے اس کا مقصد ہر ایمان والے کو اپنے ایمان کے بارے میں فکرمند بنانا ہے، ہر شخص چاہے کتنا ہی دین دار کیوں نہ ہو اس کو یہ سوچنا چاہئے کہ جب اتنی تیزی کے ساتھ ارتداد پھیل رہا ہے تو کیا گارنٹی ہے کہ میرا ایمان محفوظ رہے گا، کہیں میں بھی اس ارتداد کا شکار نہ ہوجاؤں، ایک ایمان والا بھی اگر مرتد ہوجائے تو یہ کتنی زیادہ بری بات ہے، ہدایت کے مل جانے کے بعد ارتداد و گمراہی کسی طرح ایک ادنیٰ درجے کے ایمان والے کے لئے بھی قابل برداشت نہیں ہونی چاہئے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ یقیناً یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ دنیا میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے، لیکن جس کثرت کے ساتھ قبولِ اسلام کے واقعات

اخبارات وغیرہ کے ذریعہ سے بیان کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے، اس کے متعلق چند مشہور علماء کی تحریریں اوران کی تحقیقات پیش کی جاتی ہیں اس سے انشاء اللہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ اسلام زیادہ پھیل رہا ہے یا ارتداد۔

(۱) پوری دنیا میں جس تیزی کے ساتھ اسلام پھیل رہا ہے اس کے اسباب وغیرہ کو بیان کرنے کے بعد داعئ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

”اشاعتِ اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے کے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہوجاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہوگیا“۔(نسیم ہدایت کے جھونکے، ج۱، ص:۹)

(۲) حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی دامت برکاتہم استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں:

”۱۹۹۹ء میں امریکہ کے ایک سفر میں وہاں کے مشہور شہر نیوجرسی میں ایک مصری عالم شیخ محمد الحائک سے ملاقات ہوئی، وہ نیوجرسی کے ایک بڑے اسلامک سینٹر میں امام وخطیب تھے۔ ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو رہی، عیسائی مشنریز کی دعوتی سرگرمیوں کا موضوع زیر گفتگو آیا تو انھوں نے ایک

عجیب وغریب بات سنائی، جس کا یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

شیخ محمد الحائک نے فرمایا کہ ایک دن میرے استاذ عبدالحلیم محمود (جو بعد میں شیخ الازہر بنے، امام غزالیؒ کے علوم کے بڑے ماہر تھے، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے جشن تعلیمی میں شرکت فرمائی تھی) نے دوران درس ہم طلبہ سے سوال کیا: عزیز طلبہ! آج کل تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اخبارات میں اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں کہ اسلام افریقہ میں اپنی کشش اور کمال کی وجہ سے پھیل رہا ہے، اس طرح کی خبریں پڑھ کر آپ لوگوں کا کیا تاثر ہوتا ہے؟ طلبہ نے عرض کیا: ہم لوگوں کو غیر معمولی خوشی ہوتی ہے، ایسی خبریں پڑھ کر ہم لوگ بے پناہ مسرور ہوتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا: عزیزو! اس طرح کی خبریں مسلمانوں کو سلانے اور انہیں غافل کرنے کے لئے دی جاتی ہیں تاکہ مسلمانوں کا یہ ذہن بنے کہ ہمیں اسلام کی دعوت واشاعت کے لئے کسی خاص محنت اور کوشش کی ضرورت نہیں ہے، اسلام تو خود اپنی خوبیوں کی وجہ سے تیزی سے پھیل رہا ہے، اس طرح کی خبریں چھاپ کر ہمیں سلایا جارہا ہے اور عیسائی مشنریاں بڑی خاموشی اور تیزی کے ساتھ اپنا دعوتی اور رفاہی کام کر رہی ہیں، لوگ کثرت سے عیسائیت کی گود میں جارہے ہیں"۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ مئی ۲۰۱۲ء ص ۴۲)

ارتداد کے مذکورہ واقعات حقائق کا دس فیصد بھی نہیں:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی بھٹکلی صاحب مدظلہ اپنی اس فکر انگیز اور پُر اثر تحریر میں لکھتے ہیں:

"جو ذہنی ارتداد اور فکری الحاد ہمارے سامنے آرہا ہے وہ درحقیقت

ہمارے معاشرے میں موجود ارتداد والحاد کے واقعات کے دس فیصد بھی مظاہر نہیں ہیں، ورنہ ۹۰ / فیصد واقعات وحقائق پر اللہ تعالیٰ نے اب بھی اپنے کرم سے پردہ ڈال رکھا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے خدانخواستہ کسی دن اگر اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش فرمادیں گے تو خود اپنے گاؤں اور خاندانوں میں اس بھیانک کردار کے حامل افراد کے متعلق جان کر اور سن کر ہمارے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے، پیروں تلے زمین کھسک جائے گی، ہم خون کے آنسو رونے پر مجبور ہوجائیں گے اور گھر واپسی ہم کو آگرہ اور مظفر نگر کے بجائے خود اپنے پاس نظر آئے گی"۔

(www.bhatkallys.com بعنوان نئی نسل میں ارتداد کا طوفان)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ. اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ، غَيْرَ خَزَايَا، وَلَا مَفْتُونِينَ، بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَمُتَّبِعِي سُنَنِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا (جب اللہ کی مدد آئے گی اور مکہ فتح ہوجائے گا اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوں گے) اس آیت کی تلاوت فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح لوگ اس (دین میں) فوج در فوج داخل ہوئے اسی طرح فوج در فوج جماعتوں کی شکل میں لوگ اس دین سے ضرور نکلیں گے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک وقال: صحیح واقرہ الذھبی)

(کتاب ہذا کا ایک اقتباس، ص: ۶۳)

منگلور کے اخبار (Mesco) کے ایڈیٹر کا حضرت مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے سوال: سر! بتایئے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو اس وقت کئی طرح کے مسائل درپیش ہیں، بابری مسجد کا مسئلہ، شاہ بانو کا قضیہ، اور پارلیمنٹ میں طلاق بل، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کا مسئلہ، فسادات میں بے گناہ مسلمانوں کی گرفتاری کا مسئلہ، مسلم نونہالوں میں تعلیمی تناسب کی کمی کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ، ان میں آپ کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ کیا ہے؟

حضرت مولاناؒ کا جواب: میرے نزدیک یہ سب وقتی مسائل ہیں، جو وقت کے ساتھ انشاء اللہ حل ہوتے چلے جائیں گے، لیکن برصغیر کے مسلمانوں کا اس وقت میرے نزدیک سب سے اہم ترین مسئلہ جس کو وہ خود مسئلہ نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس کی سنگینی و ہولناکی کا خود ان کو اندازہ نہیں ہے، وہ نئی نسل میں بڑھتے فکری ارتداد کا ہے، میری گناہگار آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ اگر اس کی نزاکت کا امت کو احساس نہیں ہوا تو یہ تہذیبی و فکری ارتداد امت کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دے گا اور اس ملک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کچھ دنوں کے بعد نام کی مسلمان رہ جائے گی اور غیر شعوری طور پر وہ بتدریج ایمان و توحید کی نعمت سے محروم ہوجائے گی۔

(کتاب ہذا کا ایک اقتباس، ص: ۴۹)